بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سیرت حضرت سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ مہدیِ موعود علیہ السلام

الموسوم بہ

معارج الولایت

﴿حصہ اوّل﴾

مولفہ

حضرت بندگی میاں سید محمودؒ نبیرۂ حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیر آباد حیدر آباد، دکن

شوال ۱۴۱۲ھ ہجری م اپریل ۱۹۹۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس کے مثل کوئی چیز بھی نہیں، نہ اُس کی کوئی شکل ہے اور نہ اس کے اوصاف (ذاتی کی) کوئی حد اور نہ اس کی ذات احاطہ علم میں آسکتی ہے۔ بایں ہمہ وہ ظاہر و آشکار ہوا ہے حد و احاطۂ اوصاف میں اور متغیر نہیں ہوتی اس کی قدیمی حالت بے شکل و بے حد ہونے سے بلکہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ وجود ایک ہے اور لباس مختلف اور متعدد ہیں اور وہی وجود تمام موجودات کی حقیقت اور ان تمام کا باطن ہے۔ اور تمام کائنات حتیٰ کہ ایک ذرہ بھی اس وجود سے خالی نہیں، اور کوئی شک نہیں کہ وہ وجود بہ حیثیت اپنی ماہیئت کے کسی پر ظاہر نہیں ہوتا (اور اشیاء کی طرح) نہ اس کو عقل پاسکتی ہے اور نہ وہم نہ حواس نہ وہ دلیل عقلی سے سمجھ میں آتا ہے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار ہی سے پہچانا۔ اور جب اللہ نے چاہا کہ اپنے اسماء وصفات کے کمالات کو ظاہر کرے تو محمد مصطفٰے ابوالقاسمؐ کے تعین میں ظاہر ہوا۔ وہی تعین اصل موجودات اور اوّل کائنات ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (کلام قدسی میں) آپؐ کی توصیف میں فرمایا ہے کہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں اور (فرمایا ہے) کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر تو نہ ہوتا تو اپنی خدائی کو ظاہر نہ کرتا، اور میں ایک خزانہ تھا چھپا ہوا، پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو خلق کو پیدا کیا یعنے محمدﷺ کو۔ پس اس اعتبار سے محمدﷺ ارواح کے باپ ہیں اور آدمؑ اجسام اور اشکال کے باپ ہیں۔ نبیؐ نے ایک دن جناب باری تعالیٰ میں استفسار کیا کہ اے پروردگار میں کہاں تھا آسمانوں، زمینوں اور سب کائنات سے پہلے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمدؐ تو مجھ میں تھا۔ اسی لئے موسیٰؑ نے فرمایا اگر میں نے محمدؐ کو دیکھا ہوتا تو ہرگز نہ کہتا کہ اے میرے پروردگار مجھے نظر آ جا کیونکہ محمدﷺ کا دیدار ہی عین میرے رب کا دیدار ہے اور اسی لئے محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ سب انبیاء و رسل علم پاتے ہیں خاتم الرسل سے اور خاتم رُسل علم پاتے ہیں اپنے باطن سے اور باطن آپؐ کا خاتم الاولیاء محمد مہدیِ موعودؑ ہیں۔ درود و سلام اِن دونوں پر اور دونوں کے آل واصحابؓ پر روز قیامت تک۔

امابعد عرض کرتا ہے فقیر حقیر کمترین بندگانِ معبود سید محمد (ابن حضرت بندگی میاں سید عیسیٰؒ ابن حضرت بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ ابن دریبۂ دین بندگی میاں سید محمودؒ ابن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر سراج منیر سلطان نصیر حاملِ بار امانت صدیقِ ولایت سید الشہداء رضی اللہ عنہم جن کی شہادت کی گواہی قیامت تک ہے علماء کرام اور فقراء و فاضلین گروہِ حضرت امامنا سید محمد مہدیِ موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمٰن وارثِ پیغمبر انس و جان ہادی کون و مکان قبلۂ دل و جان کعبۂ دین و ایمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے التماس ہے کہ ایک طویل مدت اور عرصۂ دراز سے بعضے مرید و مشتاق اِس عاصی سے بار بار اِس امر کا تقاضہ کرتے تھے کہ ہمارے دیکھنے میں کوئی ایسی کتاب نہیں آئی جو حضرت امامنا سید محمد مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے تمام حالاتِ مبارکہ پر مشتمل ہو جن کے ذکر کے ضمن میں آنحضرتؑ کے تمام معاملات واقعات بھی بیان ہوئے ہوں اس وجہ سے ہماری درخواست اور آرزو یہ ہے کہ صحیح ترین کیفیات وحالات اور واضح ترین واقعات وسوانحات اِس امام خاص وعام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو آپ نے اپنے مرشدوں سے یا اس گروہ کے دیگر بزرگوں سے سُنے ہیں یا کتب قومی میں دیکھے ہوں تحریر میں لایئے اور تفصیل کے ساتھ لکھ دیجئے تا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ہمارے دلوں کو تسکین و تشفی ہو اور دوسری کتابوں کے مطالعے کی حاجت باقی نہ رہے اس بناء پر اس ناقص نے اپنی سماع کے مطابق دینی بھائیوں اور یقین دوستوں کی خاطر لکھنے کی ابتداء کی اور جب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ہوئی تو پھر مشہور نقلوں اور قوم کی کتابوں سے چند معتبر روایات بھی اِس کتاب میں درج کئے اور جب یہ کتاب ختم ہو چکی تو حضرت بندگی میاں سید نور محمد (خاتم کار آخر حاکمؒ) کے بہرۂ عام کے روز بتاریخ ایک ہزار اٹھہتر ہجری پڑھی گئی اور برادرانِ دائرہ کے اتفاق سے اس کتاب کا نام معارج الولایت رکھا گیا۔اور یہ کتاب اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے نسب پیدائش، حضرتؑ کے آبائے کرام اور حضرتؑ کے حلیہ مبارک اور بچپن کے واقعات اور تسمیہ خوانی کے بیان میں۔

دوسرا باب:۔آنحضرتؑ کی تحصیل علم (ظاہری) شیخ دانیالؒ سے اور تحصیل علم کی مدت اور خضر علیہ السلام سے حضرتؑ کی ملاقات اور خضر علیہ السلام کی جانب سے حضرتؑ کو حضرت رسول اللہؐ کی امانت پہونچانے کے بیان میں۔

تیسرا باب:۔سلطان حسین شرقی کا حضرتؑ کا مطیع ہونے اور گوڑ کے حاکم پر حضرتؑ کی فتح یابی اور آنحضرتؑ کے جذبے کی کیفیت کے اور استغراق (دیدار الٰہی میں مستغرق ہونے) کی حالت کے بیان میں۔

چوتھا باب:۔آنحضرتؑ کے جونپور سے نکل کر دانا پور آنے وہاں سے مانڈو جانے کے بیان میں۔

پانچواں باب:۔آنحضرتؑ کے شہر چاپانیر میں آنے کے بیان میں۔

چھٹا باب:۔حضرت امامنا علیہ السلام کے چاپانیر سے دولت آباد آنے وہاں سے محمد آباد بیدر وہاں سے گلبرگہ اور وہاں سے مکہ معظّمہ جانے کے بیان میں۔

ساتواں باب:۔آنحضرتؑ کے مکہ سے احمد آباد آنے پھر وہاں سے نہر والہ آنے اور وہاں سے بڑلی جانے اور (دعوئے مہدیت بہ حکم خدا ظاہر فرمانے اور اس امام دو جہاں سید محمد مہدیِ موعود آخر الزماںؑ کی مہدیت کے ثبوت کے بیان میں۔

آٹھوا باب:۔گجرات کے عالموں کے سوالات اور اُن کے جواب

نواں باب:۔امام انام علیہ السلام کے بڑلی سے کوچ کر کے خراسان کا ارادہ فرمانے اور بڑلی سے تہرادآ نے پھر وہاں سے جالور جیسلمیر ناگور، نصر پور اور کاہہ سے ہوتے ہوئے ٹھٹھ پہنچنے کے بیان میں۔

دسواں باب:۔امام مہدی علیہ السلام کے فرمودہ شہر فراہ میں آنے اور وہاں کے علماء وفضلاء کے حضرات کی تصدیق کرنے کے بیان میں۔

گیارھواں باب:۔آنحضرتؑ کے فضائل، معجزات، اخلاق اور خصوصیات اور ذاتِ مبارک کے شریعت محمدیؐ کی اتباع کی حفاظت اور آنحضرتؑ کے اسماء مبارکہ کے بیان۔

بارھواں باب:۔آنحضرتؑ کی بشارتوں کے بیان میں جو اگلے اولیاءاللہؒ کے حق میں آپؑ نے دیں۔

تیرھواں باب:۔فرائض ولایت اور اس امام اولین وآخرین کے دیگر منقولات کے بیان میں۔

چودھواں باب:۔امام کائنات مہدیِ موعودؑ کی وفات کے بیان میں۔

پندرھواں باب:۔آنحضرتؑ کی ازواج واولاد کے بیان میں۔

سولھواں باب:۔آنحضرت کے خلفاء کے بیان میں۔

سترھواں باب:۔علماء ومشائخین مہدویہ کے بیان میں۔

اٹھارواں باب:۔امراء وحکام اور سلاطین مصدقین کے بیان میں۔

پہلا باب

نسب آبائے شریف کے احوال آنحضرتؑ کی پیدائش حلیہ مبارک بچپن اور تسمیہ خوانی کے بیان میں

مصدقین تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت خاتم ولایتؑ کا نسب شریف بارہ واسطوں سے امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہے۔ میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ بن سید عبداللہؒ بن سید عثمانؒ بن سید خضرؒ بن سید موسیٰؒ بن سید قاسمؒ بن سید نجم الدینؒ بن سید عبداللہؒ بن سید یوسفؒ بن سید یحییٰؒ بن سید جلال الدینؒ بن سید نعمت اللہؒ بن سید اسمٰعیلؒ بن امام موسیٰ کاظمؒ بن امام جعفر صادقؒ بن امام محمد باقرؒ بن امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ شہید کربلا بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کے باپ دادا صحیح النسب سادات اور مشائخ طریقت تھے شریعت میں ابو حنیفہ کوفیؒ کے مقلد تھے اور طریقت میں چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے حقیقی دادا جن کا نام سید عثمانؒ تھا پورب آ گئے تھے۔ انہیں دو لڑکے ہوئے سید جلال الدینؒ اور سید عبداللہؒ۔ سید جلال الدینؒ کو تین لڑکے اور دو لڑکیاں سید سلام اللہؒ۔ سید کریم اللہؒ اور سید عبدالغنیؒ۔ بی بی راستی زوجہ سید احمدؒ اور بی بی الہدادیؓ جو میراں سید محمد مہدیؑ کی زوجہ ہوئیں۔ اور سید عبداللہؒ کو دو لڑکے ہوئے سید احمدؒ اور سید محمد مہدیؑ۔ حضرت میراں علیہ السلام کی والدہ کا نام (بی بی) آمنہؒ عرف آقا ملک تھا۔ اور بی بی آمنہؒ کے والد کا نام سید عبداللہؒ یا بقولے سید جلالؒ تھا۔ یہ بھی آنحضرتؑ کے بنی اعمام سے تھے۔ انہیں ایک لڑکا ہوا اور ایک لڑکی۔ صاحبزادے کا نام سید علیؒ تھا اور خطاب قیام الملک اور صاحبزادی کا نام بی بی آمنہؒ۔ نقل ہے کہ آنحضرتؑ کی والدہ نہایت درجہ پرہیز گار، متورعہ، اور تہجد گزار تھیں۔ ایک رات آخری پہر میں اس طرح کا معاملہ دیکھا کہ چاند یا سورج آسمان سے اتر آیا اور بی بیؒ کے گریبان میں چھپ گیا بی بیؒ اسی وقت بیہوش ہوگئیں۔ اور جب ہوش میں آئیں تو اپنا واقعہ اپنے بھائی کے سامنے بیان کیا۔ جب انہوں نے سنا تو فرمایا اے بہن اِس خواب سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کے شکم سے خاتم ولایت محمدیؐ پیدا ہوگا۔ اور فرمایا کہ آپؒ نے ہمیں بلکہ ہماری سات پشتوں کو سرفراز کر دیا ہے اور ہم کو سب سے ممتاز کر دیا ہے۔ پس آپؒ یہ واقعہ کسی سے بیان نہ فرمائیں کہ لوگ آپؒ سے رشک و حسد نہ کر سکیں اور فرمایا کہ اس پسر کے زمانے میں زندہ رہوں تو اس کی مہدیت کی تصدیق کروں گا اور اگر مر جاؤں تو آپؒ گواہ رہیں کہ اس بندے نے مہدیؑ کی تصدیق کی ہے۔

الحاصل اُسی روز بی بی آمنہؓ حاملہ ہوگئیں اور جب حمل کی مدت چار ماہ گزر گئی تو بی بیؓ کے شکم سے کبھی کبھی آواز آتی تھی کہ مہدیؑ حق ہے۔ اس کے بعد یہ آواز سنی کہ خاتم الاولیاء کا ظہور ہو گیا ہے جب حمل کی مدت نو ماہ پوری ہوگئی تو وہ آفتاب

جہانتاب یعنے مہدیِ موعودؑ ولایت مآب نے پیر کے دن چودہ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ ہجری شہر جونپور میں نواح عالم کو اپنے روئے انوار سے درخشاں بنایا۔ اوراس وقت یعنے جب آنحضرتؑ پیدا ہوئے شہر جونپور کی تمام عمارتیں کوچے اور بازار پُرنور ہوگئے۔ اوراس وقت وہاں کا بادشاہ سلطان محمود بن سلطان ابراہیم تھا اوراسی وقت بُت خانوں میں تمام بُت سرنگوں ہوگئے اوراس شہر کے تمام رہنے والوں کے کانوں میں ہاتف غیبی کی آواز پہنچی کہ کہو حق آگیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگنے والا تھا۔ اور جب حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے بدن کی کثافت اورتن کی آلائش سے پاک وصاف تھے۔ اور جب تک آپؑ کو کپڑے نہیں پہنائے گئے آپؑ نے اپنا ہاتھ شرم گاہ سے نہیں ہٹایا۔ آپؑ کے رونے کی آواز دوسرے بچوں کے رونے کی طرح نہ تھی۔ ثقہ راویوں سے روایت ہے کہ آپؑ کے رونے کی آواز جس کے کان میں پہنچ جاتی اُس کا دل نرم اور ملائم ہوجاتا۔ اور خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتا۔

بقول بعض آنحضرت علیہ السلام کی آواز جس کے کانوں میں پہونچتی اس کو جاذب حق کردیتی وہ آگے قدم نہیں بڑھا سکتا تھا جب حضرت خاتم ولایتؑ کی پیدائش کی شہرت سارے شہر میں ہوئی اور شہر کے بتوں کے سرنگوں ہونے اوردوسرے واقعات وکیفیات حضرت شیخ دانیالؒ کے کان تک پہنچے جو صحیح نسب سید شہر کے علماء کے استاذ اوراپنے عہد کے فاضلوں میں سب سے بڑھ کر تھے آپؒ نے سید عبداللہؓ المخاطب سید خاں سے پوچھا کہ اس مبارک فرزند کا کیا نام رکھا ہے کہا کہ اس پسر کا نام جناب خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر سید محمد رکھا ہے کہ آج رات میں نے خواب میں حضرت سرور عالم ﷺ کو دیکھا آپؐ نے فرمایا کہ اس فرزند کو ہمارا نام دو۔ اسی بناء پر اس نام سے موسوم کیا ہے۔ پھر حضرت شیخؒ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حلیہ وشمائل میں کچھ دریافت کیا۔ سید عبداللہؓ نے کہا کہ آپ کا سارا حلیہ حضرت پیغمبرؐ کا ہے پھر چند روز کے بعد پوچھا کہ اس فرزند کی کنیت کیا ہے؟ فرمایا۔ ابوالقاسم اور کہا کہ اس فرزند کا بول وبراز کسی کو نظر نہیں آتا۔ اور یہ کہ اس کے جسم کا سایہ بھی نہیں دیکھتا ہوں۔ ان کی پشت پر کبوتر کے انڈے کے مانند پارۂ گوشت ظاہر ہوتا ہے جب شیخ دانیالؒ نے یہ ماجرا سنا تو فرمایا یہ فرزند مہدی آخرالزماںؑ ہے اور بعض صحیح روایتوں سے ثابت ہوا ہے کہ تھوڑی مدت کے بعد حضرت شیخ دانیالؒ نے سید عبداللہؓ سے پوچھا کہ اس بزرگ پسر کے کردار واطوار کس طرح نظر آتے ہیں فرمایا اس پسر کے تمام عادات واطوار دائرہ شرع شریعت سے تجاوز نہیں معلوم ہوتے۔ اور بعض اوصاف ذات اوران کے کمالات عالیہ عادات بشری کے خلاف معلوم ہوتے ہیں جن کا بیان کرنا امکان سے باہر ہے آپ کا بول وبراز نظر نہیں آتا جسم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا پیٹھ پر مہر کے مانند (کوئی چیز) دکھائی پڑتی ہے۔ الحاصل جب حضرت شیخؒ نے سید عبداللہؓ کی زبان سے یہ پُرمسرت خبر سنی فرمایا کہ یہ زمانہ ظہورِ مہدیؑ کا زمانہ ہے میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ یہ فرزند مہدیِ موعودؑ ہے۔

نقل ہے کہ اصحابِ مہدیؑ میں سے ایک صحابیؓ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ آپؑ کے بول و براز کو دیکھے، مگر اُس جگہ سوائے پانی کے کچھ نظر نہ آیا یہ نقل حضرت خاتم المرشدؓ سے مروی ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ پیدا ہوئے اور چند روز گزرے حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور سید عبداللہؓ کے گھر میں دودھ کا پیالہ روانہ فرمایا۔

کہ اسے نومولود کو پلوادو۔ جب وہ دودھ پلایا گیا حضرت خاتم ولایتؑ نے اس کو ہضم کیا۔ اس سے پہلے آپؑ کے بھائی سید احمد پیدا ہوئے تھے حضرت خضرؑ نے ان کے امتحان کے لئے بھی دودھ کا پیالہ روانہ کیا تھا۔ لیکن وہ ہضم نہ کرسکے۔ سچے راویوں اور معتبر صدق بیان حضرات سے صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت خاتم ولایت میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ جس وقت یہ بندہ پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ وہی اوّل ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے یہ بھی فرمایا کہ جب یہ بندہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سید محمد تجھ کو علم اوّل و آخر ہم نے عطا کیا ہے اور فرمایا کہ اس وقت سے جب کہ بندہ پیدا ہوا ہے بندے کو سر کی آنکھوں سے بینائی حاصل ہو چکی ہے۔ نیز فرمایا کہ اُس وقت مجھ کو حق تعالیٰ نے توریت، انجیل، زبور اور فرقان کی تعلیم دی۔ اگر بندہ اس وقت توریت پڑھتا لوگوں کو شبہہ ہوتا کہ دوسری بار جناب موسیٰ اس دنیا میں آچکے ہیں۔ اور اسی طرح اگر انجیل پڑھتا تو لوگ کہتے کہ (یہ تو) عیسیٰؑ ہیں۔ اور اگر زبور پڑھتا تو لوگ کہتے کہ یہ داؤد خلیفۃ اللہ ہیں۔ اور اگر قرآن پڑھتا تو لوگ کہہ دیتے کہ حضرت محمدؐ عربی ہیں لیکن بندے نے یہ نہ چاہا اور عوام کو اس فتنے سے محفوظ رکھا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے سید محمدؑ، تجھے خاص طور پر ولایت محمدیؐ کا بوجھ اٹھانے کے لئے ہم نے پیدا کیا ہے۔ اسی وجہ سے تجھ سے تمام احکام اور شریعت کے آداب ثابت اور مستحکم رکھے ہیں اور فرمایا کہ بندے کے دل میں یہ بات آئی کہ کوئی مجھ سے توریت اور انجیل سے سوال کرے اور میں اس کا جواب توریت وانجیل سے دوں لیکن کسی نے مجھ سے توریت اور انجیل کا سوال نہ کیا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ محمد ﷺ کو دیا گیا مجھ کو بھی دیا گیا اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ مجھے دیا محمد ﷺ کو دیا۔ (ہم سے) پہلے نہ کسی کو دیا گیا تھا اور (ہمارے بعد) کسی کو دیا جائے گا۔

نقل ہے کہ شیخ دانیال رحمتہ اللہ علیہ نے سید عبداللہؓ سے کہا کہ اس پسر والا اختر کا کچھ حلیہ ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا۔ گندم گوں ہے۔ روشن پیشانی اور اونچی ناک۔ ملی ہوئی بھویں۔

نقل ہے کہ جب مہدی علیہ السلام جھولے میں تھے تو اُس زمانے میں دہنِ مبارک سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز اس طریقے سے نکلتی تھی کہ سننے والے مست اور مدہوش ہو جاتے اور جب حضرت مہدیؑ زمین پر کھیلتے آواز آتی تھی کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہے یہ مہدیِ موعودؑ ہے اور جب بی بی آمنہؓ یہ آواز سنتیں تو حضرتؑ کو حجرے میں لے کر چلے جاتیں۔ ایسا نہ ہو کہ محلے

ولاے ملامت کریں جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ پر ہجوم کیا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت خاتم ولایت محمدی مہدی آخرالزماںؑ نے فرمایا کہ جب ماں کے پیٹ سے باہر آیا مجھے حضرت سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ اے سید محمد تو دعوتِ مہدیت ظاہر کر اور مخلوق کو ہماری طرف لے آ۔لیکن بندے نے اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا۔اور جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ خداوند حضرت عیسیٰؑ نے چھٹپن میں دعویٰ کیا تھا بہت سے لوگ فتنے میں پڑ گئے۔میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بھی اس زمانے میں دعویٰ کروں تو اُمت محمدیؐ میری طرف رغبت نہ کرے اور فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔

نقل ہے کہ جب امام انام مہدیؑ ذوالعز والاحترام کا بات کرنے کا زمانہ آیا تو پہلی بات جو آپؑ کی زبان سے ظاہر ہوئی یہی تھی کہ مہدیِ موعود آیا۔پھر کبھی کبھی یہی بات زبانِ مبارک سے صادار ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ امام آخرالزماںؑ کے بڑے بھائی سید احمد شیخ دانیالؒ کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔ایک روز شیخ مذکور نے سید احمد سے کہا کہ اپنے چھوٹے بھائی سید محمد کو مدرسہ میں لے آؤ۔لیکن وہ اُستاذ کی بات بھول گئے۔جب ایک روز شیخ نے نہایت درجہ تاکید سے یہ بات کہی اس لئے سید احمد اپنے چھوٹے بھائی سید محمدؑ کو اپنے ساتھ شیخؒ صاحب کے مدرسہ لے گئے۔جب شیخؒ کی نظر امام آخرالزماںؑ پر پڑی فوراً امامؑ کے استقبال کے لئے آگے آ گئے بڑی تعظیم سے امام علیہ السلام کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اپنی مسند پر بٹھایا اور رسم ضیافت پورے تکلف کے ساتھ ادا کی۔اور جب امام ہمامؑ وہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر شیخ سے رخصت ہونے لگے۔شیخ دانیالؒ نے امام علیہ السلام کی مشایعت کی اور جب سید احمد نے یہ واقعہ دیکھا شیخ دانیالؒ سے پوچھا کہ اگرچہ میں سید محمد کا بڑا بھائی ہوں لیکن آپ نے کبھی میری تعظیم سید محمدؑ کی تعظیم کی طرح نہ کی میں نہیں جانتا کہ اس بچے کی تعظیم کس سبب سے کرتے ہیں۔شیخ نے کہا کہ یہ مردِ عظیم الشان ہے اور خدا کی بارگاہ کا مقرب ہے اور تم کو اب تک اس شخصیت کی بزرگی سے واقفیت نہیں ہے ان کی بزرگی آیندہ معلوم ہو جائے گی۔انشاءاللہ تعالیٰ

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام مخدوم شیخ دانیالؒ کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور یہ دونوں بھائی یعنے سید احمد وسید محمد بھی اس مجلس میں موجود تھے۔شیخ دانیالؒ نے خواجہ خضر علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے سید احمد سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں۔کہا کہ ان صاحب کو نہیں جانتا کہ کون ہیں اس کے بعد سید محمد مہدیِ موعودؑ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں۔فرمایا کہ یہ خضرؑ ہیں اس کے بعد شیخ دانیالؒ نے فرمایا میں اسی وجہ سے تمہارے بھائی کی تعظیم کرتا ہوں۔اس روز کے بعد سے سید احمد بھی سید محمدؑ کی بہت تعظیم کرنے لگے۔

نقل ہے کہ جب امام انس وجن علیہ السلام کی عمر چار سال چار مہینے کو پہنچی سید عبداللہؒ نے سید محمد مہدیؑ کی تسمیہ خوانی کی

رسم کے لئے بہت کچھ تکلف کیا۔اور تمام بزرگوں اور شہر کے نامور لوگوں کو دعوت دی۔اور جب مجلس مرتب اور منعقد ہوگئی اور شہر کے تمام معززین سید عبداللہؒ کے گھر آ گئے اور شیخ دانیالؒ بھی تشریف لائے اور سید محمد مہدیؑ کو لکڑی کی کرسی یعنے چوکی پر بٹھایا۔اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام بھی حاضر ہوگئے۔جب حضرت میراں علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فوراً ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔حاضرین مجلس اس حالت پر تعجب کرنے لگے کہ یہ بچہ کس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا ہے۔ جب شیخ دانیالؒ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو اپنی مجلس میں حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔اور جب تسمیہ کہلوانے کے لئے شیخ سید محمدؑ کی چوکی کے قریب آئے اور خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔آپ بسم اللہ پڑھائیے۔حضرت خضرؑ نے فرمایا مجھے حق تعالیٰ کا فرمان ہوا ہے کہ آج کی رات میرا محبوب بسم اللہ کہتا ہے اور تو اُس مجلس میں حاضر رہے اور جب میرا محبوب بسم اللہ سے فارغ ہوجائے تو تو آمین کہہ۔پس شیخ دانیالؒ نے بسم اللہ پڑھائی اور حضرت خضر علیہ السلام نے آمین کہی۔نقل ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے والدین میراں علیہ السلام کے چھٹپن میں انتقال کر گئے پہلے تو والد کی رحلت ہوئی اور اس کے بعد والدہ نے وفات پائی۔

دوسرا باب

آنحضرت علیہ السلام کا شیخ دانیالؒ سے درس حاصل کرنا اور تعلیم کی مدت اور حضرت سید محمدؑ سے حضرت خضرؑ کا ملاقات کرنا اور ان کو رسول اللہؐ کی امانت سپرد کرنے کے بیان میں

نقل ہے کہ جب حضرت خاتم ولایتؑ کی تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوگئی۔ سید احمدؒ حضرت سید محمد مہدیؑ کو اپنے ساتھ مخدوم شیخ دانیالؒ کے مدرسہ میں تعلیم کے لئے جانے لگے۔ اور جب شیخ حضرت میراںؑ کو دیکھتے تھے پوری تعظیم کے ساتھ اپنے سجادے پر بٹھاتے تھے۔ آنحضرتؑ کے سامنے شیخ دانیالؒ طالب علموں کو پڑھانے میں مشغول ہوتے تھے اور حضرت سید محمدؑ یاد کر لیتے تھے۔ اور جب امام اناؑ کی عمر ساتویں سال میں پہنچی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس کے بعد شیخ دانیالؒ علوم عربیہ کی تعلیم میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت امامؑ ایک دو سطر پڑھتے تو تمام مشکل مسائل اور دقیق مضامین کو حل کر دیتے تھے۔ اور اکثر اوقات حضرت خضرؑ اس مجلس میں حاضر رہتے تھے اور شیخؒ سے مشکل سوالات کرتے تھے اور جب شیخ ان کے جواب سے عاجز آجاتے تو اس وقت حضرت سید محمد مہدیِ موعود علیہ السلام ان کے جوابات دیتے۔ اور ان کو ساکت کر دیتے اور تمام حاضرانِ مجلس حیرت کرتے تھے۔ نقل ہے کہ جب آنحضرتؑ کی عمر بارہ سال کو پہنچی آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے۔ اور علوم عربیہ کی کوئی باریک سی بات بھی حضرت سید محمد مہدیؑ سے چھپی نہ رہی۔ اس کے بعد اُس زمانے سے مخدوم شیخ دانیالؒ اپنی زبان سے حضرت سید محمد مہدیؑ کو اسد العلماء کہتے تھے اس کے بعد اُس دیار کے تمام علماء اور اس ملک کے تمام فاضل افراد نے اتفاق کر کے حضرت کو اسی بڑے خطاب ولقب سے پکارنا شروع کیا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خاتم ولایتؑ بارہ سال کے ہوگئے۔ حضرت خضرؑ نے شیخ دانیال رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک امانت سپرد کی ہے کہ میرے فرزند کو پہنچا دیجئے۔ پس آپ سید محمدؑ کو جونپوری کی ندی کے کنارے سے کھوکری مسجد میں اپنے ہمراہ لائیے۔ تا کہ حضرت رسول اللہؐ کی امانت ان کے سپرد کروں۔ شیخؒ نے حضرت خضرؑ کا فرمان قبول کیا۔ اور سید محمد مہدیؑ کے گھر جا کر حضرت کو اس مقام تک لے گئے جس کا نشان حضرت خضرؑ نے دیا تھا اور حضرت خضرؑ اُس وقت ایک رنگریز کے لباس میں ظاہر ہوئے۔ جب حضرتؑ کو دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا السلام علیکم یا امام آخر الزماںؑ حضرتؑ نے بھی فرمایا وعلیکم السلام پس حضرت خضرؑ حضرتؑ کے نزدیک آئے۔ اور حضرتؑ کو خلوت میں لے گئے اور حضرت خاتم رسالتؐ کی امانت، حضرت خاتم ولایتؐ کے سپرد کی پھر عرض کیا میں اس زمانے تک امانت دار تھا اور آپ کے جد کی یہ امانت اس قدر مدت تک اٹھا کر رکھا تھا۔ اور پوچھا اور آپ کے جد کی امانت

آپ کو پہنچ گئی؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں میرے جد کی امانت مجھے پہنچ گئی۔اس کے بعد خضرؑ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس طرح ہے کہ جو شخص (بغرض تلقین) تیرے پاس آئے اس کو ذکر خفی بتادے۔اس کے بعد خضر علیہ السلام نے التماس کیا کہ اب مجھے تلقین فرمائیے۔اس وقت حضرت مہدیؑ نے حضرت خضرؑ کو تلقین کیا اور جب حضرت خضرؑ مہدی خیر البشر علیہ السلام سے تلقین ہو گئے۔شیخ دانیالؒ سے کہا کہ یہ مرد مہدیِ موعودؑ ہے۔میں نے اس مرد کی تصدیق کر لی ہے آپ بھی ان سے تلقین ہو جائیے۔اور ان کی تصدیق کر لیجئے۔پس شیخؒ نے حضرت خضرؑ کی بات مان لی۔اور حضرت میراں علیہ السلام کی تصدیق کی اور تلقین بھی ہو گئے۔اس کے بعد اُس ملک کے تمام فاضل افراد نے آنحضرتؑ کو سید الاولیاء پکارا۔بادشاہ،امراء غربا وغیرہ حضرت میراں علیہ السلام کے بے حد معتقد ہو گئے۔خاتم المرشدؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت میراںؑ کی عمر کے بارہ سال مکمل ہو گئے خضرؑ میراں علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ حضرت ختم رسالتؐ کی امانت بندہ کے تفویض ہے اور مجھے آپ کے جد کی تاکید ہے کہ جس وقت مہدی آخر الزماںؑ مبعوث ہو جائے،یہ امانت ان کو پہنچا دو۔اور مجھے اس وقت بھی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منکشف ہوا ہے کہ سید محمد بن سید عبد اللہ کو خدائے تعالیٰ نے خاتم ولایت محمدیؐ یعنے مہدیِ موعود آخر الزماںؑ بنایا ہے جو امانت تمہارے پاس رکھی ہوئی ہے میرے فرزند کو تو پہنچا دے تاکہ اُمت مرحومہ اس بیکراں فیض سے فیض یاب ہو۔اسی وجہ سے بندہ آپ کی خدمت میں جمعہ کی رات کو آیا ہے۔چاہیئے کہ شیخ دانیالؒ کو اپنے ساتھ لے کر بیرون شہر تشریف لے جائیں تاکہ یہ بندہ امانت ادائی سے سبکدوشی حاصل کرے۔

پس حضرت میراں علیہ السلام نے شیخ دانیالؒ کو اس بات سے آگاہ کیا۔جب ان کے کانوں میں یہ بات پہنچی تو فوراً حضرتؑ کے دروازے پر حاضر ہو گئے پس حضرت میراں علیہ السلام،اور شیخ دانیالؒ اور حضرت خضر علیہ السلام جنگل کی طرف گئے۔جب کھوکھری مسجد کے قریب پہنچے تو حضرت خضر علیہ السلام کھڑے ہو گئے اس کے بعد یہ تینوں حضرات مسجد کے اندر گئے اور وہاں بیٹھ گئے اور حضرت خضر علیہ السلام نے امانت نبوی،جو ذکر خفی تھا،ادا کر کے عرض کیا کہ رسول مقبولؐ کا ارشاد ایسا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو مہدیِ موعود آخر الزماں مقرر کیا ہے معانی قرآن کی مراد اور رموز فرقان کا بیان کیجئے تاکہ آپ کے بیان کی تاثیر سے میری اُمت سیدھے راستے پر آجائے اور سب کو راستی سکھائیے۔اور میری اُمت کو پس خوردہ دیجئے تاکہ آپ کے پسخوردہ کی برکت سے میری اُمت صفائی حاصل کرے۔ان کی ساری کثافت دور ہو جائے پھر عرض کیا کہ آپ کے جد کا یہ بھی فرمان ہے کہ خدائے تعالیٰ جو کچھ آپ کو دے وہ سب سویت کر دیجئے کیونکہ آپ کی ذات مہدیِ موعودؑ ہے۔

الغرض جب خضرؑ حضرت خیر البشر کی امانت مہدیِ موعودؑ اکبر جن و بشر ہمسر پیغمبرؑ کو پہنچا چکے تو عرض کیا کہ آپ کی ذات مہدیِ موعودؑ ہے بندہ نے اس ذات عالی صفات کی تصدیق کر لی ہے اب مجھے بھی تربیت کیجئے۔پس حضرت میراں علیہ

السلام نے حضرت خضرؑ کو تربیت کیا۔ ان کے بعد شیخ دانیالؒ نے بھی تصدیق کی اور حضرت میراں علیہ السلام کے تربیت ہوئے اور حضرت میراں علیہ السلام کے مکان پر عصر و مغرب کے درمیان بیان کے وقت روز بروز کثیر مجمع چھوٹوں بڑوں کے اژدہام اور امیر و فقیر کا ہجوم ہونے لگا۔ معتبر راویوں سے روایت ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام کی عمر ۱۹ ویں سال کو پہنچی بی بی الہدادیؒ بنت سید جلال الدین بن سید عثمان سے میراںؑ کا نکاح ہوا ایک سال کے بعد میراں سید محمودؒ پیدا ہوئے ان کے بعد بی بی بڑن بعد دو سال کے پیدا ہوئیں۔

تیسرا باب

جون پور کے بادشاہ سلطان حسین کا مطیع ہونا اور آنخضرت علیہ السلام کا گوڑ کے حاکم پر فتح پانا۔آنخضرت علیہ السلام کے جذب واستغراق کے بیان میں

نقل ہے کہ شہر جون پور کا حاکم جس کا نام سلطان حسین المشہو رشرقی تھا۔اس کا انصاف نہایت اعلیٰ درجے کا تھا۔ شریعت کا پابند اور متقی تھا۔اس کے باپ دادا ہمیشہ حضرت میراںؑ کے خاندان کے معتقد تھے۔اور یہ بادشاہ بھی حضرت میراں علیہ السلام کا انتہائی معتقد تھا۔اس کا اعتقاد اس منزل پر پہنچا تھا کہ کوئی کام حضرت میراں علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا اور جس جگہ جاتا حضرت میراں علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور جو کام حضرت میراں علیہ السلام کے مشورے سے کرتا تھا۔اس میں فتح وظفر ظاہر ہوتی تھی۔اور حضرت میراں علیہ السلام کی بشارت سے سات مرتبہ کافروں سے جہاد کر کے کامیاب ہوا تھا۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کو روحِ سرور کائینات صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ ملک گوڑ کی فتح آپ کے ہاتھ پر ہے۔اور سلطان حسین کو بھی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوگیا پس ایک روز سلطان حضرت میراں علیہ السلام کے حضور میں حاضر تھا اور حضرت میراں علیہ السلام اس کے پند ونصائح میں مشغول تھے۔اور اس کو نصیحت کر رہے تھے۔اور شریعت غرّا کے مطابق کلمات اور اسلام کی تائید کی باتیں بیان کر رہے تھے اسی دوران سلطان حسین نے میراں علیہ السلام سے بڑی آرزو کے ساتھ اس امر کی درخواست کی کہ حضرت اپنے اہل وعیال کی معاش کے سلسلہ میں کچھ مقرر فرمالیں۔اور بندے کو اپنا احسان مند کریں۔آپؑ نے فرمایا کہ خاتم الرسالت علیہ الصلوات والسلام نے دنیوی میراث کو قبول نہ فرمایا ہے پس بندہ کس طرح مقرر کرے۔پھر بیان کے دوران میں فرمایا کہ مسلم حکمران کو بادشاہ کافر کی فرماں برداری جائز نہیں ہے مسلمان کی اطاعت کرنا چاہیئے۔شاہ اسلام نے عرض کیا کہ دلپت رائے گوڑ کا حاکم ہے۔بہت زبردست اور جابر ہے۔اور میں اس کے مقابلے میں کچھ نہیں ہوں اور مجھے اسکو خراج دئے بغیر چارہ نہیں ہے۔اگر میں خراج کی ادائی میں تقصیر کروں یا حیلہ کروں تو وہ کافر میرے ملک کو تباہ وتاراج کردے گا۔لیکن اگر حضرت اس بندے کی مدد کریں اور اس کارِعظیم کے ضامن ہوجائیں تو تمام مسلمان اس جابر کافر کے ہاتھ سے رہائی پائیں گے۔حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اپنے دین کی آپ ہی مدد کرے گا اور تمام اہل اسلام کو کافر کی لوٹ مار سے نجات دے گا۔پس سلطان حسین شرقی جنگ وجدل کے سامان کی تیاری میں مشغول ہوگیا۔اور چند لاکھ اشرفیاں حضرت میراں علیہ السلام کے پاس روانہ فرمائیں کہ مجاہدین اور غازیاں دین کے کام آئیں اور حضرت میراں علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا جب بادشاہ کا

لشکر تیار ہوا بادشاہ اسی (۸۰) ہزار سواروں کے ساتھ حضرت میراں علیہ السلام کو لیکر گوڑ کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کا لشکر گوڑ پہنچا۔ تو دلیپ راؤ بھی تجربہ کار ستر ہزار سواروں کو لے کر اپنے قلعہ کے قریب دو فرسنگ آگے آکر لشکر اسلام کے سامنے آیا۔ جب دونوں طرف کے لشکر تیار ہو گئے شاہ اسلام تیس ہزار سواروں کے ساتھ اور کافر ستر ہزار کے ساتھ مقابل ہو گئے۔ جب مقابلہ ہوا مسلمانوں کے لشکر نے شکست کھائی اور بُری طرح مارے گئے۔ اور اُس وقت حضرت میراں علیہ السلام مسلمانوں کی فوج کے قریب کھڑے تھے اور حضرت خاتم ولایتؑ کے ساتھ (۱۵) سو ہتھیار بند بیراگی تھے۔ اور بقول دیگر (۳۱۳) فرد تھے اسی دوران بادشاہ اسلام نے بار بار حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں کہلایا کہ میرا لشکر شکست کھا چکا ہے۔ اور اس وقت کسی میں لشکر کفار کے مقابل جنگ کی قوت نہیں دیکھتا ہوں! اس وقت حضرتؑ کی امداد کے بغیر ہماری کامیابی بالکل محال ہے۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اور مطمئن رہو۔ اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو دلپت کے لشکر پر ہم کو ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی۔ اور یقین سے جانیئے کہ آج کے روز ہماری فتح ہے۔ ہمارا معاملہ غلط نہیں ہوسکتا تھوڑی دیر کے بعد جب دلپت کا جھنڈا نمودار ہوا، حضرت میراں علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا۔ اور وہ ہاتھی کہ جس پر دلپت رائے بیٹھا ہوا تھا۔ بہت بڑا اور سفید رنگ کا تھا اس کے مقابلے کا کوئی ہاتھی نہ تھا۔ اہل السلام کے بہت سے سپاہیوں کو زیر وزبر کر دیا تھا۔ حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے آیا حضرت میراں علیہ السلام نے اُس ہاتھی کی پیشانی پر تیر مارا وہ تیر کام کر گیا ہاتھی کے سر کے اندر سوفار تک مضبوط داخل ہو گیا۔ پس اس ہاتھی نے ہمت ہار دی اور بہادری چھوڑ بیٹھا۔ دشمن کے لشکر کی طرف سے منہ موڑا اور اُس معرکہ میں ٹھیر نہ سکا اور واقعہ کفار کی ہزیمت کا سبب بن گیا اور تمام جری سپاہی میدان جنگ سے فرار ہو گئے لیکن میدان جنگ سے دلپت نے منہ نہ موڑا۔ اور خاتم ولایتؑ کے مقابلے کے لئے آیا۔ اور حضرت میراں علیہ السلام پر حملہ کیا۔ حضرت میراں علیہ السلام پر تلوار چلائی۔ اس شریر کافر کی تلوار کی مار کا اثر حضرت میراں علیہ السلام کے گھوڑے کی گردن پر ہوا حضرت میراںؑ اس کے روبرو آئے اس کے ناپاک تن پر آپؑ نے تلوار ماری جب تلوار کی مار اُس کے جسم پر پڑی تو اس کا جسم دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے دل پر بت کا نقش تھا جس کی وہ پوجا کرتا تھا، ظاہر ہو گیا جب حضرت میراں علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا دیکھو غیر حق کی تاثیر ایسی ہوتی ہے دلپت کے دل پر بت کا نقشہ پیدا ہو گیا ہے پس تاثیر تجلی حق کیسی ہوگی اور اہل حق پر کیا اثر کرے گی۔ (بعض سچے راوی اس نقل کو اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات سلطان حسین شرقی نے حضرت سرور عالم صلوات اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس طرح فرما رہے ہیں کہ اے حسین ملک گوڑ کی حکومت تیرے حصے میں ہے اور دلپت رائے سید محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ جب صبح ہوئی بادشاہ حضرت میراںؑ کی خدمت میں آیا اور اپنا معاملہ بیان کیا حضرت میراںؑ نے فرمایا کہ بندے کو بھی ایسا ہی منکشف ہوا

ہے جب سلطان نے یہ بشارت حضرتؑ کی زبانِ مبارک سے سنی تو بہت خوش ہوا اور جنگ و جدال کی تیاری میں مصروف ہوگیا اور حضرتؑ کو بھی امر جہاد میں شریک رہنے کے لئے رضامند کرلیا۔ اور عرض کیا کہ میرے پاس ایک ہزار چار سو سپاہیاں جرّار اور آزمودہ کار ہیں۔ اور مجھے ان پر پورا پورا اعتماد ہے کہ حضرتؑ کے ساتھ رہیں گے۔ الغرض جب سلطان نے جنگ کی تیاری کرلی تو خراج روانہ کرنے میں تاخیر کردی۔ اور گوڑ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ خبر دلپت رائے کے کانوں تک پہنچی بڑے غیض و غضب سے ہتھیار بند ستر ہزار سواروں کے ساتھ اپنے قلعہ سے دو فرسنگ آگے آیا جب جنگ کا دن مقرر ہوا۔ یہ بادشاہ اسلام پچاس ہزار سواروں کے ساتھ ہوں کے درمیان بڑی جنگ ہوئی۔ اہل اسلام کو شکست ہوئی۔ وہ کافر جیت گیا۔ اس کے ہاتھیوں میں سے ایک ہاتھی بڑا قوی ہیکل پہاڑ کے مانند تھا۔ اس کی سونڈ میں ایک زنجیر تھی کہ جس کا وزن بیس من سے زیادہ تھا۔ زنجیر کو سونڈ سے پکڑ کر غنیم کی فوج پر حملہ کرتا تھا۔ اور بہت سے سپاہیوں کو پریشان کرتا تھا۔ اس کی بدبو سے لشکر کے تمام ہاتھی بھاگنے لگے۔ بادشاہ کی فوج کی شکست کا باعث یہی ہاتھی تھا۔ الغرض جب جنگ کا میدان اہل السلام کی فوج سے خالی ہوگیا۔ اور سارے مجاہدین بھاگنے پر متوجہ ہوئے مگر ایک سمت میں حضرتؑ تھوڑی سی فوج کے ساتھ کھڑے تھے۔ دلپت رائے نے ان کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں کہ سلطان کا سارا لشکر تو فرار ہوگیا اور اب ان کے کھڑے رہنے کہ وجہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ سید محمدؐ کا لشکر ہے پس دلپت اُس ہاتھی کو حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے لایا۔ جب تیر مارنے کے فاصلے تک پہنچے تو اُس ہاتھی نے زمین پر سر رکھ دیا اور اپنا سر جھکالیا۔ تیر اندازوں نے ایک تیر اُس ہاتھی کی پیشانی پر مارا کہ سوفار تک اس کی پیشانی میں گھس گیا اور وہ ہاتھی سونڈ میں زنجیر کو پکڑ کر دلپت کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور اسلام کے ساتھ جہاد میں مشغول ہوگئے اور ان کے حملہ اور یورش سے کافر ہنوز شکست کھائے اور فرار ہونے لگے۔ اور اس معرکہ سے دلپت رائے بھی فرار ہوگیا۔ حضرتؑ نے اس کا تعاقب کیا۔ اور اس کے قریب پہنچ کر کہا اے دلپت تو اسلام سے بے نصیب ہے پہلے مجھ پر تلوار چلا اور مجھ سے جنگ میں کمی نہ کر۔ پس اُس کافر نے حضرت میراںؑ پر تلوار چلائی لیکن وہ تلوار حضرتؑ کے گھوڑے کے ایال پر پڑی اور حضرت کے گھوڑے کے ایال کے چند بال کٹ گئے۔ اس کے بعد حضرت میراںؑ نے بسم اللہ پڑھکر اس پر تلوار چلائی۔ وہ کافر فوراً دو ٹکڑے ہوگیا اور اس کا دل دو ٹکڑے ہوگیا۔ جب حضرتؑ نے اس کے دل کو دیکھا تو اُس پر بت کا نقش موجود تھا۔ جب حضرت میراں علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو اپنے دل میں خیال کیا کہ غیر (حق) کا نقش کافر کے دل پر ایسا اثر کرتا ہے تو مومنوں کے دلوں پر حق کا اثر کیسا نہ ہوگا۔ اسی اثنا میں حضرت میراں علیہ السلام کو خالق سبحان کا فرمان پہنچا۔ کہ اے سید محمدؐ ہم نے تجھے اس کام کیلئے پیدا نہیں کیا ہے تجھے اپنی ذات کے دیدار کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب حضرت سید محمد مہدی آخر الزماںؑ نے حق تعالیٰ کی یہ آواز سنی جاذب بہ حق ہوگئے اور اس عالم سے بالکل بے خبر ہوگئے اس نقل

کوبعض بزرگانِ دین اس طریقہ سے کہتے ہیں کہ حضرتؒ کوحق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد تجھ سے خاص طور پر اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے اور تجھے اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ دنیا کے ناز اور نعمتوں کی طرف مائل ہو جائے یا گھوڑوں پر سواری کرے۔ نقل ہے کہ جب سلطان کو اسلام کی فتح کافروں کی فراری، اور دلپت رائے کے قتل کی اطلاع ملی اسی وقت خوشی خوشی حضرت میراں علیہ السلام کے قریب آیا۔ اور جب حضرتؒ کو جذبہ حق میں مستغرق دیکھا تو اپنے سنگھاسن پر سُلایا۔ بعضوں نے کہا کہ حضرتؒ کو بُری نظر لگی ہے بادشاہ نے کہا نہیں نہیں میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ اب حضرت سید محمد مقام محمود کی سیر وسیاحت میں مشغول ہیں۔ اس عالم وناسوت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں پس جس وقت سلطان نے ظاہری طور پر حضرتؒ کوسنگھاسن پر سلایا تو باطن میں حضرت آدمؑ صفی ونوحؑ نجی، خلیلؑ یزادنی، موسیٰؑ عمرانی عیسیٰؑ نبی محمدؐ عربی موجود تھے۔ ظاہر میں بادشاہ نے اس کام کو انجام دیا اور باطن میں تمام چھ اولوالعزم پیغمبروں نے حضرتؒ کوسنگھاسن پر سلایا جب حضرتؒ کو پالکی کے اندر سلایا تو پالکی کے اوپر سرخ کپڑا اوڑھایا کہ فتح حاصل کرنے والوں کی عادت ورسم یہی تھی۔ اور سلطان تو حضرت میراںؑ کی پالکی کے ساتھ شاہانہ دبدبہ کے ساتھ جلوس پُرشکوہ کو لے کر حضرت میراں علیہ السلام کے مکان تک آیا تمام سپاہی مجاہدین اور شہر کے شرفاء نے حضرتؒ کے مبارک قدموں پر اپنے سروں کو رکھدیا۔ اور رخصت ہوئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام گوڑ کے بادشاہ پر فتح یاب ہوئے تو بادشاہ نے بڑا اعتقاد اور نہایت خوشی سے جونپور کے نواح کے چند گاؤں اور اس سمت کے چند پرگنوں کی سند میراں سید محمود ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ کے نام پر لکھ کر حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں گزرانی اس وقت حضرت میراںؑ نے یہ رباعی پڑھی۔

جو تجھے حاصل کرے وہ جان لے کر کیا کرے
اہل و عیال اور مکان لے کر کیا کرے
تو نے (اپنا) دیوانہ بنالیا (گویا) دونوں جہاں بخش دے
تیرا دیوانہ دونوں جہاں لے کر کیا کرے

پھر سلطان نے اس کے بعد جاگیر کی سند چند پرگنوں کے اضافہ کے ساتھ حضرتؒ کے مریدوں کے نام قاضی شہر کے ہاتھ سے روانہ کی۔ جب حضرتؒ نے اس کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھا تو لوٹ گیا اور سلطان سے عرض کیا کہ حضرت میراں علیہ السلام مکمل طور پر یزدانی تجلی میں مستغرق ہیں اور یہ بھی کہ جس پر حضرت میراںؑ کی غصہ کی نظر پڑ جائے گی وہ جل جائے گا۔ پس سلطان جو اہل باطن سے تھا اس خبر کو سن کر خاموش ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت بارہ سال کے جذبہ کے بعد کی ہے۔ چونکہ تمام لوگوں کا اتفاق اس بات پر ہے کہ اس وقت حضرت میراں علیہ السلام کو ہوش نہ تھا۔ اگر اُس زمانے میں یہ

واقعہ ہوا ہوتو اس کی تطبیق یہ ہے کہ وہ سند بی بیؓ کے سامنے پیش کی گئی ہے اور بی بیؓ نے اس کو قبول نہیں کیا ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ سلطان اور قاضی ہر دو میراں علیہ السلام کے روبرو آئے لیکن بادشاہ کے اشارے سے قاضی نے جاگیر کی سند حضرتؑ کو پیش کی۔ حضرتؑ نے اس کو چاک کردیا، اس وقت بادشاہ نے وہ رباعی پڑھی اور اس واقعہ کے بعد حضرت میراں علیہ السلام بارہ سال تک اس علام سے بے خبر رہے۔ سات سال تک اس عالم سے بالکل بے خبر رہے صرف یہ کہ نماز کے وقت ہوش میں آتے اور پانچ سال میں کبھی بے ہوش رہے اور کبھی ہوشیار۔ خاتم المرشدؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ سات سال کی مدت میں جو چیزیں حضرتؑ کے کھانے میں آئیں۔ ۱۵ سیر کھچڑی تھی۔ بقول دیگر پانی اور طعام، گھی اور گوشت وغیرہ ساڑھے سترہ سیر آپؑ کے شکم مبارک میں پہونچے۔ البتہ چہرۂ مبارک کی روشنی میں روز بروز ترقی پر تھی۔ اور جسم شریف میں کوئی گھٹاؤ یا کمزوری پیدا نہیں ہوئی۔ نقل ہے کہ حضرتؑ کو حضرت باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اے سید محمدؑ یہ ہمارا احسان ہے کہ تجھے نماز کے وقت اس دنیا کا ہوش عطا کیا ہے اور تجھ سے پانچ وقت کی نماز ہوش کے ساتھ ادا کروائی ہے اس لئے کہ تجھے مہدیِ موعود کیا ہے۔ اور تیری ذات پر بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کا بار رکھا ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز بی بی الہدتی رضی اللہ عنہا زوجۂ حضرت میراں علیہ السلام نے عرض کیا کہ میراں جی سات سال سے آپ کے کھانے میں کوئی چیز نہیں آئی ہے پھر جسمِ مبارک کی قوت کس طرح رہے گی؟ فرمایا بندے کو روحانی قوت عطا کی گئی ہے۔ اس لئے جسمانی قوت کی حاجت نہیں۔ نقل ہے کہ اُن سات سالوں میں ذاتِ باری کی خاص تجلی حضرت میراں علیہ السلام کی ذات پر ہر روز بہتر مرتبہ ہوتی تھی اور نور کی چمک ایسی تھی کہ ارباب ظاہر میں سے کوئی شخص بھی میراں علیہ السلام کے حجرے میں آتا تھا تو اس کا دماغ نگہت درعطر اور عنبر کی خوشبو سے معطر ہوجاتا تھا۔ اور سلطان حسین انتہائی عقیدت سے ہر جمعرات کو حاضر ہوکر حضرت میراں علیہ السلام کے قدموں کو بوسہ دے کر مشرف ہوتے تھے۔ اور بعض اہل معارف و باطن بھی حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے بی بی الہداتی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بی بی ہر روز و شب ذات الوہیت کی تجلی بہتر بار مجھ پر ہوتی ہے اگر اس تجلی سے نور کا ایک ذرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل پر چمک جائے تو تمام عمر اس عالم میں آگاہی و ہوش حاصل نہ ہو بعض راوی اس نقل کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز بی بی الہداتیؓ نے نماز کے وقت جبکہ ہوش تھا۔ حضرت میراں علیہ السلام سے التماس کیا کہ کئی سال ہوئے کوئی غذا حضرتؑ کے قالب عنصری اور ہیکل بشری میں نہیں پہنچی ہے اس جسم کی قوت غذا کے بغیر کس طرح باقی رہے گی۔ فرمایا بندہ کی جو کچھ قوت ہے بندے کو پہونچتی ہے۔

نقل ہے کہ کچھ عرصے کے بعد حضرت بی بی الہدتی رضی اللہ عنہ نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضرت کی یہ کیا حالت ہے کہ ہمیشہ اس عالم سے بے ہوش رہتے ہیں۔ فرمایا تجلی الوہیت ایک کے بعد ہوش میں نہ آتے کہ اگر اس

دریا سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو پھر مرنے تک ہوش نہ آئے اور مجھے رب العباد کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے سید محمدؑ تیری ذات ولایت محمدیؐ کی خاتم ہے اسی لئے تجھ سے تمام فرائض ادا ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا احسان ہے۔

نقل ہے کہ سات سال کے بعد نمازِ عشاء کے وقت آپؑ نے پانی طلب فرمایا۔ اُم المومنین تیزی سے پانی لائیں تب تک حضرتؑ پر پھر بے ہوشی طاری ہوگئی لیکن بی بیؓ پانی کا پیالہ اپنے ہاتھوں میں لئے صبح تک کھڑی رہیں اور جب فجر کی نماز کا وقت آپہونچا حضرت میراں علیہ السلام اپنی پچھلی عادت کے مطابق ہوش میں آ گئے، بی بیؓ کو دیکھا کہ پانی کا پیالہ ہاتھوں مین لئے کھڑی ہیں پوچھا کہ پانی اب لائی ہو، عرض کیا عشاء کے وقت سے کھڑی ہوں۔ اس کے بعد فرمایا وضو کے لئے پانی لاؤ بی بیؓ بڑی عجلت سے پانی لے آئیں۔ جب پانی آ گیا۔ حضرت میراں علیہ السلام نے اِس روز اپنے مکمل اختیار اور کامل ہوش وحواس کے ساتھ وضو کیا۔ ورنہ حضرتؑ کی یہ عادت تھی کہ وضو کے وقت بی بیؓ عرض کرتیں کہ حضرت ہاتھ دھو لیجئے۔ پیر دھوڈالئے اور جب وضو سے فارغ ہوئے بی بی الہدتی رضی اللہ عنہا کے لئے دعا کی کہ اے خدا جس طرح اس بی بیؓ نے میری خدمت گزاری میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور میری خدمت کا حق پورا کیا ہے تو اس بی بیؓ کو اپنے دیدار سے مشرف و محفوظ فرما۔ اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن جس کسی کو خاتم ولایت محمدیؐ کا بہرہ دیا جائے گا اُتنا ان بی بیؓ کو بھی دیا جائے گا۔

نقل ہے کہ ان پانچ برسوں میں حضرت میراں علیہ السلام کبھی بے ہوشی اور کبھی ہوشیاری کی حالت میں رہے کبھی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے اور کبھی اپنے حجرے میں تنہا ادا کرتے اور کبھی وعظ بیان فرماتے اور کبھی مشغول مع اللہ ہو جاتے، جب بارہ سالہ جذبہ ختم ہو گیا۔ ہمیشہ پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور عصر و مغرب کے درمیان قرآن کا بیان کرتے تھے۔ اور جو کچھ بھی خدائے تعالیٰ آپؑ کو پہنچا دیتا اس کی سویت فرما دیتے تھے۔ اور پس خوردہ دیتے تھے اور طالبان حق کو حجروں میں بٹھاتے تھے اور تمام طالبانِ مولیٰ نماز فجر پڑھنے کے بعد ایک پاس تک یادِ خدا میں بیٹھتے تھے اور اکثر طالبانِ حق اور عارفان ذات مطلق میراں علیہ السلام کی خدمت میں آ کر مرید ہوتے تھے اور بعض طالبانِ خدا تو ترک دنیا بھی کر دیتے اور اکثر عالم و فاضل اس شہر زمانے کے آپؑ کو سید محمد مہدیؑ کہتے تھے۔ اور اپنے زمانے کے بہت سے کامل اور فاضل اشخاص آپؑ کی خدمت میں بیان قرآن سننے اور پس خوردہ پینے کے لئے آتے تھے۔ اور سارے شہر میں یہی بات مشہور تھی کہ سید محمد ولی کامل ہیں۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام بارہ سال کے جذبے سے فارغ ہو گئے تو جونپور میں ایک مدت تک رہے۔ اور حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ، اسی جگہ جوان ہوئے اور بی بی بڑنؓ کا کارِ خیر بھی اسی جگہ (جونپور میں) ہوا۔

چوتھا باب

آنحضرتؑ کا جونپور چھوڑنا دانا پور لے جانے کے بیان میں

نقل ہے کہ جونپور میں حضرت خاتم ولایتؑ کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہونچا سید محمد محض ہماری خاطر وطن کو چھوڑ دو جوں ہی حضرتؑ کو یہ حکم ہوا، حضرتؑ نے فوراً وطن کو چھوڑ دیا جب سفر کی یہ خبر سلطان حسین شرقی کے کانوں تک پہونچی تو حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت اس سلطنت کو اپنی تصور فرمائیں۔ آپؑ نے رباعی پڑھی۔

اے اللہ دل ایسی جگہ وابستہ ہوئے
کہ اس دل بستگی سے جان کو نجات مل جائے
ایسا نہ ہو کہ دل اس جگہ وابستہ ہو کہ
اس دل بستگی سے جان تباہ ہوجائے

پھر سلطان نے عرض کیا کہ اگر حضرتؑ اس جگہ تشریف نہ رکھیں تو مجھے اپنے ہم رکاب رکھیں۔ پس اس کو ایمان کی بشارت دیکر آپؑ نے فرمایا کہ تمہارا یہاں رہنا ایک مصلحت رکھتا ہے کہ سارے کفار تم سے مغلوب رہیں گے اور کوئی کافر سر نہ اُٹھائے گا۔ اگر تم میرے ساتھ رہو گے تو تمہارا ملک کافروں کے قبضے میں آجائے گا اور اہل اسلام کی تباہی و تاراجی ہوگی۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام جونپور سے دانا پور روانہ ہوئے تو اس وقت (۱۷) اشخاص جو حضرت میراں علیہ السلام کے عاشق تھے اپنے اپنے وطن چھوڑ کر حضرتؑ کے ساتھ ہوگئے۔ ان کے ناموں کی تفصیل یہ ہے۔

میاں قاضی علی محمد۔ میاں چالاک و میاں ابوبکر داماد حضرت میراںؑ، و میاں لاڑ و میاں علی، و میاں حمید، و میاں حاجی، و میاں قطب، و میاں دلاور، و میاں بہلول، و میاں قادر، و میاں سید کریم اللہ، و میاں سید سلام اللہ، و میاں جمال، و میاں بھیک، و میاں سہیل، و میاں طاہر رضی اللہ عنہم۔ نقل ہے کہ جب حضرت خاتم ولایتؑ دانا پور تشریف لائے تو وہاں چھ مہینے تک ٹھیرے رہے۔ نقل ہے کہ دانا پور میں اُم المومنین بی بی الہدتی رضی اللہ عنہا کو حق تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ ہم نے تیرے شوہر کو خاتم ولایت محمدیؐ مقرر کیا ہے تم ان کی تصدیق کرو۔ پس بی بیؓ کو جو کچھ خدائے تعالیٰ سے معلوم ہوا تھا حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا فرمایا۔ جو کچھ تمہیں معلوم ہوا ہے صحیح و درست ہے۔ اور مجھے اکثر اوقات خدائے تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے۔ لیکن میری مہدیت کی دعوت کے لئے وقت مقرر کیا جائے گا۔ اس کے بعد بی بیؓ نے حضرتؑ سے گزارش کی کہ اگر آپ کی خدمت گزاری میں سابقہ میں مجھ سے کوئی کمی رہ گئی ہو تو معاف فرمادیجئے۔ اب میں اس ذات کی

مہدیت کی تصدیق کرتی ہوں اوراس ذات کی عظمت ،حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی طرح رکھتی ہوں ۔ جب میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے خیمے سے باہر یہ خبر سنی تو مجذوب اور بے ہوش ہو گئے ۔حضرت میراں علیہ السلام میراں سید محمودؓ کے نزدیک آکر گود میں اٹھا کر خیمہ گاہ کے اندر لے آئے ۔ جب ہوش میں آئے تو اپنے واقعہ کو حضرتؑ سے بیان کیا اس مجمع البرکات ذات کی تصدیق کی ۔اور حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے بھی ان دونوں حضرات کی کیفیت سن کر حضرت میراں علیہ السلام کی تصدیق کرلی ۔ بزرگوں سے منقول ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا جب میں جونپور سے ہجرت کر کے دانا پور پہنچا، پہلی مرتبہ ذات کی تجلی ہوئی اور فرمان پہنچا کہ اے سید محمدؑ تجھے ہم نے اپنی کتاب کا عالم بنایا ہے اور قرآن کے معنے جو ہماری مراد ہیں تجھے سکھائے اور ایمان کو تیرے حوالے کیا۔اور ایمان کے خزانوں کی کنجیاں تیرے ہاتھ میں دی ہیں اور تجھے دین محمدیؐ کا ناصر بنادیا ہے۔پس تیراانکار ہماری ذات کا انکار ہے اور ہماری ذات کا انکار تیری ذات کا انکار ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام دانا پور سے چندیری کی جانب روانہ ہوئے ، دوران سفر ایک جنگل میں اترے۔ وہاں سے شہر نزدیک تھا۔میاں بھیکؓ اور حضرت امام علیہ السلام کے ایک دوسرے صحابیؓ کسی کام سے شہر کے اندر گئے ۔اور وہاں مخلوق کا ہجوم اور لوگوں کا اژدھام تھا۔اور شہر کے تمام لوگ بے چین تھے ان حضرات نے شہریوں سے دریافت کیا یہاں کے لوگوں کی پریشانی اور رونے کا سبب کیا ہے لوگوں نے کہا اس شہر کا حاکم مرگیا ہے۔فرمایا مجھے اس کے نزدیک لے چلو۔ جب اس کے نزدیک لے گئے تو فرمایا کہ یہ شخص مرا نہیں ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ۔ پس حاکم شہر فوراً زندہ ہو گیا۔اور وہاں کے لوگ حضرت شیخ بھیکؓ کے معتقد ہو کر طرح طرح باتیں زبان پر لانے لگے۔اور میاں شیخ بھیکؓ کے پیچھے خلائق کا انبوہ ہو گیا۔ وہ وہاں سے بھاگ کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آ گئے ۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کے پیچھے لوگوں کا ابنوہ دیکھا تو فرمایا۔ان لوگوں کو یہاں سے نکالو کہ یہ لوگ ایک بندہ کو خالق سے نسبت دے رہے ہیں پس خلائق کا وہ ہجوم ان کے پاس سے چلا گیا۔اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں بھیکؓ کا واقعہ ان کی زبان سے سنا تو فرمایا کہ تم نے خود اپنی رسوائی کی ہے۔اور بعض بزرگانِ قوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام چندیری سے باہر آئے اور ایک دہات میں اترے وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرتؑ کو باجری پہنچادی آپؑ نے تمام لوگوں میں تقسیم کردی، میاں بھیک سندھی،اور میاں سہیلؓ روٹی پکوانے کے لئے گاؤں کے اندر گئے وہاں لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ایک آدمی سے کہا کہ ہماری باجری لو اور اس کو آٹا بنوا کر روٹی پکوادو۔اس نے کہا اس گھر کا مالک مرگیا ہے اِن حضرات نے دوبارہ وہی بات کہی آخر میں وہ شخص سمجھ گیا کہ یہ لوگ اہل حال ہیں۔نہایت ادب سے گزارش کی کہ حضرت اِس گھر کا مالک مرچکا ہے انہوں نے پوچھا کہ وہ مردہ کہاں ہے پس وہ شخص انہیں مُردے کے نزدیک لے گیا۔اور جب میاں بھیک سندھیؓ نے کہ

حضرت مہدی علیہ السلام سے مقامِ عیسیٰؑ کی بشارت پا چکے تھے۔اس مردے کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ مردہ زندہ ہے۔پس اُسی وقت وہ مردہ زندہ ہوگیا۔اور گھر کے لوگ آپؓ کی بے حد تعظیم کرنے لگے۔اور آپؓ کے سامنے سجدہ کرنے لگے۔اور میاں شیخ بھیکؓ اور میاں سہیلؓ وہاں سے اٹھ کر جب حضرت میراں علیہ السلام کے نزدیک آئے تو خلائق کا ابنوہ ان کے پیچھے ہوگیا۔اور جب حضرت امام انام ہادی خاص وعام مہدی علیہ السلام نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کام کیوں کیا۔اور کس کے حکم سے یہ کام انجام دیا۔عرض کیا کہ میں نے یہ کام اس کے حکم سے کیا ہے جس نے میراں کو مہدی علیہ السلام بنایا ہے۔پس حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مستی نہ کرو، مستی نہ کرو نقل ہے کہ جب میاں بھیکؓ نے مردے کو زندہ کیا تو یہ بات میراںؑ کو سخت ناگوار گزری اور آپؑ کی مرضی کے مطابق نہ ہوئی۔پس حضرت میراں علیہ السلام نے صوم طے کی نیت کی۔اور تیسرے روز افطار کیا اور تین روز تک حق تعالیٰ سے درخواست کرتے رہے کہ میرا گروہ کرامت کی بلا سے محفوظ رہے اور یہ لوگ اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔پس حق تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمدؐ۔تیرے واسطے سے تیرے گروہ کے لوگوں کو اس بلا سے نجات دی ہے اس سے پہلے کسی کو نجات نہیں ہے۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جب اُس گاؤں سے شہر چندیری میں آئے اور اس جگہ اُس روشن صفات عالی درجات منبع الحسنات اور برکات ذات کے کرامات، خرق عادات اور تاثیر بیانِ قرآن مشہور ہوگئے۔اور ہر روز بیانِ قرآن سننے کے لئے آپؑ کے پڑاؤ پر مجمع کثیر ہونے لگا۔ان کی تعداد چھ ہزار تک پہنچی۔اسی بناء پر اٹھارہ اشخاص جو اس شہر کے مشہور مشائخ عظام تھے ان کے دل میں حضرت امام محمد مہدیِ موعود آخر الزماں سرور عالمیاں سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوئی۔اور اس خیال سے کہ حضرت میراں علیہ السلام اس جگہ چند روز اور رہ جائیں تو تمام باشندے اور شہر کے نامور لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے مرید ہوجائیں گے اور ہمیں کوئی نہ پوچھے گا پس وہاں کے حاکم سے عرض کیا کہ اس شہر کے اکثر لوگ سید محمدؑ جونپوری کے وعظ میں جاتے ہیں۔اور بہت سے لوگ اُن سے تلقین اور تربیت ہوتے ہیں۔اور سید محمدؑ کی وعظ کی مجلس میں ہر روز بڑا مجمع ہوتا ہے اگر یہ صاحب اور چند روز اس شہر میں ٹھیر جائیں تو تمام لوگ سید محمدؑ کے مہدیت کے دعویٰ کو بالکل سچا سمجھ لیں گے اور کوئی بھی آپؑ کے دعویٰ کو غلط نہ سمجھے گا۔پس ہم نے اس کام کی یہی تدبیر سونچی ہے کہ ان کو اپنے شہر سے باہر کردیں۔بادشاہ نے فرمایا کہ آپ لوگ مجھ سے ایسی توقع نہ رکھیں کیونکہ سید محمد ولی کامل ہیں۔میں ان کو آپ کے کہنے سے کیوں ناخوش اور رنجیدہ کروں جب ان جھوٹے مشائخ نے اُس شہر کے حاکم سے یہ بات سنی تو لوگوں کو اپنی طرف سے حضرت مہدیؑ کے پاس اس مقصد سے بھیجا کہ آپ اس شہر سے چلے جائیں حضرتؑ نے فرمایا کہ ہمیں بھی حاکم عادل (خدائے تعالیٰ) کا فرمان ہوا ہے کہ ہم اس شہر سے آگے بڑھ جائیں۔اور میں اپنے مالک کے حکم کا تابع ہوں۔اور اپنے حاکم کا حکم بجالاتا ہوں۔لیکن لوگ پھر پلٹ آئے اور بڑے ہی تشدد کے ساتھ کہا کہ آپ فی الفور اس

جگہ سے چلے جائیں۔اگر تھوڑی سی بھی دیر کریں گے تو آپ کو اس مقام سے بے عزتی کے ساتھ باہر کر دیں گے اور عورتوں کی اوڑھنیوں پر ہمارے ہاتھ پڑیں گے۔حضرت مہدی علیہ السلام حکم خدا سے اٹھ کھڑے ہوے اور روانہ ہونے کے وقت فرمایا کہ دیکھو تو سہی کس کے دامنوں پر ہاتھ پڑتا ہے اور کن لوگوں کی بے عزتی ہوگی۔الغرض حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس جگہ سے ایک کوس کے فاصلے پر جاکر صحرا کے میدان میں رات گزاری اُسی رات وہاں کے حاکم کا بیٹا ایک شیخ کے بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا پس وہاں کا حاکم اُن لوگوں پر بہت غضبناک ہوا اور قاتل اور چند دوسرے لوگوں کو قتل کروایا۔اوران کے گھروں کو آگ لگا کر راکھ کر دیا نہایت بے عزتی کے ساتھ ان کی عورتوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور ان کی اولاد کو اپنے شہر سے باہر کر دیا۔حضرت مہدیِ موعودؑ کے تمام صحابہؓ نے اُس شب اُس شہر میں آگ کی روشنی دیکھی اور ان کے شور وغل کو بھی سنا اور یہ بھی کہ اُس شہر میں حضرت میراں علیہ السلام کے اصحابؓ میں سے دو حضرات کسی کام کی وجہ سے رہ گئے تھے صبح کے وقت آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ شہر میں اکثر لوگ کہہ رہے تھے کہ اس روشن دل سید ولی کامل کی بددعا کا اثر ہے کہ اس بڑی مصیبت میں یہ سجادگان مبتلا ہوئے۔حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ خدا کے بندوں سے کسی کو اذیت نہیں پہنچتی لیکن یہ ان کے عمل کی سزاء ہے پھر یہ آیت پڑھی۔(ترجمہ)اور جو تم پر مصیبت پڑتی ہے سو اس گناہ کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا ہے۔نقل ہے کہ جب حضرت امام دنیا و دین خاتم اولیاء پیشوائے القیاد سرخیل اصفیا، چندیری سے مانڈو آئے تو اس جگہ بھی آنخضرتؑ کی شہرت کمال درجہ تک ہوئی۔اکثر لوگ بیان کے وقت امام کون ومکاں کی فرودگاہ پر آتے اور بہت سے لوگ حضرت سے تلقین ہوتے تھے۔یہ کیفیت ہوتے ہوتے سلطان غیاث الدین تک پہنچی۔اور سلطان نے کہ عاشقان الٰہی اور طلب گاران ذات نامتناہی میں تھا چند معتبر لوگوں کو حضور خلیفۃ اللہ میں بھیجا اور ان کے ذریعہ عرض کروایا کہ بندہ حضرتؑ کی خدمت میں سروچشم سے حاضر ہوتا مگر میرے بیٹے نصیر الدین نے مجھے قید کر دیا ہے اور چند سال سے مجھے شہر کے باہر جانے نہیں دیتا۔حضرت اِس غلام کے حال پر عنایت فرما کر ایک دو مہاجرین کو میرے پاس آنے کی اجازت دیں تاکہ یہ غلام اِن حضرات سے حضرت امامؑ کے حالات دریافت کر کے امام کی تصدیق سے مشرف ہوسکے۔پس حضرت خاتم ولایتؑ نے اپنے بھائی میاں سید سلام اللہؓ اور میاں ابوبکرؓ داماد خود کو سلطان کے پاس بھیجا۔سلطان نے ان کی بہت تعظیم کی اور اپنے از و تخت پر بٹھایا اور ان کی زبان سے حضرت امام انامؑ کی کیفیت سن کر کہا کہ آپ لوگ اس بات کے گواہ رہیں کہ میں نے حضرت سید محمد جونپوری کی تصدیق کی ہے۔اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ جس مہدی کو آنا تھا وہ یہی مہدیؑ ہے۔اور اس ذات عالی کے سوائے کوئی اور دوسرا مہدیؑ نہوگا مہدیِ موعودؑ یہی مسعود ذات ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرتؑ سے عرض کر دیجئے کہ اس غلام کے لئے دعا فرمائیں کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور قیامت کے دن گروہ مہدیؑ میں مظلوموں کے زمرے میں میرا حشر ہو

اور مجھے شہادت کا مرتبہ حاصل ہو دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ سلطان نے عرض کروایا کہ غلام کی آرزو یہ ہے کہ غلام کو ولایت سے حصہ ملے دوسری بات یہ کہ شہادت پر فائز ہوجاوں اور تیسری بات یہ کہ خدا کے دیدار سے سرفراز ہو۔ پس ان حضرات سے یہ باتیں کر کے سلطان نے انہیں رخصت کیا اوران کے ساتھ بہت سامال واسباب اور بے حساب سامان اور موتیوں کی ایک تسبیح جو بہت قیمتی تھی حضرتؑ کے پاس روانہ کی۔ اور حضرتؑ نے تمام مال واسباب کو وہیں کے لوگوں کو بخش دیا اور موتیوں کی تسبیح ایک دف زن کو دے ڈالی۔ اُس وقت ایک شخص نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سامان کے مستحق آپؑ کے اصحابؓ تھے فرمایا۔ یہ لوگ اپنا سارا مال واسباب خدا کے دیدار کی خاطر ترک کر کے میرے پاس آئے ہیں۔ یہ لوگ خدا کے دیدار کے مستحق ہیں اور وہ لوگ جو اس مال کے پیچھے آئے تھے وہی لوگ اس مال کے مستحق تھے پس مال حق داروں کو پہنچ گیا۔ تسبیح عطا کرنے کے موقعہ پر کسی نے کہا کہ میراں جی یہ تسبیح بڑی قیمتی تھی فرمایا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ آیت) دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اور بادشاہ کی آرزوؤں کو سن کر فرمایا بادشاہ اپنی مرادوں کو ضرور پہونچے گا۔

نقل ہے کہ اس سامان میں (۶۰) قنطار اشرفی کے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے تمام قنطاران کے طالبوں کو بخش دیا لیکن میاں سید سلام اللہؓ نے ان قنطاروں میں سے ایک قنطار زر حضرت مہدی علیہ السلام کی اطلاع کے بغیر کسی جگہ رکھ دیا تھا۔ جب مال سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لے گئے اور اس جگہ ہجوم نہ رہا تو میاں سید سلام اللہؓ نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس غلام سے ایک قصور ہو گیا ہے کہ حضرتؑ کی اجازت کے بغیر ایک قنطار زر اٹھالیا ہے فرمایا۔ لے آؤ۔ جب لائے (تو دیکھا کہ) وہ قنطار روپیوں سے بھرا ہے۔ پس حضرت مہدی علیہ السلام اپنے تمام اصحابؓ میں سویت کردیئے۔ جب نماز کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے حجرے سے باہر آئے تو (دیکھا کہ) اکثر اصحابؓ موجود نہیں ہیں پوچھا کہ ہمارے اصحاب کہاں ہیں میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ بازار گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا دنیاوی مال کی گندگی تو دیکھو کہ زرا سے مال کی وجہ سے بندے کی نظر سے جو ہزار سال کی مقبولہ عبادت کے برابر ہے، محروم ہو گئے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے ثواب سے بھی بے نصیب رہے اگر وہ سارا کثیر مال ان کو دیا جاتا تو ان لوگوں کا کیا حال ہوتا۔

نقل ہے کہ مانڈو میں بہت سے لوگ مہدی آخر الزماںؑ کے مصدق ہو گئے۔ اور میاں الہداد حمیدؓ جو سلطان غیاث الدین کے خاص ندیم تھے۔ تصدیق اور ترک دنیا کر کے حضرت مہدیِ موعودؑ کے ہمراہ ہو گئے۔

میراں سید اجملؓ بن حضرت مہدیِ موعودؑ حضرت پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس کے روز بتاریخ دوم ماہ ربیع الاول وفات پائے۔

پانچواں باب

حضرت مہدیِ موعود صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر چاپانیر میں آنا

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مانڈو سے چاپانیر میں رونق افروز ہوئے تو مسجد جامع میں بیان کے وقت (سننے والوں) کا ہجوم ہونے لگا۔اور روز بروز چاپانیر کے اطراف کے علاقوں میں آپؑ کی شہرت ہونے لگی۔جب یہ خبر سلطان محمود بیگڑہ کو جو اس شہر کا حاکم تھا پہنچی تو حضرت کا معتقد ہو گیا اور چاہا کہ حضرتؑ کے حضور میں آئے اس بات پر بھروسے کے امراء سے مشورہ طلب کیا۔بادشاہ کے مصاحبوں نے کہا کہ ہماری مصلحت یہ ہے کہ شاہ عالم پناہ پہلے تو اپنے بھروسہ کے دو چار آدمیوں کو سید محمد جونپوری کے پاس بھیجیں تا کہ ان کے تفصیلی حالات بادشاہ کے کانوں تک پہونچا دیں ۔بادشاہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اس کام کے لئے چار آدمیوں کو تجویز کیا ان چاروں میں سے دو شخص عالم تھے۔اور دو امراء۔فرہادالملک اور سلیم خاں جو بادشاہ بیگڑھ کے امراء سے تھے۔پس یہ چاروں بعد عصر حضرت علیہ السلام کے حضور میں آئے وہ بیان کا وقت تھا کوئی شخص ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔اور کسی نے علماء کی تعظیم نہ کی پس مغرب ادا کرنے کے بعد وہ دونوں عالم حضرتؑ سے رخصت ہوئے سلیم خاں اور فرہادالملک نے حضرت مہدیؑ کی تصدیق کر لی لیکن ان سب نے بادشاہ کو یہ بات پہونچائی کہ سید محمد جونپوری ولی کامل ہیں۔لیکن بادشاہ کی تعظیم نہیں کریں گے بلکہ ان کو (بادشاہ کو) حضرت مچھر سمجھیں گے۔بادشاہ نے فرمایا۔اگر میری تعظیم نہ کریں تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔پس انہوں نے کہا کہ وہاں آپ کا جانا مصلحت کے خلاف ہے۔کیونکہ ان کے تعظیم نہ کرنے میں بادشاہ کی خفت ہے۔اور بادشاہ کا خفیف ہو جانا سلطنت کا کمزور ہو جانا ہے۔اس لئے بادشاہ کی رہزنی کی ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں آنے نہ دیا ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے اسلام کی حمایت کی ہے کیونکہ ہم بادشاہ کے مزاج اور اخلاق سے آگاہ ہیں وہ نہایت خوش اخلاق اور حق کا طالب ہے اور فقیروں کی بہت دوستی رکھتا ہے اگر وہ سید محمدؑ جونپوری کی خدمت میں آجاتا تو فوراً فقیر ہو جاتا اور سلطنت تباہ ہو جاتی اور ہنود کا غلبہ ہو جاتا، جب حضرت میراں علیہ السلام نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ ترکِ دنیا کی توفیق خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے حاصل ہو یا نہو۔لیکن اگر بندے کے پاس آتا تو اس کو کچھ فائدہ ہو جاتا۔دوسری روایت ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام داناپور سے کالپی اور وہاں سے چاپانیر آکر (1½) سال تک رہے اور مسجد یک مینار میں چھ ماہ تک مقیم رہے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ حضرت مہدی علیہ السلام سے اسی جگہ ملاقات کی اور بی بی الہدادیؓ ۳رذی الحجہ کو اسی شہر میں واصل بالحق ہوئیں۔اور حضرت مہدی علیہ السلام چاپانیر میں قلعہ کے قریب اُتر پڑے تھے،اور ایک قول کے مطابق اس جگہ دس مہینے تک مقیم رہے تھے۔

چھٹا باب

احسان کرنے والے خدا کے پیارے انس و جن کے ہادی حضرت میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ کے شہر چاپانیر سے دولت آباد تشریف لانے اور وہاں سے بیدر، گلبرگہ اور مکہ معظمہ کو جانے کے بیان میں

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے چاپانیر سے کوچ کیا تو وہاں سے برہان پور آئے ایک رات ٹھیرے پھر وہاں سے دولت آباد پہنچ گئے شیخ ممنؒ کے روضہ میں گئے اور ان کی زیارت کی اور فرمایا۔ انہیں شیخ ممن نہ کہو ان کا نام سید محمد عارف ہے۔ نقل ہے کہ ان کے مقبرے کے قریب ایک باؤلی تھی جس کا پانی بہت کڑوا کھاری تھا، کوئی بھی اُس باؤلی کا پانی نہ پیتا تھا حضرت میراں علیہ السلام نے وہ پانی طلب کیا دہن مبارک میں لے کر پانی کو منھ میں پھرایا اُس پانی میں سے تھوڑا پانی اُسی باؤلی میں ڈال دیا۔ پس فوراً اُس باؤلی کا پانی میٹھا پانی ہوگیا۔ انار کی خشک لکڑی سے مسواک کر کے اُسے زمین میں گاڑ دیا، وہ مسواک تروتازہ ہوگئی اور ایک اونچے درخت میں تبدیل ہوگئی۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام روضۂ مذکور سے احمد نگر آئے تو اس زمانے میں قلعہ احمد نگر تیار ہو رہا تھا۔ شہر کی فصیل کی تعمیر ہو رہی تھی۔ وہاں بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے وعظ و بیان کا چرچا ہوگیا اور اس شہر کے بہت سے لوگ حضرت علیہ السلام کے مصدق اور مرید ہوگئے اور شاہ نظام الملک بادشاہ احمد نگر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ حضرت اس بندے کے لئے خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کریں کہ خداوند تعالیٰ مجھے ایک لڑکا عطا کرے۔ پس حضرتؑ نے اس کو نصیحت کر کے پان کا پسخوردہ عطا کیا۔ بادشاہ نے اُس پسخوردے کے دو حصے کئے ایک حصہ اس میں سے خود کھایا اور ایک حصہ اپنی بیگم کو کھلایا پس اُسی دن اس کی ملکہ حاملہ ہوگئی۔ اور نو ماہ کی مدت میں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام برہان نظام الملک تھا اور یہی نظام الملک اپنے باپ کے مرنے کے بعد باپ کی جگہ پر بیٹھا اور گروہ مہدویہ کے فقیروں سے انتہائی محبت رکھتا تھا۔ اور اکثر اصحابِ مہدی کو بڑی ہی آرزو سے احمد نگر میں بلوایا اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ کا مرید ہوگیا۔ اور اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ کو میاں سید میراں جی بن میراں سید حمیدؒ کی زوجیت میں دیا اور اسی کی خواہش کی بناء پر بندگی میاں نعمتؓ اور بندگی میاں شاہ دلاورؓ اور بندگی میاں خوندشیخ مہاجروں نے شہر کے نواح میں اپنے اپنے دائرے قائم کئے۔ نقل ہے کہ حضرت میراںؑ احمد نگر سے بیدر آئے تو وہاں آپؑ کے وعظ و بیان کی شہرت اور تاثیر پسخوردہ اور کرامات کا چرچا ہونے لگا۔ حضرت میراںؑ کے بیدر جانے سے پہلے وہاں کے حاکم نے جو ملک برید کے نام سے مشہور تھا، ایک خواب دیکھا کہ ایک زبردست شیر بڑے سر والا شہر کے مشرقی دروازے سے شہر میں گھس آیا اور مغربی دروازے سے نکل گیا۔ جب بادشاہ نیند سے اٹھا۔ شہر کے تمام علماء اور صلحاء اور فاضلون کو جمع کیا اور ان سے اپنے

خواب کی تعبیر پوچھی کوئی بھی حاکم کے خواب کی تعبیر نہ بتا سکا۔لیکن شیخ مومنؒ سے جو اُس زمانے کے کاملوں میں شہر کے لوگوں کے لئے (روحانی) آسرا تھے۔فرمایا کہ اسد اللہ (حضرت علیؓ) کے فرزند، مراد مہدیِ موعودؑ سے ہے جن کے ظہور کا زمانہ بھی قریب ہے بے شک تمہارے شہر میں رونق افروز ہوں گے۔پس بریدبادشاہ نے اپنے چندلوگوں کو اس کام کے لئے مقرر کیا کہ اگر کوئی بزرگ ہمارے شہر میں آئیں اور مہدیت کی دعوت کریں تو ان کے آنے کی مجھے اطلاع دو۔نقل ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں، امام اولین و آخرین رحمتہ اللعالمین خاتم المرسلین کے موعودؑ اپنے تین سو اصحابؓ کے ساتھ شہر بیدر میں مشرقی دروازے سے آئے۔اور شہر میں ٹھیر گئے اور اس جگہ بھی آپؑ کے کشف کرامات خرق عادات، صفات حسنہ اور عمدہ کردار کی بے حد شہرت ہوئی۔بادشاہ اور بہت سے لوگ حضرت میراں علیہ السلام کے معتقد ہو گئے اور شیخ مومن نے جو اس مدرسہ کے مدرسین کے صدر تھے حضرتؑ کی ضیافت کی۔اور مہر ولایت کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔اور اپنے گھر والوں کے ساتھ حضرتؑ کی تصدیق کی۔اور میاں قاضی علاء الدین و ملا ضیاء اور چند دوسرے لوگوں نے بھی مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی نقل ہے کہ شیخ بابو اور قاضی عبدالواحد جُنیری نے بیدر میں تصدیق کی۔نقل ہیکہ جب میاں علاء الدین بدری حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کا لباس سفید نہ تھا۔انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرے کپڑے میلے ہیں۔حضرت مہدیِ موعودؑ نے کہ دلِ روشن رکھتے تھے فرمایا۔

دل کو اپنے پاک کر کپڑوں کو دھو یا نہ دھو
نجات اپنی کھو بیٹھے ایسی نیند مت سو

یعنے اپنے دل کو غیر حق سے پاک کرو اور چاہے اپنے کپڑے دھولو یا نہ کیونکہ لباس (ظاہری) کی سفیدی نجات کا سبب نہیں بنتی، نجات اسی میں ہے کہ خواب غفلت کو چھوڑ دو اور غیر حق کا خیال دل میں نہ لاؤ۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام بیدر میں دیڑھ سال رہے۔اور وہاں سے ایک خاتون سے نکاح کیا لیکن حضرت کے ساتھ چلنے کے لئے راضی نہ ہوئی تو میاں نظامؓ کی وکالت سے اس کو طلاق دے دی۔نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام بیجاپور کے ارادے سے بیدر کے مغربی دروازے سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ وہاں سے گلبرگہ کی جانب متوجہ ہو گئے۔میاں بھیکؓ نے عرض کیا کہ میراں جی یہ راستہ بیجاپور کو نہیں جاتا (بلکہ) یہ راستہ گلبرگہ کو جاتا ہے فرمایا۔دیکھئے میرے روبرو کون ہیں؟ انہوں نے نظر کی تو دیکھا کہ حضرت سید محمد گیسودراز بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ سبز لباس میں حضرت میراں علیہ السلام سے بڑی آرزو کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ حضرت میراں علیہ السلام گلبرگہ تشریف لائیں پس ان کو جو کچھ کشف ہوا انہوں نے حضرتؑ سے عرض کیا نقل ہے کہ حضرتؑ ابھی گلبرگہ تک نہ پہنچے تھے کہ وہاں کے سجادہ صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت مخدوم

سید محمدؒ صندوق کہ جس میں ان کے پیران سلسلہ کی ٹوپی اور شجرے تھے اور دوسرے تبرکات بھی اپنے ان کے ہاتھ سے اٹھا کر اس جگہ سے لے جا رہے ہیں۔اسی وجہ سے سجادے صاحب نے مخدوم سے پوچھا کہ اس صندوق کو اٹھا لے جانے کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اب ہماری مرشدی چلی گئی کیونکہ مہدی آخرالزماںؑ مبعوث ہو چکے ہیں الغرض حضرت میراں مہدیِ موعود علیہ السلام گلبرگہ پہنچے حضرت سید محمد گیسودرازؒ کے تمام فرزند اور خادم حضرتؑ کی ملاقات کے لئے آئے جب حضرت میراں علیہ السلام حضرت مخدومؒ کے روضہ میں آئے تو وہ سب لوگ آپؑ کے ساتھ تھے جب حضرتؑ نے حضرت سید محمدؒ کے گنبد کے اندر جانا چاہا اور آپؑ کے پاؤں میں نئی جوتیاں تھیں تو مجاوروں نے عرض کیا کہ اپنی جوتیاں پاؤں سے نکال کر چھوڑ دیجئے۔ یہ بھی اولیاء اللہ کی درگاہ ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ میں بھی اولیاء اللہ کی بہت رعایت رکھتا ہوں لیکن میں تمہاری بات سنوں یا تمہارے مرشد کی پس وہ لوگ خاموش رہ گئے۔اس وقت سید محمدؒ کا گنبد بند تھا۔یکا یک گنبد کا قفل کھل گیا۔اور حضرتؑ سید محمدؒ کے گنبد کے اندر چلے گئے فوراً گنبد کا دروازہ بند ہو گیا۔گنبد کے اندر بڑی دیر تک رہے۔اور جب گنبد کے باہر آئے۔ میاں مکتو نبیرہ حضرت سید محمدؒ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اتنی نزدیکی کے باوجود سید محمدؒ کو ان کے (میاں مکتو) کے عذاب کی خبر نہیں۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام حضرت سید محمدؒ کے گنبد کے اندر گئے دروازہ بند ہو گیا دو پہر تک اندر ٹھیرے رہے جو لوگ باہر ٹھیرے ہوئے تھے گنبد کے اندر سے دو (آدمیوں کی) آواز سن رہے تھے۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام گنبد سے باہر آئے تو میاں چاند مہاجرؓ نے عرض کیا کہ یہ حضرت سید محمدؒ کے بیٹے کی قبر ہے جن کا نام مکتو ہے حضرت سید محمدؒ نے ان کو عذاب سے چھٹکارا دلایا ہے۔فرمایا حق تعالیٰ نے ان کے دل کی تسلی کی خاطر ایسا دکھلایا (کہ عذاب نہیں ہو رہا ہے) لیکن ان کو ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ہے۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام گلبرگہ میں چھ ماہ تک مقیم رہے اور اس حجرے میں جو کہ حضرت شیخ سراج الدینؒ کے گنبد کے متصل ہے ایک ہفتہ تک ٹھیرے رہے۔اور گلبرگہ کے اطراف کے علاقوں کے بہت سے لوگ امام علیہ السلام کی صحبت میں درجہ کمال کو پہنچ گئے اور بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے وہاں کے بہت سے مجاوروں نے حضرت مہدیؑ کی تصدیق کی وہاں ایک پتھر ہے وہاں آپؑ نے دوگانے پڑھے اور وہیں ایک کھاری پانی کی باؤلی تھی حضرت مہدی علیہ السلام کی کُلّی سے اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔اور گلبرگہ کے بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام گلبرگہ سے بیجاپور کو گئے تو قلعہ کے اندر ایک کنگرہ کی مسجد میں نزول فرمایا۔ اور شاہ حمزہؒ کے روضہ کو جا کر ان کی زیارت کی۔

نقل ہے کہ جب آپؑ بیجاپور پہنچے دوسرے ہی روز وہاں سے روانہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ زمین سخت ہے اور یہاں کا

آدمی بدقسمت ہے۔اور وہاں سے خدا کے حکم سے قبضہ رائے باغ کی جامع مسجد میں ٹھیر گئے۔اور وہاں سے کعبۃ اللہ کے طواف کے ارادے سے بندر ڈابول تشریف لائے۔نقل ہے کہ جب حضرتؑ بندر ڈابول پہنچے اس وقت آپؑ کے ساتھ (۳۶۰) اہل اللہ تھے۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کو جو کچھ خدائے تعالیٰ نے دیا تھا۔آپؑ نے ناخدا کو دے دیا، اوراخراجات وتوشہ کے بغیر اللہ پر توکل کر کے جہاز میں بیٹھ گئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام جہاز کے قریب گئے تو لوگوں کو دیکھا کہ جہاز میں جانے کے لئے جلدی کر رہے ہیں۔آپؑ نے فرمایا۔

اے حج کو جانے والے لوگو تم کہاں ہو کہاں ہو
معشوق اسی جگہ پر ہے آؤ تم آؤ
اگر خدا کے طلبگار ہو تو خود آؤ
اس کی طلب نہ رکھتے ہو تو نہ آؤ نہ آؤ

نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام اپنے اصحابؓ کے ساتھ جہاز میں بیٹھ گئے اور جب جہاز چلنے لگا۔راستے کے درمیان دریا موجیں اٹھانے لگا اور دن تمام طوفان رہا۔اور جہاز ڈوبنے کے قریب ہوگیا تو لوگوں نے شور وغوغا شروع کردیا۔اور میاں سید سلام اللہؓ نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ جہاز تباہی کے قریب پہنچ گیا ہے فرمایا۔بندہ کیا کرے۔پھر بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ میراں جی آپؑ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں نہیں ہیں؟ فرمایا اگر مالک بندے کے ہاتھ،اپنے خزانے کی کنجیاں سپرد کرے تو بندے کو یہ طاقت نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر خزانے کے قفل کو کھولے۔اور فرمایا کہ میں نے تم سے کس وقت کہا تھا کہ میرا حکم خدا کے حکم پر چلتا ہے پھر حضرت مہدی علیہ السلام مسکراتے ہوئے حجرے کے اندر سے کشتی کے کنارے پر آئے فوراً سمندری طوفان بیٹھ گیا لوگوں نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس طوفان کے پیدا ہونے اور ساکن ہونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ دریا کی تمام مچھلیاں مجھے دیکھنے کا شوق رکھتی تھیں جب میں حجرے سے دریا کے کنارے پر آیا تمام مچھلیوں نے مجھے دیکھا اور اپنی جگہ چلی گئیں۔اور بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مچھلی جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں محفوظ رکھا تھا اور اسی وجہ سے اس مچھلی سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ تو مہدیِ موعودؑ کو دیکھے گی۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ مچھلی جو ساتویں دریا میں پیدا کی گئی ہ اس سے یہ وعدہ ہوا تھا۔دوسری بات یہ کہ سمندری طوفان میں حق تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی کہ حاجیوں کے پاس بہت کم توشہ رہ گیا ہے پس طوفان کے سبب کئی دنوں کا راستہ ایک دن میں طے ہوگیا اس کے بعد عدن پہونچے۔اور وہاں تین روز رہے۔پھر

جہاز میں سوار ہو گئے جب احرام گاہ پہنچے تو احرام باندھلیا۔نقل ہے کہ جہاز میں حضرت کے اصحابؓ فقر و فاقہ کی شدت سے مضطر ہو گئے تھے۔اسی اثناء میں ایک شخص ایک کشتی میں کھانے پینے کی چیزیں دیگچے وغیرہ رکھ کر متوکلین کو تلاش کرتے ہوئے وہ تمام چیزیں حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔اور عرض کیا کہ یہ تمام چیزیں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہیں۔ اپنے صرفہ میں لائیے۔پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے تمام لوگوں میں سویت کر دی اور فرمایا کہ لے لو یہ حلال ہے پس اُن چیزوں کو حضرتؑ کے تمام اصحابؓ لے کر اپنے خرچ میں لائے نقل ہے کہ سمندری سفر کے دوران ایک صحابی آنحضرتؑ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ فلاں ولی اللہ کا مقبرہ قریب تھا لیکن حضرتؑ ان کی زیارت کے لئے تشریف نہیں لے گئے (جیسے ہی یہ خیال اُن کے دل میں گزرا) حضرت میراں علیہ السلام نے ان کی طرف توجہ کی۔اُنہیں اچانک کشف ہوا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام اولیاء اللہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اطراف موجود ہیں اور حضرت کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔نقل ہے کہ حضرتؑ کے ایک صحابیؓ کے دل میں جہاز ہی میں یہ خیال گزرا کہ حضرتؑ کی عمر شریف کیا ہوگی؟ فوراً ہی حضرت میراں علیہ السلام نے اپنی عمر کی مدت بتاتے ہوئے فرمایا میں ذاتِ خالق لاشریک کا (۳۰) سال تک عاشق تھا اور تیس سال سے وہ میرا عاشق ہے۔

میں ساجن (محبوب) پر فدا ہوں اور ساجن مجھ پر فدا ہے
میں ساجن کے سر پر پھولوں کا سہرا ہوں اور ساجن میرے گلے کا ہار ہیں

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیؑ احرام باندھنے کی جگہ پر پہنچے تو آپؑ نے احرام باندھ لیا تو فرمایا ہمیں کوئی حاجی کہے یا غازی اور جب جہاز سے اترے اور کعبۃ اللہ پہنچے تو وہاں بھی کمالات و کرامات اور آپؑ کے خرق عادات ہر کوچہ و بازار میں ظاہر ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے حضرت مہدیِ موعودؑ کو حرم میں دیکھا تو کہا یہ مرد کامل ہے اور حضرت رسول اللہؐ کے بعد سے ایسا شخص پیدا نہیں ہوا ہے۔

نقل ہے کہ مکہ معظّمہ کے اکثر باشندے آنحضرت مہدی علیہ السلام کے معتقد ہو گئے۔نقل ہے کہ ایک روز مکہ کے چند مشہور لوگوں نے یہ طے کیا کہ جب سید محمدؑ یہاں آئیں تو ان کی تعظیم کے لئے ہم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوگا۔پس حضرت مہدی علیہ السلام اکیلے اس مجلس میں چلے گئے اور وہ سب لوگ جب انہوں نے حضرتؑ کو دیکھا تو بے اختیار کھڑے ہو گئے۔اور درود پڑھنے لگے۔حضرت میراں علیہ السلام ان کی مجلس میں نہیں بیٹھے اور نہ ان کی طرف کوئی توجہ کی۔اور جب وہاں سے واپس ہوئے تو راستے کے درمیان اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد حرم میں جا کر اور منبر کے اوپر کھڑے ہو کر اپنی

مہدیت کے دعوے کو علانیہ آشکار کرو۔ پس حضرتؑ حق تعالیٰ کے حکم کو بجالائے اور منبر کے اوپر اونچی آواز سے تین بار فرمایا کہ **من اتبعنی فھو مومن** جس نے میری اتباع کی وہی مومن ہے۔

سب لوگ ساکت رہے۔ جب آپؑ منبر سے نیچے اُترے بندگی میاں نظام ومیاں علاء الدین بیدری اور ایک عرب نے حضرتؑ سے بیعت کی۔ دعوت کا دن دوشنبہ تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اس عرب کی صورت میں حضرتؑ کے سامنے ظاہر ہوئے تھے۔ نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نے مکہ معظّمہ میں مہدیت کے دعوے کا اظہار فرمایا اور اہل مکہ میں یہ خبر پھیلی تو ایک روز شریفوں اور معززین نے وہاں مجلس مشاورت منعقد کی کہ اس ہندی سید نے مہدیت کی دعوت دی ہے پس چاہیئے ہم سب اپنی مجلس میں طلب کر کے بحث ومناظرہ کریں۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس سید سے مناظرہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے دیکھیئے ہم سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ سید مذکور کو تعظیم نہ دیں گے لیکن جب وہ ہماری مجلس سے ہو کر گزرے تمام لوگ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ اور جب ان کا روئے انور دیکھا تو درود پڑھنے لگے تھے۔ پس ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ اُن سے مناظرہ نہ کریں اگر ہم ان سے مناظرہ کریں گے ہم سب ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔ اور ہم پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ پس تمام لوگوں نے اس بات کو پسند کیا اور حضرت شہنشاہ اولیاء سے وہاں کسی نے بھی بحث نہ کی۔

نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے طواف گاہ میں بندگی میاں نظامؓ سے پوچھا کہ تم دوبار مکہ آچکے ہو، پہلی بار کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھتے ہو۔ عرض کیا پہلی مرتبہ صرف مکان کو دیکھا تھا اور اب صاحب مکان کو دیکھتا ہوں کہ کعبہ حضرتؑ کے اطراف گھومتا ہے اور کہتا ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کرو۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے رکن ومقام کے درمیان خواص اور عوام کی موجودگی میں مہدیت کا دعویٰ کیا اور میاں نظامؓ اور میاں علاء الدینؓ نے اُس ذات کی تصدیق کی اور آپؑ سے بیعت بھی ہوئے اور بعض اعراب نے بھی بیعت کی تھی لیکن آپ نے دوسرے لوگوں سے بیعت نہیں لی۔ لوگوں نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ میراں جی دوسرے لوگوں سے بیعت کیوں نہیں لیتے ہو فرمایا۔ مجھے حق تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد تیرے دعوے کے ثبوت کے لئے اِن دونوں کی گواہی کافی ہے۔ اور یہ دو گواہ تیرے سند ہیں۔ یہ دعویٰ ۹۰۱ھ میں وقوع میں آیا۔ نقل ہے کہ جب حضرتؑ کے اصحابؓ مکہ معظّمہ میں بہت مضطر ہو گئے تو میاں سید سلام اللہؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کے اصحابؓ فاقہ کشی اضطرار کی حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ اور ایسی حالت میں خنزیر تک کھانا روا ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت کی اجازت ہو تو مکہ کے شریف (حاکم) سے کوئی چیز طلب کرتا ہوں۔ لیکن حضرتؑ نے مانگنے کی اجازت نہ دی۔ اور فرمایا کہ مومن کے لئے خدا کی ذات کے

سواءاور کوئی مدد نہیں، اور بندہ تو متوکل ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔نقل ہے کہ ایک روز کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ جب تارک دنیا دتدبیر مضطر ہوجائے تو کیا کرے۔فرمایا مرجائے۔تین بار یہی بات فرمائی۔لیکن مانگنے کی اجازت نہ دی۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرتؑ کے اصحابؓ کے فاقہ کشی سے گلے خشک ہوگئے اور وہ محراب (خمیدہ) ہوگئے تھے۔میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے شریف مکہ سے جو بازار میں آیا تھا کہا ہمیں کچھ حق اللہ دیجئے کہ ہمارے لوگ مضطر ہوگئے ہیں۔پس شریف نے پانچ سوابراہیمی جواس زمانے میں رائج تھے ان کے حوالے کئے انہوں نے اِن سکوں سے جو خریدے اور آش تیار کی اور مہدیؑ کے سب اصحابؓ کو وہ آش کھلائی کہ ان اصحابؓ پر مسلسل سات آٹھ روز گزر چکے تھے اور وہ کچھ بھی نہ کھائے تھے اور آش کا ایک پیالہ حضرتؑ کے پاس لائے تاکہ حضرتؑ بھی اس آش میں سے دوتین چمچے آش کھالیں کیونکہ بہت دنوں سے کوئی غذائے جسمانی آپؑ کے شکم مبارک میں نہیں پہنچی تھی۔اور عرض کیا کہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔فرمایا بندہ متوکل ہے اور مضطر نہیں ہے ناچاروں کو کھلا دیجئے بندہ کو اس کی حاجت نہیں ہے صرف شریعت کا لحاظ کر کے کبھی کبھی کوئی چیز کھالیتا ہوں اور فرمایا۔یہ خدا کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ مانگا ہوا اور تمہارا لایا ہوا ہے۔

نقل ہے کہ مکہ معظّمہ میں حضرت میراں علیہ السلام نے اونٹ چلانے والوں کو اونٹوں کا کرایہ دے دیا تھا کہ ہم کو حضرت خاتم الرسالت علیہ السلام وتحیۃ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ لے جائے۔اسی اثناء میں سالار عرب وعجم پیغمبرؐ محترم افتخار نسل آدم ہادی عالم کی روح مبارک سے معلوم ہوا کہ اے سید اب تم گجرات چلے جاؤ تاکہ خدائے تعالیٰ کا مقصود وہاں ظاہر ہو اور تمہاری مہدیت کا دعویٰ اس ملک میں پورا ہو۔پس حضرت مہدی علیہ السلام نے اونٹ والوں سے وہ کرایہ واپس لے لیا۔اور وہی کرایہ (جہاز کے) ناخدا (پاکستان) کو دیا۔بعضوں کا قول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مکہ معظّمہ میں نو مہینے تک رہے اور بقول بعض سات مہینے تک اور دوسرے قول کے مطابق تین مہینے تک ٹھیرے رہے۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے راستہ میں آدمؑ اور بی بی حوّاؑ کی زیارت فرمائی۔حضرت آدمؑ نے فرمایا۔اس زمانے میں تمہارا آنا بہت خوب ہوا۔تم نے اُمت محمدؐ کے باغ کو سہر سبز وشاداب کردیا۔بی بی حوّاؑ نے بھی آپؑ کو گلے لگالیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ملاقات سے ان کی ارواح بے حد مسرور وشاداں ہوئیں۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بھی زیارت کی وہ بھی مہدی آخرالزماںؑ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔اکثر راویوں کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام (یعنے آدمؑ) اور بی بی حوّاؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مکہ معظّمہ میں ملاقات کی۔نقل ہے کہ جب آپؑ جہاز میں سوار ہوئے تو چند روز کے بعد جہاز والوں کے لئے میٹھا پانی باقی نہ رہا اور تمام لوگ بے حد پریشان ہوئے اور حضرت مہدیِ

موعودؑ سے عرض کیا کہ ہمارے پینے کے لئے میٹھا پانی نہیں ہے اور دریا کا کھارا پانی ہم پی نہیں سکتے۔ پس حضرت میراںؑ نے اس کڑوے پانی کو میٹھا کر دیا تمام جہاز والے اسی پانی سے چندروز تک پیتے رہے۔ نقل ہے کہ جہاز میں جب حضرت ولایت مآبؑ کے اصحابؓ فقر وفاقہ سے اضطراب کی حالت کو پہنچ گئے تو میاں سید سلام اللہؓ نے جہاز کے عہدہ داروں سے ناداروں کے لئے مخصوص چیزوں میں کچھ مانگ کر آش تیار کی اور حضرت کے لئے لے گئے آپؑ نے فرمایا بندہ متوکل ہے۔ نقل ہے کہ اثنائے راہ میں جہاز سمندری طوفان کی زیادتی کی وجہ سے تباہی کے قریب پہنچ گیا تھا اور حضرت میراں علیہ السلام جہاز کے ایک گوشے میں قیلولہ فرمارہے تھے۔ میاں سید سلام اللہؓ حضرتؑ کے نزدیک گئے اور آپؑ کے قدموں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا جب حضرتؑ اٹھ بیٹھے تو عرض کیا کہ جہاز غرق ہونے کے قریب ہے۔ فرمایا بندے سے کیا کہتے ہو حق تعالیٰ سے التجا کرو عرض کیا کہ خوندکار کے ہاتھ میں ہوا اور بارش کی کنجیاں ہیں۔ فرمایا جب تم یہ بات جانتے ہو تو پھر خطرہ اور اندیشہ کس بات کا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ تم نہیں جانتے کہ جہاں کہیں بندۂ خدا ہوتا وہاں طوفان کا کیا دخل ہوسکتا ہے پھر حضرت مہدی علیہ السلام جہاز کے کنارے آئے اور چاروں طرف دیکھا فوراً طوفان تھم گیا اور جہاز والوں کی بے چینی دور ہوگئی۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فرشتہ جو ہوا پر مقرر ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا کہ متوکل فقراء اضطرار کو پہنچ گئے ہیں اور یہاں سے بندرگاہ دور ہے چاہیئے کہ دور کا راستہ آج ہی طے ہوجائے۔ اسی بناء پر طوفان کے ذریعہ تین روز کا راستہ ڈیڑھ پہر میں طے ہوا۔

ساتواں باب

آنحضرت علیہ السلام کا مکہ معظّمہ سے احمد آباد آنا اور وہاں سے شہر نہر والہ جو پٹن کے نام سے مشہور ہے۔اور وہاں سے بڑلی جانا اور مہدیت کے دعویٰ کو خدا کے حکم سے ظاہر کرنا اور امام محمد مہدی آخر الزماںؑ کی مہدیت کے ثبوت کے بیان میں

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جہاز سے بندر دیو پر اُترے تو وہاں سے احمد آباد آ کر مسجد تاج خاں سالار متصل جمال پورہ میں مقیم ہوئے۔ اِس شہر میں امام علیہ السلام کے وعظ بیان کا شہرہ زیادہ ہوا۔اس مسجد میں کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے اور مشائخ کرام اور معزز امراء اور تاجران شہر اور دوسرے بہت سے لوگ آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے اور مسجد کا صحن سامعین سے بھر جاتا تھا اور جب صحن میں بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی لوگ دیواروں پر چڑھ کر بیٹھتے اور بعض لوگ تو درختوں کی شاخوں پر سوار ہو جاتے تھے ملک برہان الدینؓ اسی شہر میں حضرت علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے۔اور میاں حاجی باغبان کے بیٹے بھی اسی جگہ اپنے مقصود کو پہنچے۔اور بہت سے لوگ حضرت مہدیِ موعودؑ کی تصدیق سے اسی جگہ مشرف ہوئے اور اسی جگہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے ۹۰۳ھ ہجری میں اپنی مہدیت کی دعوت کو ان الفاظ میں ظاہر کیا کہ مجھے حق تعالیٰ کا فرمان ہو رہا ہے کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے اس وقت تمام مومنین اور اصحابِ امام آخر الزماں نے کہا بے شک ہم سب آپؑ کی پیروی اختیار کرتے ہیں،اور آپؑ کے دعوے کو سچا مانتے اور ہم آپؑ کی مہدیت پر ایمان لاتے ہیں۔اس کے بعد امام انام علیہ السلام سات سال تک خاص و عام کی ہدایت میں مشغول رہے۔نقل ہے کہ چونکہ شہر احمد آباد کے اکثر باشندے حضرت سید محمد علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے اس شہر کے مشائخ اور علماء کو یہ بات ناگوار گزری کہ اگر سید محمدؑ اس جگہ مقیم ہو جائیں تو ہماری مشیخت باقی نہیں رہے گی اور ہمیں کوئی پوچھے گا تک نہیں اپنا پیٹ بھرنے اور دنیا کی ہوس کی خاطر سلطان محمود بیگڑہ کی خدمت میں یہ درخواست پہنچائی کہ سید محمد جونپوری جو گجرات میں آئے ہیں۔ ہمیشہ حقایق بیان کرتے ہیں اور جس شہر میں حقایق بیان میں آتے ہیں وہ شہر ویران ہو جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ علماء وفضلاء میں سے اکثر افراد اِن کا بیان سن کر دنیا ترک کر دیتے ہیں پس تھوڑی سی مدت میں یہاں کے تمام لوگ فقیر بن جائیں گے۔اور گجرات سے سپاہیوں کا نام مٹ جائے گا۔اور اس ملک میں سپاہی باقی نہیں رہیں گے۔پھر کفار ہنود غلبہ حاصل کرلیں گے اور شاہِ عالی جاہ کی سلطنت تاراج وتباہ ہو جائے گی جب بادشاہ نے ان لوگوں سے یہ کیفیت سنی تو کہا اب اس کام کی تدبیر تمہاری نظروں میں کیا ہے۔ان لوگوں نے کہا اس کام کی تدبیر یہی ہے کہ ان لوگوں کو یہاں رہنے نہ دیں اور احمد آباد سے نکال باہر کردیں۔پس بادشاہ نے ان

کا مشورہ قبول کیا اور حضرتؑ کے پاس ایک حکم نامہ بھیجا کہ آپؑ اس شہر میں نہ رہیں بلکہ کسی دوسری جگہ جا کر رہیں۔ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اِن لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر سے ہمارے اخراج کا سبب کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ شہر کے مشائخ نے شاہ گجرات سے عرض کیا کہ سید محمد حقائق بیان کرتے ہیں اور جہاں حقائق کا بیان ہوتا ہے وہ شہر تباہ ہو جاتا ہے۔فرمایا یہ نادان کیا جانتے ہیں؟ میں تو شریعت مصطفیٰؐ بیان کرتا ہوں اگر میں حقایق بیان کروں تو تم سب جل جاؤ گے بعض راوی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سلطان محمود نے علماء اور مشائخ کے بہکانے سے اعتماد خاں کو حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے اخراج کے لئے بھیجا۔ جب خاں مذکور نے نامۂ شاہی حضرتؑ کے سامنے رکھا اور مشائخ کی باتوں کو بھی سنا دیا تو اس وقت حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ کے حکم کے تابع ہے اور میں بھی اپنے حاکم کی اطاعت کرنے والا ہوں۔ جس وقت میرے بادشاہ کا حکم ہوگا میں چلا جاوں گا۔ پھر فرمایا یہ لوگ بیان شریعت اور حقائق کیا جانتے ہیں۔ میں شریعت مصطفیٰؐ کا تابع ہوں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھا ہے میں بھی وہیں قدم رکھتا ہوں۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام خدا کے حکم سے احمد آباد سے روانہ ہوئے تو مقام سولا سانتیج گئے اور وہاں بھی کڑوے پانی کا کنواں حضرت کے پسخوردہ سے شیریں ہوگیا۔اور بندگی میاں نعمتؓ اسی مقام پر تصدیق سے مشرف ہوئے اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام یہاں سے مقام سودہ آئے۔ یہاں مخدوم زادوں میں سے ایک کم سن لڑکا حضرتؑ کے وعظ و بیان کا شیدا ہوگیا۔اور آپؑ کی رفاقت میں مضبوط اور راسخ ہوگیا۔ جب یہ خبر اس کی ماں کو پہنچی اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ جلد سید محمدؑ کے نزدیک جا اور میرے بیٹے کو لا ورنہ میں اس گھر میں نہ رہوں گی۔ جب اس کا شوہر اس واقعہ سے واقف ہوا تو بولا کہ میں ابھی سید محمدؑ کے نزدیک جاتا ہوں اور ان سے سخت گفتگو کروں گا کہ آپؑ بچوں کو ورغلاتے ہیں۔شاید کہ آپؑ انہیں بیچ ڈالنا چاہتے ہیں پس اپنی بیوی کو سمجھا منا کر بڑے غصہ سے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے سامنے آیا۔ جوں ہی بے واسطہ اس نے حضرتؑ کو دیکھا اس کا غصہ دب گیا۔اور بڑے ادب سے ایک جگہ بیٹھ گیا۔اس وقت کسی شخص نے حضرتؑ کی خدمت مٹھائی کا طبق پیش کیا۔حضرتؑ نے سارے کا سارا سویت کر دیا اور اپنا تھوڑا سا حصہ لے کر زانوئے مبارک پر رکھ لیا۔اس کے بعد ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں گنا لایا۔حضرتؑ نے اس کو بھی تمام اصحابؓ میں سویت کر دیا اور گنے کا ایک ٹکڑا اپنا حصہ لیا اور وہ مٹھائی کا حصہ جو آپؑ کے زانو پر رکھا تھا کسی کو دیا اور فرمایا کہ مومن ذخیرہ نہیں کرتا۔ جب اس شخص نے یہ حالت دیکھی تو اپنی کہی ہوئی باتوں اور بُرے خیالات سے شرمندہ ہوگیا۔ جب حضرت مہدیِ موعودؑ اس جگہ سے آگے روانہ ہوئے تو وہ لڑکا حضرتؑ کے گھوڑے کے سامنے سامنے چلا گیا۔اور جس طرف اپنے باپ کو دیکھتا تھا اُس طرف سے ہٹ جاتا تھا۔اس کے باپ نے کہا کہ اے بیٹے تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے جس طرح تو امام انام علیہ السلام کا گرویدہ ہوگیا ہے اسی طرح میں بھی

شیفتہ جمال و عاشق ذات باکمال حضرتؑ ہوں اور میں حضرت مہدیِ موعودؑ کی رفاقت کے لئے ثابت قدم اور مضبوط ہو چکا ہوں پس وہ شخص دنیا ترک کر کے حضرتؑ کے ساتھ ہوگیا اور اپنی بیوی کو کہلایا تو بھی اپنی آخرت کی بھلائی چاہتی ہے تو حضرتؑ کے قدموں سے جدا نہ ہو، اگر تو میری بات مانتی ہے تو اس جگہ چلی آ، ورنہ تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔ نقل ہے کہ جب حضرتؑ موضع سود سے شہر نہر والہ عرف پیراں پٹن تشریف لائے تو فرمایا کہ یہاں سے عشق کی بو آتی ہے اور فرمایا کہ پٹن مومنوں کی کان ہے بعض لوگ یوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام خان سرور کے حوض کے کنارے اُتر پڑے تو فرمایا کہ یہاں سے ایمان کی بو آتی ہے اور فرمایا عشق جونپور سے اُٹھ آیا اور گجرات نے اس کو اٹھالیا۔ اور فرمایا کہ ملک گجرات عشق کی کان ہے۔ اور فرمایا کہ گجرات کے لوگ ہم پر بڑا بوجھ ڈالتے ہیں۔ جتنا حق تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے لیکن یہ لوگ اس پر بس نہیں کرتے۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نہر والہ میں آئے تو شاہ رکن الدین نے جو مجذوبوں میں سے تھے جب حضرتؑ کی پالکی کو دیکھا تو اپنی برہنگی کو ڈھانپ لیا اور حضرتؑ کی خدمت میں دوڑ کر آئے اور عرض کیا کہ بہت خوب آئے اور صفائی لائے حضرتؑ نے اِن پر اپنی نظر کرم سے نوازش کی۔ اور بڑی توجہ فرمائی۔ جب یہ حضرتؑ سے رخصت ہوئے تو چند سو روٹیاں اور چند سو موز حضرت علیہ السلام کی ضیافت کے لئے بھیجے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے تمام لوگوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک کو ایک ایک روٹی اور دو، دو موز ملے۔ تمام لوگوں میں برابر تقسیم ہوئی کسی کو کم یا زیادہ نہ ملے۔ نقل ہے کہ ملا معین الدین گجرات کے مشہور عالموں میں تھا حضرت میراںؑ اس کے گھر گئے اور کہلایا کہ حضرت رسول علیہ السلام کے دین کی مدد کرو بندہ حاضر ہے اور مجھ سے مہدیت کا ثبوت طلب کرو اور بحث کرو لیکن اس وقت ملا ایک دیوار پر بیٹھ گیا اور حضرتؑ کو کہلایا کہ ملا سواری پر سوار ہو کر اپنے گاؤں کو گئے ہیں۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ مُلّا ایسے گھوڑے پر سوار ہوا ہے کہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہنچے گا اور کلمہ پڑھنے کے بجائے اس گاؤں کا نام لے کر مرے گا۔ اس کے بعد اپنے لڑکے کو بھیج کر حضرت میراںؑ کو دعوت دی تھی حضرتؑ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ پہلے حق بات کو قبول کرو۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نہر والہ میں ڈیڑھ سال تک مقیم رہے بہت سے لوگ حضرتؑ کے معتقد ہوگئے اور مہدیِ موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوگئے۔ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ اور میاں یوسفؓ سہیت و حضرت بندگی ملک بخنؓ اور ان کے بہت سے رشتہ دار مشرف تصدیق ہوئے۔ مبارز الملک وہاں کے صوبہ دار حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب اپنے گھر گئے تو کہا کہ سبحان اللہ حضرت سید محمدؑ کے مبارک چہرے پر کیا آب وتاب ظاہر و نمایاں ہے اور بال بال سے شجاعت اور بہادری ظاہر ہو رہی ہے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ کیفیت سنی تو فرمایا کہ بندہ کی مثال آئینہ کے مانند ہے یہاں جو کوئی آتا ہے اپنا ہی چہرہ دیکھتا ہے۔

نقل ہے کہ بندگی میاں عبدالمجیدؓ و بندگی میاں لاڑ شہؓ و بندگی میاں کمال شہؓ و بندگی میاں یوسفؓ و بندگی میاں ملک جیؓ اسی شہر میں حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ جالور میں اور بندگی میاں دلاورؓ بھی اسی جگہ حضرت میراں علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے ہیں اور بندگی میاں سید امین محمدؓ ومیاں بھائی ومیاں خواجہ بن طہٰ بھی گجراتی ہیں۔

نقل ہے کہ جب مبارز الملک کے سارے رشتہ دار حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے سرفراز ہوگئے تو ان کو یقین کامل ہوگیا کہ اب سید خوندمیرؓ حضرتؑ کی رفاقت میں رہیں گے۔ اور اپنے وطن کا منھ کبھی نہ دیکھیں گے۔ اس خیال کی بنیاد پر سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا اور حکم اخراج طلب کیا۔ اور حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مبارز الملک نے ایسی عجلت کیوں کی۔ اور ایسی رسوائی کیوں اختیار کی مجھے بھی میرے صاحب کا فرمان ہو چکا تھا کہ تو اس جگہ سے آگے چلے جا، اس کے بعد حضرت میراں علیہ السلام اس مقام سے بڑلی میں جو پٹن سے تین کوس کے فاصلے پر ہے جا کر مقیم ہوئے۔ نقل ہے کہ جب میراں علیہ السلام بڑلی آئے تو یہاں بھی ڈیڑھ سال تک مقیم رہے اور یہاں بھی بہت سے لوگ جن کے دل میں حق کی طلب تھی آتے تھے بہت سے امیر، فقیر، تاجر اور کسان حضرتؑ کے مصدق ہوگئے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام کو بارہ سالہ جذبہ کے آغاز ہی سے خدائے تعالیٰ کا حکم ہوتا تھا کہ ہم نے تجھ کو مہدیِ موعودؑ کیا لیکن مہدی علیہ السلام کلمہ پڑھنے والوں پر بڑی شفقت اور مہربانی رکھتے تھے اس لئے اس بات کے اظہار میں تاخیر کر رہے تھے۔ اور خدائے تعالیٰ سے عرض کرتے تھے کہ اے خداوند جو کچھ مجھے معلوم ہو رہا ہے اگر وہ نفس کے وسوسوں کی وجہ سے ہے تو اپنے فضل میرے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور علی المرتضیٰؓ کے تصدق مجھے اس بلا سے چھٹکارہ دے۔ اس غدّار (نفس) کے دھوکے سے محفوظ رکھ۔ اس کے بعد حضرت مہدیِ موعودؑ کو خدا کا حکم بڑی سختی کے ساتھ ہوا کہ اے سید محمد تو اپنی مہدیت کا دعویٰ علانیہ کر تو اس کام کی لیاقت رکھتا ہے میں نے تجھے اس کام کے قابل سمجھ کر ولایت محمدیﷺ کا خاتم کیا ہے۔ پس حضرت مہدیِ موعودؑ نے نہایت انکسار سے خدائے تعالیٰ کے دربار میں عرض کیا کہ اے خدا اگر تو مجھے آزمانا چاہتا تو آزما۔ سر سے پیر تک میری کھال کھینچ لے۔ اور سولی پر چڑھا دے۔ میرے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اگر میں ذرا بھی جنبش کروں تو تیرا بندہ نہیں کیونکہ مہدیت کا دعویٰ اس بندے کی نظر میں ان باتوں سے زیادہ مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس وقت جو شخص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہے اور شریعت مصطفےٰؐ پر مرتا ہے اُسے مومنوں کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے جب دعوئے مہدیت کر دیا جائے گا تو انکار کرنے والوں پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ پھر تیسری مرتبہ فرمانِ خالق اکرم ہوا کہ اے سید محمد ہم جاننے دیکھنے اور سننے والے ہیں۔ تجھے اس کام کے لائق سمجھ کر تیری گردن پر یہ بار رکھا ہے پھر حضرتؑ نے نہایت درجہ ادب

کے ساتھ عرض کیا کہ اے خدا تو علیم، سمیع اور بصیر ہے۔ تو نے اِنسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور کمال درجہ تک پہنچادیا تو نے حضرت آدم صفی اللہؑ کو فرشتوں کا قبلہ بنایا۔ اور حضرت نوح نجی اللہؑ کو رسولوں کا شیخ (مرشد) بنایا۔ اور ابراہیم خلیل اللہؑ کو رسولوں کا متبوع اور شجرۃ الانبیاءؑ بنایا حضرت موسیٰؑ کو منتخب کر کے انہیں کلیم اللہ سے مخاطب کیا۔ اور ان پر توریت کو نازل کیا اور حضرت عیسیٰؑ کو روح القدس سے مدد دی اور ان کا نام روح اللہ رکھا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء خلاصۂ موجودات اور محبوب کائینات بنایا اسی طرح (اگر) ایک بشر کو پیدا کر کے مہدیِ موعودؑ بنایا تو کوئی تعجب نہیں۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ کو بڑلی میں آ کر (۱۵) روز گزر گئے تو فرمانِ حق تعالیٰ انتہائی عتاب کے ساتھ ہوا کہ آگاہ ہوجا کے بے شک حکم الٰہی جاری ہو چکا اگر تو نے صبر کیا تو تجھے اَجر دیا جائیگا اگر بے صبری کرے گا تو ہم سے دور ہوجائے گا۔ اور ہندی زبان میں فرمایا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے سید محمد دعوئے مہدیت کا کہلاتا ہووے تو کہلا نہیں تو ظالموں میں کروں گا۔ پس اس وقت حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ اب مجھے سوائے اطاعتِ حق اور اس کی فرمانبرداری کے کوئی چارہ نہیں اور حکم الٰہی پر گردن جھکا دینے کے سوائے کوئی تدبیر نہیں۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ **افمن کان علیٰ بینۃمن ربہ** الخ تیری حجت ہے اور قرآن اور محمد رسول اللہؐ کی اتباع تیری گواہ ہیں۔ اور ہم تیرے مددگار ہیں اور فرمایا جو میری مہدیت پر ایمان لائے گا مومن ہوگا اور جو اِس ذات کا انکار کرے گا کافر ہوگا۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؐ **افمن کان علیٰ بینۃمن ربہ و یتلوہ شاھدمنہ** الخ تیری دلیل ہے اور فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے معلوم کیا گیا ہے کہ لفظ من جوذیل کی چند آیتوں میں آیا ہے مثلاً۔ **قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ** (سورۂ یوسف۔ آیت ۱۰۸)۔ **قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ط قُلِ اللّٰہُ شَھِیْدٌ م بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَ الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ م بَلَغَ** (سورۂ الانعام۔ آیت ۱۹)۔ **فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ** (سورۂ آل عمران۔ آیت ۲۰)۔ **مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا** (سورۃ الشوریٰ۔ آیت ۵۲)۔ بندے کے حق میں ہے اور قرآن کی اٹھارہ آیتیں ان میں سے بعض حضرت مہدیؑ کی شان میں اور بعض آپؑ کے گروہ کے حق وارد ہیں۔ اور فرمایا۔ قرآن کے معانی جو کچھ میں کہتا ہوں حکم خدائے تعالیٰ سے اور اللہ کی تعلیم سے کہتا ہوں۔ اگر بندہ تنہائی میں بیٹھتا اور قرآن کے معانی سوچ کر کہتا تو ظالم اور خدا پر بہتان لینے والا ہوگا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اور کرتا ہوں اور پڑھتا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا کسی واسطہ کے نیا علم روز دیا جاتا ہے۔ یہ میری حالت ہے اور فرمایا۔ مجھے اللہ کا فرمان ہوتا ہے کہ **ثُمَّ اِنَّ علینا بیانہ** تیرے حق میں ہے اور ہم نے تجھے ولایت محمدیؐ کا وارث کیا ہے اور تجھے ان کا تابع کیا ہے اور تجھے اولین اور آخرین کا علم دیا ہے اور

تجھے قرآن کے معانی بیان کرنے والا بنایا ہے اور ایمان کے خزانے کی کلید تجھے دی ہے۔اور تجھے دین محمدیؐ کا مددگار بنایا ہے اور ہم تیرے مددگار ہیں۔تو مہدیت کا دعویٰ کر جو تجھے قبول کرے گا مومن ہوگا اور جو تیرا انکار کرے گا کافر ہو جائے گا۔اور فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؐ جس نے تجھے پہچانا مجھے پہچانا اور جس نے تجھے نہ پہچانا مجھے بھی نہ پہچانا۔ اور فرمایا سید محمد بن سید عبداللہ عرف سید خاں کا انکار کفر ہے۔اور اپنے جسمِ مبارک کے پوست کو اپنی دو مبارک انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا کہ جو اس ذات کی مہدیت کا منکر ہو کافر ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ مہدیت کا منکر ہو کافر ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ مہدی کا انکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اور محمد رسول اللہؐ کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ انکار مہدیؑ انکار محمدؐ ہے۔اور محمدؐ کا انکار تمام پیغمبروں کا انکار، خدا کا انکار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ مہدیؑ کا انکار تمام نبیوں اور اُن کے صحیفوں اور تمام سابقہ کتابوں کا انکار ہے۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے مہدیت کا دعویٰ کیا اس وقت آپ کی عمر (۵۸) سال کو پہنچی تھی۔اس وقت مہدی علیہ السلام کھرنی کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور پیر کا دن تھا اور وقت چاشت کا۔اور بعض لوگ ظہر کے بعد کہتے ہیں۔ ۹۰۵ھ ہجری میں یہ دعویٰ واقع ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت ولایت مآبؑ نے اصحابؓ کے مجمع میں بار بار ارشاد فرمایا کہ مجھے جذبے کی ابتدا ہی سے بلا واسطہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہوتا تھا کہ اے سید محمد تو مہدیِ موعودؑ ہے۔مہدیت کا دعویٰ ظاہر کر۔لیکن بندہ نے ہضم کر لیا۔اور باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے خداوندا آپ جسے چاہیں یہ بار عطا فرمائیں۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ بات الہام وغیرہ کے ذریعہ نہیں کہہ رہا ہوں حکم خدا سے کہہ رہا ہوں کئی سال ہوئے کہ مجھے یہ حکم حق تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے۔مہدیت کا دعویٰ کر۔لیکن میں نے اس کو اپنے نفس کی دغابازی سمجھا اور اتنی مدت تک تاخیر اور سستی کی لیکن آج حق تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم ہوا ہے کہ مہدیت کا علانیہ دعویٰ کر۔اور فرمایا کہ مخلوق سے ڈرتا ہے اور مجھ سے نہیں ڈرتا۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ کو اِس دعوئے موکدہ سے (۲۰) سال پہلے خدا کا فرمان ہوا تھا کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے لیکن حضرت علیہ السلام نے اس بیس سال میں دعوئے مہدیت کو ضبط کیا۔اور جب بڑلی آئے تو خدا کا فرمان عتاب کے ساتھ ہوا کہ مہدیت کا دعویٰ کیوں نہیں کرتے ہو کیا مخلوق سے ڈرتے ہو۔اس کے بعد مہدی علیہ السلام نے اپنی مہدیت کا دعویٰ کیا۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے مہدیت کا دعویٰ ظاہر کر دیا اس وقت خاص خاص صحابہؓ جو (۳۶۰) تھے وہ ایمان لائے اور انہوں نے تصدیق کی۔لیکن عوام کی تعداد معلوم نہیں (بے شمار تھے)۔نقل ہے کہ اس (دعوئے موکد) سے پہلے حضرت علیہ السلام کے اکثر اصحابؓ کو الہام اور ہاتفِ غیبی سے معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے تمہارے مرشد کو مہدیِ موعودؑ کیا

ہے تم لوگ ان کی تصدیق کرو جب انہیں یہ بات معلوم ہوتی تو حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کرتے تھے کہ حضرت اب مہدیت کا دعویٰ کریں اور ہم لوگ آپ کے دعویٰ کی تصدیق کریں گے لیکن مہدیِ موعود علیہ السلام اِن لوگوں سے فرماتے تھے کہ تم لوگ اپنے کام میں لگے رہو۔ جب خدائے تعالیٰ چاہے گا میرا دعویٰ ظاہر ہو جائے گا۔ نقل ہے کہ مہدیت کے دعوے کے اظہار سے پہلے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جس شہر میں جاتے ہاتف غیبی کی آواز آتی تھی مہدیِ موعودؑ آ گئے اور شہر والوں نے کسی صحابیِ مہدیؑ سے پوچھا کہ کیا یہی مہدیِ موعودؑ ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز میاں سید سلام اللہؓ نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم جہاں کہیں جاتے ہیں تو لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا یہی بزرگ مہدیِ موعودؑ ہیں غلام کے معروضہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت کو مہدیِ موعودؑ سے تشبیہ دیتے ہیں اور ان کی تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت مہدیِ موعودؑ کی ذات سے کم تر ہے؟ حضرت نے مسکرا کر فرمایا مہدیؑ سے خدا کے سوا کوئی شخص بڑھ کر نہیں ہے۔ نقل ہے کہ دعوئے مہدیت سے پہلے حضرت مہدیِ موعودؑ قصر کا ارادہ رکھتے تھے اور نماز قصر پڑھتے تھے۔ دعویٰ کے بعد قیام کی نیت کر لی اور سلطان محمود بیگڑہ کو اس مضمون کا رقعہ بھیجا۔

بندہ سید محمد فرمانِ خدائے تعالیٰ سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ میری عقل درست ہے اور کسی نشہ کا غلبہ نہیں ہے۔ ہر طرح کی تندرستی حاصل ہے کوئی تکلیف بھی نہیں ہے۔ میرا رزق اور میرے اہل وعیال کا رزق خدائے تعالیٰ مجھے پہنچاتا ہے تنگدستی کی وجہ سے کوئی اضطرار اور فاقہ کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اور میں خدا کے حکم سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں مہدیِ موعودؑ ہوں۔ اور میرے اس دعویٰ پر قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی گواہ ہیں پس اس زمانے کے بادشاہوں وزیروں، امیروں خوانین، دولت مند لوگ، نادار لوگ، علماء اور زاہد (صوفیہ) وغیرہ پر واجب اور لازم ہے میرے دعوے کی تحقیق کر کے میری تصدیق کریں۔ اگر بندے کو جھوٹا اور افترا پرواز سمجھتے ہوں تو تب بھی ان پر لازم ہے میرے جھوٹ اور افترا پروازی کو ثابت کر کے ہم کو قتل کر دیں۔ ورنہ میں جہاں کہیں جاؤں گا، یہی دعویٰ کروں گا اور مخلوق کو سخت گمراہ کروں گا۔ اس کام کے تدارک کے لئے بھی اِن ہی لوگوں سے مواخذہ ہوگا اور خدائے تعالیٰ خاص طور پر ان لوگوں سے پوچھے گا کہ تم نے اس کام کا انتظام اور انسداد کیوں نہ کیا۔ پس حاکمانِ وقت پر لازم ہے کہ تحقیق کر کے میرے دعوے کو قبول کر لیں اور جھوٹا ثابت ہونے پر مجھے قتل کر ڈالیں۔ ورنہ دونوں صورتوں میں ان کا منھ کالا ہوگا اگر مجھے سچا جانتے ہیں تو کیوں قبول نہیں کرتے ہیں اور جھوٹا سمجھتے ہیں تو سزا کیوں نہیں دیتے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ نے خدا کے حکم سے اپنی مہدیت کا اظہار کیا اور اپنی مہدیت پر کلام خدا اور حدیث رسول اللہؐ سے ثبوت پیش کیا۔ اور قرآن شریف کی یہ آیتیں پڑھیں۔ ترجمہ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہو، اور اس کے پیچھے ایک گواہ بھی آتا ہو اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی

کتاب ہو جو امام اور رحمت ہے یہ سب اُس پر ایمان لاتے ہیں۔اور جو انکار کرے گا فرقوں میں سے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے پس اس کے بارے میں شبہہ نہ کیجئے بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے ہے۔اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔اور گواہی دینے والے کہیں گے یہی ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔سن لو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔یہ لوگ زمین میں خدائے تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔نہ خدا کے سوا ان کا کوئی حمایتی ہے۔ان کو دونا عذاب ملے گا کیونکہ تمہاری بات سن نہیں سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے۔یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا اور جو کچھ افترا کرتے تھے وہ جاتا رہا۔بلاشبہہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصانوالے ہیں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی ہے یہی صاحبان جنت ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے دو فرقوں (کافر و مومن) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا بہرہ ہو اور ایک دیکھتا اور سنتا ہو۔بھلا دونوں کا حال یکساں ہوسکتا ہے پھر تم غور کیوں نہیں کرتے! (سورۃ ہود، آیت ۱۷ تا ۲۴)اس آیت کی طرح دوسری بہت مشہور آیتیں ہیں اور فرمایا کہ جو شخص اس ذات کی مہدیت کا منکر ہوگا وہ شخص خدا کا قرآن کا اور رسولِ خداؐ کا منکر ہوگا اور فرمایا کہ ہم مخلوق میں اس حکم کے ظاہر کر دینے کے لئے مقرر ہیں جس شخص نے آپؑ کے سامنے حدیث پیش کر کے حجت کی اس کو فرمایا کہ حدیثوں میں اختلاف بہت ہے۔اور اس کا صحیح ہونا مشکل ہے اور جو حدیث قرآن شریف اور اس بندے کے حال کے موافق ہو وہی صحیح ہے۔چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ''میرے بعد تمہارے پاس بہت حدیثیں ہو جائیں گی اُن حدیثوں کو خدا کی کتاب کے سامنے پیش کرو اگر وہ کلام خدا کے موافق ہوں تو ان کو قبول کرلو ورنہ رد کردو''۔آپؑ نے بعض حدیثوں کو بھی بیان فرمایا جو ان کے عقیدے اور سمجھ کے خلاف تھیں۔جس نے یہ حدیث حجت کے لئے پیش کی کہ ''وہ بھر دے گا زمین کو عدل وانصاف سے جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی'' یعنے سارا عالم مہدیؑ پر ایمان لائے گا اور اطاعت کرے گا۔جواباً فرمایا۔مومن ایمان لاچکے اور اطاعت کر چکے ہیں۔احادیث اور رِوایات جو مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔اور علماءِ سلف جن کو تواتر کے درجے میں رکھ چکے ہیں۔چنانچہ قُرطبی میں لکھا گیا ہے کہ مہدیؑ کے حق میں آنحضرتؐ کی روایات متواتر اور مستفیض ثابت ہو چکی ہیں اور جو روایتیں ایک دوسرے کی متضاد تھیں علماءِ سلف اُن میں اس طرح تطبیق دیئے ہیں کہ مہدیؑ کا آنا برحق ہے اور اختلاف علامتوں میں ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہے کہ لوگوں نے مہدیؑ کے بارے میں اختلاف کیا (لیکن) ایک جماعت (علماء) نے توقف اختیار کیا۔علم کو عالم (خدا) کے حوالے کیا اور یہ اعتقاد اختیار کیا کہ وہ حضرتہ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد سے ہوں گے اور آخری زمانے میں نکلیں گے۔اور شرح مقاصد میں کہا ہے کہ

علماء کا یہ مذہب ہے کہ وہ امام عادل فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں جب چاہے گا پیدا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کے لئے مبعوث کرے گا۔ عبداللہ بن عطارؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا میں نے کہا جب مہدیؑ نکلیں گے تو کس سیرت پر چلیں گے ارشاد فرمایا اپنے سے پہلے کی (بدعتوں) کو منہد کریں گے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اسلام کو از سر نو قایم کریں گے اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ مہدی علیہ السلام سنت (رسول اللہؐ) کو قائم کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ ثوبانؓ ثوری سے راویت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جب تم دیکھو کالی جھنڈیوں کو جو خراسان کی طرف سے آئی ہیں۔ تو اس میں آؤ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مہدیؑ میری اولاد سے ہیں جن کا چہرہ روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔ ابونعیم نے صفت مہدیؑ میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔ اور امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ آپ نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ مہدیؑ ہم میں سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلکہ ہم میں ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ دین کو ان پر اسی طرح ختم کرے گا جس طرح ہم سے شروع کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس میں میری اہل بیت سے ایک شخص کو ضرور مبعوث فرمائے گا اس کا نام میرے نام کے جیسا ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا معمر بن عمرؓ سے راویت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے اہل بیت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو میرا ہم نام ہوگا اور ہم خلق ہوگا۔ اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور آنحضرتؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اگر زمانہ کا ایک دن بھی باقی رہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً میرے اہل بیت سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک رات ہی باقی رہ جائے تو اس میں میرے اہل بیت سے ایک شخص حاکم بنے گا۔ اور حضرت مہدیؑ نے بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہدیؑ کو اس وقت روانہ فرمایا کہ اس دنیا میں دین کا باطن ختم ہو گیا تھا۔ رسم۔ عادت۔ اور بدعت اور جب مہدیؑ کا ظہور ہو تو مہدیؑ رسم وعادت وبدعت کو دور کریں گے حضرت محمد علیہ السلام کے دین کی مدد کریں گے جیسا کہ شرح مقاصد (کتاب) میں ذکر کیا گیا ہے اور نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے کو خدائے تعالیٰ نے مہدیؑ مقرر کر کے اس وقت روانہ فرمایا کہ تمام دنیا سے دین چلا گیا تھا صرف مجذوبوں میں باقی رہ گیا تھا۔ یہ صفات جو حدیثوں اور روایتوں سے ثابت ہیں حضرت سید محمدؑ مہدی کی ذات میں موجود ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور چونکہ حق تعالیٰ کا مقصود مہدی

علیہ السلام کو روانہ کرنے سے یہ تھا کہ خدا کے دین کی نصرت ہو۔اور لوگ آپؐ کے ذریعہ سے توحید اور معرفتِ حق تعالیٰ حاصل کریں اس لئے دوسری علامتیں جن میں اختلاف ہے مقصود خداوندی سے وزے ہیں اگر نہ پائے جائیں۔اگر کوئی شخص اس وجہ سے آپؐ کو جھوٹا سمجھے یا آپؐ کی مخالفت کرے تو وہ شخص اپنے آپ پر ہی ظلم کرتا ہے کیونکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں کرتا یا کہتا ہوں اس حکم کی بنا پر ہے جو (مجھے) خدائے تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔اس دعوے کے ثبوت میں آپؐ نے کتاب خدا سے دلیل پیش کی ہے۔اور یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔سچّا ہے یا جھوٹا۔اگر جھوٹا ہے تو ضرر اور وبال اُسی شخص پر ہوگا اس لئے کہ وہ بڑا ظالم ہے۔اگر سچا اور صادق ہے تو اس کا ضرر اور وبال اس کے جھٹلانے والوں پر ہوگا۔کیونکہ وہ بڑے ظالم ہیں کہ اس کو دروغ گو کہتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی باتوں کو جھٹلائے یقیناً مجرم کامیاب نہ ہوں گے (سورہ یونس آیت ۱۷) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔اگر سچا ہے تو بعض وہ باتیں (عذاب) تمہیں یقیناً پہنچیں گی جن کا وہ وعدہ کرتا ہے۔(سورۂ مومن آیت ۲۸) اور اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی تسلی وترغیب کے لئے بھیجا ہے کیونکہ جس زمانے میں بھی حق تعالیٰ نے رسولؐ کو بھیجا ہے اُس زمانے کے لوگوں نے اختلاف کیا اور جھٹلانے والوں نے مومنوں پر طعنہ زنی کی۔اور مخالفت کی۔اور کہنے لگے کہ کس لئے جھوٹ کی بات پر بھروسہ کرتے ہو ہلاک ہوجاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان سچوں پر ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے رسولؐ کے مطیع ہوئے۔اور ان کے جھوٹ کا نقصان ان لوگوں پر عائد نہیں ہوتا اگر خدا کا رسولؐ اپنے دعوے میں سچا ہے تو خدا کی نعمتوں کے وعدے سچوں کے لئے ہیں۔پس طالبان حق اور صاحبان عقل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صاحبان عقل کے احوال سے اپنے کلام میں خبر دی ہے ارشاد ربانی ہے کہ اے ہمارے رب بے شک ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان لانے کی ندا کرتا ہے اپنے رب پر ایمان لاؤ۔پس ہم ایمان لائے۔مہدیؑ بھی منادیوں میں سے ایک منادی ہے یہی ندا کرتا ہے کہ اپنے پروردگار سے وابستہ ہوجاؤ۔جب عقل مندوں نے مہدیؑ کی یہ ندا سنی اور دیکھا کہ وہ مخبر صادق ہے اور اس کی پکار سچی ہے پس فوراً مطیع ومنقاد ہوگئے اور کہا کہ ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی۔آپؐ نے جو کچھ کہا ہے تعلیم خدا سے کہا ہے۔جیسا کہ امام مہدیؑ نے فرمایا مجھے ہر روز بغیر کسی واسطے کے خدا کی طرف سے تعلیم دی جاتی ہے ''کہدو (اے مہدیؑ) کہ میں اللہ کا بندہ محمد رسول اللہؐ کا تابع ہوں'' حضرت سید محمد آخری زمانے کے مہدیؑ پیغمبر خدا کے وارث، کتاب خدا اور ایمان کے عالم شریعت حقیقت اور خدا کی رضامندی کے ظاہر کرنے والے۔حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگ جو حضرت سید محمدؐ کے اصحابؓ کے احوال سے غافل اور ورے ہیں۔ان اصحابؓ ناشائستہ اوصاف سے نسبت دیتے ہیں اور ان سے بدگمانی کرتے ہیں ان کے خلاف

غلط اعتقاد رکھتے اور باطل حکم لگاتے ہیں۔اور نہیں جانتے کہ ان کی کیا حالت ہے۔پس اے عزیز جان لے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی راہ پر چلانا اور اپنا بنانا چاہتا ہے تو اس شخص کو اس کی خواہشات اور تمناؤں سے دور کر دیتا ہے۔اور مخلوق کو اس پر (دشمنی کے لئے) مقرر کرتا اور دشمن بنا دیتا ہے اور اس کو مخلوق کے ذریعہ سے رنج اور ایذا پہنچاتا ہے تاکہ اس کا دل اس دنیا کے تعلقات غیر (خدا) کی محبت اور مخلوق کی الفت سے منقطع ہو جائے۔مخلوق کو اس کی مخالفت پر مقرر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کی تخلیق اس طرح ہوئی ہے کہ وہ اگرچہ کہ بہت کچھ چاہتا ہے کہ مخلوق سے منھ پھیر لے اور اپنے ہم جنسوں سے الگ ہو جائے لیکن اپنی فطرت کی وجہ سے اپنے ہم جنسوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے اپنے فضل سے مخلوق سے رہائی دیتا ہے اور اپنی مرضی پر ثابت رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوات واکمل التحیات کے بارے میں فرماتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ بناتے تو تم کسی قدر ان کی طرف مائل ہو جاتے''۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۴) جب حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے مخلوق کی طرف مائل ہونا ممکن ہے تو دوسرا شخص مخلوق سے کس طرح، رہائی پا سکتا ہے پس خدا تعالیٰ اُسی مخلوق کو (اس کے خلاف) مقرر کرتا اور اس کا دشمن بنا دیتا ہے تاکہ اس کا دل مخلوق سے پھر جائے اور خالق کی طرف آ جائے۔ چنانچہ حق تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے بارے میں فرماتا ہے کہ اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا اور وہ دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں طمع کی باتیں ڈالتے رہتے تھے (سورۂ انعام ۔۱۲) اور چونکہ مہدیؑ اور آپؑ کے اصحابؓ حضرت مصطفیٰؐ کے تابع ہیں ضروری ہے کہ مخلوق ان کے ساتھ بھی دشمنی اور مخالفت ظاہر کرتی کیونکہ جب متبوع (آنحضرتؐ) کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے اور (اے محمدؐ یاد کرو) جب تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے کافر تاکہ تم کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ داؤ کر رہے تھے اور اللہ بھی داؤ کر رہا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے (سورۂ انفال آیت۔۳۰) پس ضروری ہے کہ تابع (مہدیؑ) پر بھی وہی بات لازم آئے۔اور یہ بات مہدیؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔اسے عزیز سید محمدؐ کے صحابہؓ کا مقصود تمام اقوال اور افعال میں صرف یہی ہے کہ خدا کی کتاب اور پیغمبروں کی پیروی حاصل ہو اور خدائے تعالیٰ اور رسولؐ کے فرمان اور اہل دین کے اقوال پر عمل کیا جائے۔اور جو لوگ تمام احوال میں خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں۔اور زبان سے کلمہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہتے ہیں۔اور دل سے تصدیق کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرائض ثابت ہو چکے ہیں انہیں ادا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو کفر اور گمراہی کی طرف منسوب کرنا خود گمراہی ہے۔ پس جو شخص ایسے لوگوں پر بدگمانی کرتا ہے وہ ان کے بارے میں غلط فیصلہ کرتا ہے۔اُسے چاہیئے کہ خدا کی کتاب پر نظر کرے اور اپنی بدگمانی چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو۔ بہت گمان کرنے سے بچتے رہو۔

بعض بدگمانی گناہ ہے(سورۂ حجرات آیت ۔۱۲)اگر توبہ نہ کرے اور اپنی بدگمانی نہ چھوڑے تو وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اور جو توبہ نہ کرے تو وہ ظالم ہے اور حضرت رسول اللہؐ نے بھی فرمایا ہے کہ مومنوں کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ پس اے عزیز جان لے کہ جو شخص اللہ کی طلب میں مضبوط رہتا ہے اور خدا کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ وہ شخص بھی مخلوق کی ملامت سے خالی نہیں رہتا اور اس کو اللہ تعالیٰ مختلف قسم کی بلاؤں سے آزماتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ضرور تمہارے مال اور تمہاری جانوں کا امتحان لیا جائے گا۔اور ضرور تم اُن لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان سے جو مشرک ہوئے بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ پس خدا کے چاہنے والے پر لازم ہے کہ صبر کرے اور بلا سے نہ ڈرے۔اور مخلوق کی ملامت کا خوف نہ کرے تا کہ خدا کے دوستوں کے گروہ میں داخل ہو۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایمان والو۔تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ ایک قوم کو پیدا کرے گا بہت جلد جس سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے وہ قوم مومنوں کے ساتھ نرم دل ہوگی،اور کافروں پر سخت ہوگی۔ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے(سورۂ مائدہ آیت ۔۵۴)

پس اے عزیز جان لے کہ جب حضرت سید محمدؑ کے صحابہؓ اسی گروہ سے ہیں تو ضرور لوگ ان کی مخالفت کریں اور ملامت کریں گے۔ جیسا کہ لوگ حضرت مصطفےٰ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو ایذا دیتے تھے۔اور رنج پہنچاتے تھے کیونکہ آنحضرتؐ جو کچھ کہتے تھے محض اس حکم کی بناء پر جو آپؐ کو خدا کی طرف سے پہنچتا تھا یعنے آپؐ ہر بات اور عمل وحی الٰہی کے مطابق کرتے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اور نہ خواہش نفس سے منھ سے بات نکالتے ہیں یہ تو وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے(سورۂ نجم آیت ۳۔۴)اور دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ آپؐ کہہ دیجئے میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میرے پاس آتا ہے۔ یہ بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں‘‘(سورۂ اعراف ۔۳۔۲) آپؐ کی یہ باتیں جو آپؐ وحی کے مطابق فرماتے اور کام جو وحی کی بناء پر کرتے یہ سب لوگوں کی نفسانی خواہش کے خلاف پڑتے تھے۔ کیونکہ ان پر نفس کی سرکشی اس قدر غالب تھی کہ کسی شخص کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے اور اُس کتابی علم پر جو انہیں حاصل تھا شادمانی اور غرور کرتے تھے۔اور آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کا ٹھٹھ اُڑاتے تھے۔نفس پرستوں کا یہی طریقہ ہمیشہ رہا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر جب ان کے پاس ان کے رسولؑ کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ لوگ جو علم ان کے پاس تھا اسی پر اترانے لگے۔جس چیز کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے اسی نے ان کو گھیر لیا(سورۂ مومن آیت ۔۸۳)اور کہتے تھے کہ یہ بے علم اس بات کے لائق کب ہیں حسد اور دشمنی کی وجہ سے جاہل

ہو گئے۔ باوجود اُس علم کے جو اُن کے گمان میں تھا، چنانچہ اپنے رسولؐ اور اپنی کتاب سے بھی انکار کر بیٹھے کیونکہ انہوں نے کہا اللہ نے بشر پر کوئی چیز نہیں اُتاری۔ اُن کا ایسے شخص کا انکار کرنا جو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہے اس وجہ سے ہے کہ اکثر لوگ اپنے باپ دادا کی تقلید سے باہر نہیں آتے اور رسول کے ساتھ موافقت نہیں کرتے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کی پیروی کر رہے ہیں (سورۂ زُخرف آیت۔۲۳) اور یہ خبر اللہ تعالیٰ اب تک مال داروں اور پیشواؤں کے بارے میں دے رہا ہے لیکن ان کی شرارت جھٹلانا، قتل کرنا اور بداندیشی انبیاءؑ کے خلاف جو جاہ و ریاست رکھنے والے مقتداؤں اور بڑوں کی طرف سے پیش آئی ہے ان ہی لوگوں سے پیدا ہو چکی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اسی طرح ہم نے ہر ایک بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کئے کہ اُن میں مکاریاں کرتے رہیں اور جو مکاریاں کرتے ہیں ان کا نقصان ان ہی کو ہے جس سے وہ بے خبر ہیں (سورۂ انعام آیت۔۱۲۳) پس جان اے عزیز کہ جب مہدیؑ مصطفےؐ اور دوسرے پیغمبروں کے تابع ہیں تو لازماً بڑے لوگوں کی جماعت ان کے ساتھ بھی عداوت کرتی ہے۔ اور مخالفت ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ فتوحات مکی میں لکھا گیا ہے کہ جب یہ امام مہدیؑ نکلیں گے تو خاص طور پر فقہاء ہی ان کے دشمن ہو جائیں گے کیونکہ عالموں کی حکومت باقی نہیں رہے گی۔ اور یہ بھی آپؑ کی سچائی کی دلیل ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص نبیوں کی پیروی کرے وہ قیامت تک مخلوق کی ایذا سے ہرگز محفوظ نہ رہ سکے گا۔ اور چونکہ حضرت سید محمدؑ کے اصحابؓ بھی اسی گروہ سے ہیں جو حضرت مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں تو مخلوق بھی ضرور ان کی مخالفت کرتی اور تکلیف پہنچاتی ہے۔ نامناسب صفات ان سے منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ سید محمدؑ کے اصحابؓ تمام کتابوں کے منکر ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں اور کسب کو حرام سمجھتے ہیں اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے اور ان میں سے ہر ایک رویت حق کی دعوت کرتا ہے اور اپنی ناک کو ذِکر خدا کا آلہ بنالیا ہے۔ یہ تمام باتیں جو انہوں نے سید محمدؑ کے صحابہؓ سے منسوب کی ہیں، بالکل جھوٹ اور غلط ہیں کیونکہ حضرت سید محمدؑ کے اصحابؓ طالبانِ حق ہیں اور حق کی طلب میں تمام کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور وہ بات جو خدا کی کتاب اور ارشادِ رسولؐ کے موافق ہو اُس پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن تفسیر بالرائے وہ ہوتی ہے کہ مفسر کو خدا کی طرف سے علم حاصل نہ ہو۔ بلکہ صرف اپنی ذاتی رائے سے تفسیر بیان کرے اور مفسر خود نفس اور خودی کی قید میں گرفتار ہو۔ اور قرآن کو اپنے حال کے مطابق سنائے اور یہی بات معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر آیات قرآن کے لئے ایک شانِ نزول ہے اس کے باوجود قرآن کے معنی مطلق ہیں، یعنے ہر ایک کے لئے قرآن دلیل ہے۔ قیامت تک اس کے دین کے لئے۔ پس اصحابؓ سید محمدؑ بھی اپنے حال کو کتاب خدا کے سامنے پیش کرتے اور قرآن کی پیروی کی جستجو کرتے ہیں اور قرآن کو

بیان کرتے ہیں اس طریقہ پر کہ وہ حقیقت قرآن کے مطابق ہو۔اے عزیز جان لے کہ جو شخص دنیا کو اپنا ٹھکانہ اور پناہ گاہ بنالے اور خدا کی یاد اور اس کی محبت اور معرفت سے منھ پھیر لے اور اس کے علم کی انتہا اس حد تک پہنچ چکی ہو کہ وہ جو کچھ کہتا ہو اور کرتا ہو اس علم کے ذریعہ گروہ صرف دنیا چاہتا ہو تو ایسے شخص کے حق میں فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہو کہ (اے ہمارے رسولؐ۔ اس شخص سے آپ بھی) منھ پھیر لیجئے جس نے ہمارے ذکر سے اپنا منھ پھیر لیا ہے اور وہ سوائے دنیا کی زندگی کے اور کچھ نہ چاہتا ہو، بس اُن کے علم کی پہنچ یہیں تک ہے۔نصاب الاخبار میں روایت ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ آدمیوں میں سب سے بڑا شریر کون ہے؟ ارشاد فرمایا کہ عالم جب وہ فساد برپا کرے۔عالم کا فساد یہ ہے کہ علم کے ذریعہ مال و دولت اور جاہ و مرتبہ حاصل کرے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر ان کے بعد ان کے ناخلف ان کے قائم مقام ہوئے جو کتاب کے وارث بنے اور وہ دنیائے دوں کا اسباب لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بخش دیئے جائیں گے اور اگر ان کے پاس اسی قسم کا اور سامان آجائے تو اسے بھی لے لیتے ہیں (سورۂ اعراف۔۱۶۹) جن لوگوں کے حق میں خدا اور رسولؐ ایسی خبر دیتے ہیں پھر ایسے شخص کو نبیوں اور کتاب خدا اور مہدیؑ سے کیا غرض باقی رہے گی کیونکہ تمام انبیاءؑ اور ان کے تابعین خدا کی توحید محبت اور معرفت کی باتیں کرتے ہیں اور دنیا سے دور ہٹاتے ہیں اور خدا کی اطاعت اور عبادت کی ترغیب دیتے ہیں اور یہ باتیں ان کی خواہش نفسانی کے خلاف ہوتی ہیں تو یہ لوگ لازماً پیغمبروں اور ان کے تابعین کو جھوٹا کہتے ہیں۔اور قتل کردیتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔پس کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ حکم الٰہی لائے جس کو تم پسند نہ کرتے تھے تو تم تکبر کرنے لگتے پھر ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور اور ایک جماعت کو تم نے قتل کردیا(سورۂ بقر۔۸۷) چونکہ مہدیؑ بھی تابع رسولؐ ہیں خدا کی توحید محبت اور معرفت کی باتیں کرتے ہیں اور مخلوق کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور تمام لوگوں کو دنیا سے دور کرتے ہیں تو مہدی علیہ السلام کو بھی جھوٹا قرار دینا ان کے لئے ضروری ہوا۔اور آپؑ کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلعم کے بارے میں کرتے تھے۔اور کہتے تھے کہ یہ وہ محمدؐ نہیں ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ہماری کتاب میں خبر دی ہے اور آپؐ کے ارشادات کو گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں کہا کرتے تھے۔کبھی آپؐ کو جادوگر کہتے اور کبھی شاعر اور کبھی مفتری اور کبھی دیوانہ اور اسی طرح کی ناشائستہ صفتیں آپؐ سے منسوب کرتے تھے۔اور آپؐ سے بحث کرتے اور کہتے کہ ہم ہرگز آپؐ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک آپؐ اپنی نبوت کا ثبوت پیش نہ کریں۔اور کوئی نشان ہم کو نہ بتلائیں باوجود اس کے کہ نبوت کی تمام دلیلیں آپؐ کی ذات میں ثابت تھیں اور یہ لوگ نہ جاننے کی وجہ سے انکار کررہے تھے۔اور وہ دلیلیں جو نبوت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں وہ ہیں کہ جنھیں علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ جان لو کہ اس بات میں عقلاء کو اختلاف ہے کہ نبی آدم کی نبوت کی معرفت کیا ہے متکلمین کہتے ہیں کہ وہ طریق ظہور معجزات ہے۔اور اہل دل کی ایک

جماعت کہتی ہے کہ نبی کی نبوت کی گواہی خود نبی کا حال دیتا ہے۔اور یہ حال دو چیزوں پر منحصر ہوتا ہے۔پہلی بات یہ کہ مخلوق کو خالق کی طاعت اور معرفت کی ترغیب دینا، اور دوسری چیز یہ کہ مخلوق کو دنیا کی طلب سے معرفت دلانا۔اور ہم نے یہ دونوں صفتیں ذاتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائیں۔کیونکہ آپؐ کی پوری توجہ اسی بات کی طرف تھی کہ مخلوق کو غیر کی حضوری سے ہٹا کر خدا کے آستانہ پر آنے کے لئے بُلائیں کبھی آپؐ نے دنیا اور اس کی لذتوں اور مزوں کی طرف توجہ نہ کی۔پس آپؐ کا حال آپؐ کی پیغمبری کی صداقت کی دلیل ہے چونکہ حضرت مہدیؑ حضرت مصطفٰے ﷺ کے تابع تام ہیں۔جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بے شک وہ میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔پس آپؑ کی ذات کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے آپ میں یہ وصف پایا۔اور تحقیق بھی کی ہے۔اور دوسری دلیلیں جو حدیثوں سے ثابت ہوئی ہیں یہ ہیں۔آنحضرتؐ نے فرمایا مہدیؑ مجھ سے ہوگا، اونچی ناک والا اور جُٹ بھوں والا۔نبی صلعم نے فرمایا کہ وہ (مہدیؑ) میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان اور زمین میں رہنے والے مہدیؑ سے راضی ہو جائیں گے۔آسمان اپنی بارش میں سے کچھ نہ رکھے گا سب کچھ برسا دے گا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے کچھ نہ چھوڑے گی مگر اُگا دے گی۔یہاں تک کہ زندے آرزو کریں گے مُردوں کی یعنے مہدی علیہ السلام کے زمانے میں حق تعالیٰ آسمان اور زمین کے رحمتوں کے تمام دروازے کھول دے گا۔توحید معرفت اُگیں گے اور حیات کا اثر ان کی ذات میں پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ زندہ لوگ مرنے والوں کی زندگی کی آرزو کریں گے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اِس اُمت کی ایک آزمایش ہوگی۔یہاں تک کہ کسی کو پناہ لینے کے لئے سہارا نہ ملے گا۔پس اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا اس کا نام میرا نام ہوگا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت کیسے ہلاک ہوگی میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہیں اور میری اہل بیت سے مہدیؑ اس کے درمیان ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا۔اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کرے گا کہ میری عترت سے ایک شخص مبعوث ہوگا۔پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔حضرت نبیؐ نے فرمایا کہ اے لوگو بے شک میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔قریب ہے کہ میرے ربّ کا قاصد آئے اور میں اس کی دعوت قبول کروں۔اور میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ جا رہا ہوں اُن دونوں میں سے ایک پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے اس کتاب میں نور اور ہدایت ہے۔پس اللہ کی کتاب کو لو اور مضبوطی سے تھام لو۔اور میرے اہل بیت۔اور اپنے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔اور نیز حضرت مصطفٰے ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے۔ائے ابوذرؓ بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا۔اے زبوذر (رضی اللہ عنہ) کیا تو جانتا ہے کہ میرا غم اور میری فکر کیا ہے اور مجھے

کس بات کا اشتیاق ہے تو آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ آپؐ ہم کو بتائے کہ آپؐ کو کیا غم اور کیا فکر ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ آہ میرے بھائیوں کی ملاقات کا شوق۔ تو آپؐ کے صحابہؓ نے کہا کہ ہم آپؐ کے بھائی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تم میرے اصحابؓ ہو اور وہ میرے بھائی ہیں جو میرے بعد ہونے والے ہیں ان کی شان نبیوں کی شان جیسی ہوگی اور وہ خدا کے پاس شہیدوں کے مرتبے میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے وہ اپنے والدین بھائی بہنوں اور بچوں سے دور بھاگیں گے اور خدا کے لئے مال کو ترک کریں گے اور تواضع سے اپنے آپ کو حقیر کریں گے شہوت اور دنیا کی فضولیات کا شوق نہ کریں گے اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں جمع ہوں گے۔ اللہ کی محبت میں غمگین اور رنجیدہ رہیں گے۔ انکے دل اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کی روحیں اللہ کی طرف ہوں گی اور ان کے کام محض اللہ کے لئے ہوں گے ان میں کوئی بیمار ہوگا تو اللہ کے پاس اس کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے افضل ہوگی۔ اے ابوذر اگر تو چاہے تو میں اور زیادہ بیان کروں حضرت ابوذرؓ نے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا ان میں کا کوئی مرے گا تو اس طرح جیسے کوئی آسمان میں وفات پایا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی بزرگی کچھ ایسی ہی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا کہ اگر اُن میں سے کسی کو اس کے لباس میں کوئی جوں تک کاٹ لے تو اسے اللہ کے پاس ستر حج اور غزوں کا ثواب ملے گا۔ اور اولاد اسمٰعیل کے چالیس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب کے جیسا ہوگا۔ پھر فرمایا تم چاہتے ہو تو میں اور بھی اضافہ کروں۔ اے ابوذرؓ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کیوں نہیں۔ آپؐ نے ارشاد کیا کہ اگر اُن میں سے کوئی اپنے اہل وعیال کو یاد کر کے غمگین ہو تو اس کو ہر ایک فردِ خاندان کے عوض ہزار، درجے ثواب ملے گا۔ اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو میں اور کچھ زیادہ بیان کروں۔ ابوذرؓ نے کہا میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ فرمایا اُن میں سے کوئی دو رکعتیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھے گا تو اس کی نماز اللہ کے پاس افضل ہے اس شخص کی نماز سے جو لبنان کے پہاڑ میں عبادت کرتا ہو اور اس کی عمر حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہزار سال ہوئی ہو اے ابوذر تم چاہو تو میں اور کچھ زیادہ کروں۔ ابوذرؓ نے کہا میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ فرمایاؐ۔ اُن میں کوئی شخص ایک تسبیح پڑھے تو یہ تسبیح اس کے لئے بہتر ہوگی قیامت کے دن بہ نسبت اس کے کہ جب وہ راستہ چلے تو دنیا بھر کے سونے کے پہاڑ اس کے ساتھ چلیں۔ اگر تم چاہو تو میں اور کچھ اضافہ کروں ابوذرؓ نے کہا میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے گھر کو ایک نظر دیکھ لے یہ دیکھنا اللہ کے پاس بیت اللہ کو دیکھنے سے زیادہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس کو دیکھ لے گویا کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو اس کی ستر پوشی کرے گویا کہ اس نے اللہ کی ستر پوشی کی۔ اگر کوئی اس کو کھانا کھلائے گویا اس نے اللہ کو کھانا کھلایا اگر تم

چاہو تو میں اور بھی زیادہ بیان کروں۔ ابوذر نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یارسول اللہؐ۔ اگر ان لوگوں کے پاس ایسے لوگ بیٹھ جائیں جو بار بار بھاری گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں مگر ان کے پاس اٹھ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھیں گے اور ان کے گناہوں کو معاف کردیں گے اس قوم کی بزرگی کی وجہ سے جو اللہ کے پاس ہوگی۔ اے ابوذر ان کا ہنسنا عبادت ہوگا ان کا مذاق تسبیح اور ان کی نیند صدقہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بنظر رحمت ہر روز ستر مرتبہ دیکھے گا۔ اے ابوذر میں ان کا مشتاق ہوں۔ پھر تھوڑی دیر تک اپنے سر کو جھکا لیا پھر اپنا سر اٹھایا۔ اور روئے یہاں تک کہ آپؐ کے چشمِ مبارک سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا۔ مجھے ان کے دیدار کا کیا ہی شوق ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے اللہ ان کی حفاظت فرما۔ اور قیامت کے دن ان کے دیدار سے میری آنکھیں ٹھنڈی کرے اس کے بعد آپؐ نے آیت تلاوت فرمائی کہ بے شک اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور دوسری روایتیں بہت سی ہیں۔ چنانچہ فتوحات مکیہ میں کہتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ خاتم الاولیاءؑ موجود ہونگے امام العارفین کی ذات فقید المثال ہوگی۔ وہ سید مہدیؑ آل احمدؐ سے ہے۔ وہ ہندی تلوار ہے جبکہ ظاہر ہو وہ آفتاب ہے جو ہر بادل اور تاریکی کو دور کردیگا وہ موسم بہار کی بارش ہے جو خوب برسے گی۔ دوسری روایت میں ہندیا کابل کے الفاظ ہیں۔ اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ نے فرمایا ہے۔ اے میرے بیٹے جب ترک پھیل جائیں تو تم حکومت مہدیؑ کا انتظار کرنا کہ وہ قائم ہو کر انصاف کرے گا۔ اور اس وقت جبکہ ظالم ہاشمی سلاطین ذلیل ہوجائیں گے۔ اور ان میں سے جو شخص کمزور اور بے طاقت ہوگا اس سے بیعت کی جائے گی۔ وہ بچوں میں ایک بچہ ہوگا اس کی کوئی رائے نہ ہوگی اور نہ کوشش ہوگی اور نہ عقل پھر تم میں سے ایک حق کو قائم کرنے والا کھڑا ہوجائے گا تمہارے پاس حق بات لائے گا۔ اور حق پر عمل کرے گا۔ وہ رسول اللہؐ کا ہم نام ہے میری جان اس پر فدا ہوجائے۔ اے بیٹے اُسے رسوانہ کرو اور جلدی اُس سے بیعت کرلو اور یہ صفتیں جو ان احادیث اور روایات سے ثابت ہیں حضرت سید محمد مہدیِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں موجود ہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اے عزیز جان لے کہ جو لوگ اہل اللہ اور اہل حق ہیں اور اوصاف حسنہ رکھتے ہیں ان کی کبھی فضیحت اور رسوائی نہیں ہوتی۔ اور اِن کا دعویٰ باطل نہیں ہوتا۔ یہ بھی پہلے کے انبیاء مرسلین اور رسل سابقین کی سنت کہ اہل ایمان ان کی دعوت کو رد نہیں کرتے اور اہل باطل ان پر ایمان نہیں لاتے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُم المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداً نیند میں اچھے خوابوں سے وحی کا آغاز ہوا آپؐ جو خواب دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح روشن ہوتا پھر آپؐ کو تنہائی پسند ہوگئی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے۔ اور اس میں محنت کرتے تھے۔ کئی راتوں تک عبادت کرتے اس سے پہلے کہ آپؐ توشہ لے جاتے پھر بی بی خدیجہؓ کے پاس واپس آجاتے اور اتنا ہی توشہ لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاس حق آگیا اور اس وقت آپؐ غار حرا میں تھے

آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھو آپؐ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپؐ نے فرمایا۔فرشتے نے پکڑا اور بڑی زور سے دبایا کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑا اور کہا پڑھ۔

پس میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس پر فرشتے نے پھر مجھے پکڑ کر زور سے دبایا یہاں تک ۔ مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ کر کہا۔ پڑھو میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری بار اس نے مجھے پکڑ کر زور سے دبایا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھ اپنے رب کے نام کی برکت سے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔جس نے قلم سے سکھایا اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا آپؐ ان آیتوں کو لے کر واپس آئے اور اس واقعہ سے آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔ پھر آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو۔انہوں نے آپؐ کو کمبل اڑھا دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم۔ آپؐ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا آپؐ تو کنبہ پرور ہیں بیکسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں مفلسوں کو مال دیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپؐ کو حضرت خدیجہؓ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا اے چچازاد بھائی اپنے بھتیجے کی بات سُنئے ۔ ورقہ نے آپؐ سے کہا۔ بھتیجے تم نے کیا واقعہ دیکھا۔ آنخضرت صلعم نے جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کیا۔ یہ سن کر ورقہ نے کہا یہ تو وہی ناموس ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا۔اے کاش میں (آپ کے عہد نبوت میں) جوان ہوتا۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ قوم آپؐ کو مکہ مکرمہ سے نکالے گی۔ آپؐ نے پوچھا کیا وہ لوگ مجھے نکالیں گے۔ اُنہوں نے کہا جو شخص بھی اس طرح کی چیز لے کر آیا جیسی آپؐ لائے ہیں۔ لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپؐ کی نبوت کا زمانہ مل گیا تو میں آپؐ کی زبردست مدد کروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھے بیان کی کہ (اُس قصہ میں یہ بھی ہے) میں اس زمانہ میں ملک شام گیا۔ جبکہ مجھ میں اور رسول اللہ صلعم میں (معاہدہ صلح) تھا جبکہ آنخضرت صلعم کا نامۂ مبارک ہرقل کے پاس آیا تھا اور دحیہ کلبی اسے لائے تھے۔ حاکم بصریٰ کے پاس اور جس نے اُسے ہرقل کو بھیج دیا۔ ہرقل نے پوچھا کہ کیا یہاں اُس شخص کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبیؐ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے چند افراد قریش کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس گئے۔ ہم کو اس کے روبرو بٹھایا گیا۔ اُس نے پوچھا تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا قریبی عزیز ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے جواب دیا کہ میں۔ مجھے اُس کے روبرو بٹھایا گیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پس پشت بٹھایا گیا۔ پھر اپنے ترجمان کو بلوایا اور کہا۔ اُن لوگوں سے کہو میں اُس نبی کے بارے میں اس شخص سے سوال کروں گا۔ اگر اُس

نے (میرے سامنے) کچھ جھوٹ موٹ کہا تو تم لوگ اُس کو جھٹلا دینا۔ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم۔اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے تو میں آپؐ کی نسبت ضرور جھوٹ کہہ دیتا۔ پھراس نے اپنے ترجمان سے کہا۔ یہ پوچھو کہ مدعی نبوت کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے۔ابوسفیان نے کہا۔ میں نے جواب دیا وہ تو شریف گھرانے والے ہیں۔ پھر پوچھا کیا ان کے آباواجداد میں کوئی بادشاہ بھی تھا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر سوال کیا۔ کیا دعوئے نبوت سے پہلے تم نے اس پر کبھی جھوٹ کی تہمت لگائی ہے؟ میں نے کہا۔نہیں پھر دریافت کیا جو لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں۔وہ رئیس لوگ ہیں یا غریب؟ میں نے کہا۔نہیں۔ پھر دریافت کیا جو لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ رئیس لوگ ہیں یا غریب؟ میں نے کہا کہ کمزور لوگ۔ پھر دریافت کیا کہ اس کے متبعین بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں بلکہ بڑھتے جارہے ہیں۔ سوال کیا کیا کوئی شخص اُس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے۔میں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا تمہاری کبھی اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ بولا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کیسی ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی کا حال ڈول کی طرح ہے۔کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی ہم۔ ہرقل نے پوچھا یہ شخص کبھی عہد و پیاں کو توڑ بھی دیتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔نہیں لیکن ان کے ساتھ اس سال جو ہمارا معاہدہ ہوا دیکھنا ہے کہ اس کو وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں ابوسفیان کا بیان ہے کہ اس ایک بات کے سواء اور کوئی (جھوٹ) بات میں اس گفتگو میں شامل نہ کرسکا۔ پھر پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا۔ان سے کہدو میں نے ان کے حسب کے بارے میں تم سے پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جاتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں۔تو میں (اپنے دل میں) کہا اگر ان کے اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا یہ شخص اپنے باپ دادا کی حکومت (حاصل کرنا) چاہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے اُن کے پیرووں کے بارے پوچھا کہ وہ لوگ کمزور ہیں یا بڑے (اشراف) تم نے کہا کہ کم زور لوگ اُن کے پیرو ہیں۔ ہمیشہ ایسے ہی لوگ رسولوں کی اتباع کرتے ہیں پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے دعوے سے پہلے ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔تم نے کہا کہ نہیں پس میں نے جان لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ جھوٹ بات بولنے سے بچے تو وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ بات کیسے کہہ سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بیزار ہو کر اس دین سے پلٹ جاتا ہے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ پس ایمان کی خصوصیت ہی یہ ہوتی ہے کہ جب وہ دل کی گہرائی میں اتر جائے تو پھر نہیں نکلتی پھر میں نے تم سے پوچھا کہ وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تو نے کہا کہ وہ لوگ زیادہ ہو رہے ہیں ایمان کی یہی خاصیت ہوتی ہے کہ وہ کامل ہو جاتا ہے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کبھی تمہاری ان کی جنگ بھی ہوئی ہے۔تم نے کہا کہ تمہاری اور ان کی جنگ ہوئی ہے اور

تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ڈول کے مانند رہی کبھی وہ تم سے جیت گئے اور کبھی تم ان سے رسولوں پر اسی طرح مصائب آتے ہیں لیکن آخری جیت انہی کی ہوتی ہے۔ پھر میں نے تم سے دریافت کیا کہ وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے پھر میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ اُن سے پہلے کسی نے یہ کلمہ سُنایا تھا۔ تم نے کہا کہ نہیں تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر کوئی شخص اُن سے پہلے یہ بات کہہ چکا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ اس دعوے کی قصد کرتے ہیں۔ پھر دریافت کیا کہ وہ تم کو کس بات کا حکم دیئے ہیں۔ ہم نے کہا۔ وہ ہم کو نماز، زکوٰۃ صلہ رحمی اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر وہ سب سچ ہے جو تو نے کہا تو بے شک وہ نبی ہیں۔ میں جان چکا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ الخ

پس امام ہُمام مہدی علیہ السلام کے مصدقو! غور کرو اور گہری نظر سے دیکھو کہ یہ اوصاف وعلامات، جو ہرقل کی حدیث میں مذکور ہیں اُن اوصاف سے حضرت مہدی آخرالزماں متصف ہیں۔ پس ہم ایسی ذات سے انکار کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور آپؑ کی بات کیونکر نہ سُنیں۔ خلاصۂ وعظ و بیان اور پند ونصیحت آخرالزماںؑ کا نتیجہ یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو دنیا کی ہوس سے نجات دیں۔ اور دنیاوی حیات پر ناز نہ کریں۔ اور اس دنیا کے ناز ونعمت کو جو فانی اور زوال پذیر ہیں چھوڑ دیں۔ اور خدا کی طرف آئیں۔ ترکِ دنیا کریں اور ہمیشہ مولیٰ کی یاد میں رہیں مخلوق سے یکسو ہو جائیں۔ اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں۔ اور سچوں کی صحبت میں رہیں۔ اور میاں شیخ علائیؒ دہلوی نے حضرت میراں علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہو کر ذیل کا استفتاء اُس زمانے کے عالموں اور فاضلوں کو بھیجا تھا لیکن کوئی عالم وفاضل جواب نہ دے سکا اور حق کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ بلکہ ہندوستان کے تمام علماء نے اس حق پسند گروہ سے دشمنی پر کمر باندھ لی۔ اور اس قوم کو ایذاء پہنچانے لگے۔

استفتاء

خدا کی حمد، پیغمبر کی نعت اور خدا سے مدد کی درخواست کے بعد یہ فتویٰ پوچھا جاتا ہے کہ دیندار علماء تقویٰ شعار فضلاء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد بن سید عبداللہ عرف سید خاں نے الہام ربانی اور حضرت رسول اللہ صلعم کی روحِ اقدس کے مشاہدہ سے خود کو مہدیِ موعودؑ کہلایا۔ یہ آیت اور حدیث سنائی (آیت) اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اِفترا کرے۔ اور (۲) جھوٹ کا اِفترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور حدیث کہ مومن جھوٹ نہیں کہتا۔ اور مخلوق کی اس آیت کی طرف رہبری کی:۔

آیت:۔ کہدے یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر میں اور وہ جو میرا تابع ہے (سورۂ یوسف

آیت ۔۱۰۸) اور خلق کو خواہش نفسانی کے جال سے چھڑایا۔نفس کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے: بے شک نفس تو بُری بات ہی بتلانے والا ہے۔اور بموجب حکمِ الٰہی، منافقی مرد اور عورتیں سب ایک ہی سے ہیں کہ بُرے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور اچھے کاموں سے روکتے ہیں۔اس گروہ سے نکالا اور بہترین گروہ حسبِ ارشادِ الٰہی ۔''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ان صفات سے آراستہ کیا! اور مہدیؑ کی علامتوں کے بارے میں جو شرائط واقع ہوئی ہیں۔اُن کی صحت کتاب اللہ اور احادیث صحاح سے ثابت کی۔اور ارشاد فرمایا کہ نشانیاں تو سب خدا ہی کے پاس ہیں۔اور رسول کے ذمہ صرف احکام خدا کا پہنچا دینا ہے اور جو لوگ اس آیت میں بیان کردہ صفات سے موصوف ہیں کہ اگر دیکھیں ساری نشانیاں تب بھی یقین نہ کریں ان پر۔اور وہ راستہ کی راہ دیکھ لیں تو اسے (اپنا) راستہ نہ ٹھیرائیں۔پس انہوں نے کہا کہ۔ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا۔اور کہا یہ صرف بنایا ہوا جھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اور اگر یہ لوگ تجھے جھٹلائیں تو (تو غم نہ کر) کیونکہ تجھ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبرؑ جھٹلائے جا چکے ہیں۔اور نیز فرماتا ہے کہ اگر تم اہلِ کتاب کے پاس ساری نشانیاں بھی لاؤ تو وہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) اگر تو علم پانے کے بعد اُن کی خواہشوں پر چلے گا، تو کوئی تیرا یار و مددگار نہ ہوگا۔اور علماء و صلحاء کی ایک جماعت نے (حضرت سید محمدؐ کے دعویٰ کو) قبول کیا۔اور جو کچھ قرارداد علماء و متقدمین کی مہدیؑ کے شرائط کے بارے میں تھی اُسے آپؑ کی ذاتِ عالی میں پایا۔تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول'' یاعیسٰی اِنّی متوفیکَ الخ' کے تحت مذکور ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔میری اُمت کس طرح ہلاک ہوگی (جبکہ) میں اس کے شروع میں ہوں عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہیں اور مہدیؑ میرے اہل بیت سے اس کے درمیان میں ہیں اور آخر مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ میری اُمت کس طرح ہلاک ہوگی میں اس کے شروع میں ہوں، مہدیؑ اس کے وسط میں ہیں اور مسیحؑ اس کے آخر میں ہیں۔۔۔لیکن ان دونوں کے درمیان ایک کج رو جماعت ہوگی نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اُس سے ہوں۔اور ایک روایت میں ہے فیج اعوج سے مراد یہ ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک زمانۂ دراز ہوگا۔اس میں ایسے لوگ ہوں گے جو سنت پر نہ ہوں گے۔ان کا عمل اہل اِسلام کا عمل نہ ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے ان کی نسبت فرمایا ہے کہ نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں۔رزین نے اس کی روایت کی ہے۔اسی طرح سُنن ابوداؤد کی شرح میں ہے اور شرح مقاصد میں موقوم ہے کہ پس علماء کا مذہب یہ ہے کہ مہدیؑ ایک امامِ عادل ہیں فاطمہ بنتِ رسول اللہؐ کی اولاد سے۔اللہ جب چاہے گا انہیں پیدا کرے گا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے بھیجے گا۔پھر ان کے یعنی حضرت عیسیٰؑ کے حال میں ایسی کوئی صحیح روایت نہیں دیکھی گئی کہ آپؑ امامِ زمانہ (حضرت مہدیِ موعودؑ) کے ساتھ ہوں گے۔سوائے اس حدیث۔لاتزالُ طالُفة من

اُمتـــی الخ کے پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتداء کریں گے یا اس کے برعکس۔ یہ ایک بے سند بات ہے۔ اس پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے امام مہدیؑ کا مقامِ پیدائش ہندیا کابل ہے۔ اسی طرح عقدالدرر میں مذکور ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مہدیؑ حسینؓ کی اولاد سے مشرق کی جانب سے نکلیں گے الخ اس حدیث کی تخریج حافظ ابونعیم اصفہانی اور حافظ ابوعبداللہ نعیم بن حماد اور حافظ ابوالقاسم نے کی ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مہدیؑ میری اُمت سے نکلیں گے۔ اُن کی اطاعت قوم کے سردار کریں گے۔ اُمت اُن سے نہال ہوجائے گی۔ حیوان اور نباتات میں شادابی ہوگی۔ وہ مال کی سویت کریں گے یعنی صحیح طور پر تقسیم کریں گے۔ حافظ ابونعیم نے صفتِ مہدیؑ میں اس کی روایت کی ہے۔ مصابیح کی شرح مظہر میں ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدیؑ ایک عظیم شخصیت ہے اس کو عارف پہچان لیں گے۔ ایک سُنن میں ہے کہ اصحابِ مہدیؑ کی تعداد صرف تین سو تیرہ ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اصحابِ طالوت کے موافق ان کی تعداد ہوگی۔ باقی دلائل دوسرے رسالوں سے معلوم ہونگے۔ اور صالحین اور علماء جو کتاب وسُنت کے معتقد اور قیاس واجماع کے مُقربین دن رات نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور اُس کی رغبت دلاتے ہیں۔ اور اس آیت کے مصداق ہوئے ہیں کہ اور کون ہے اس سے بہتر کہنے والا جو اللہ کی طرف بلائے اور عملِ صالح کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔ انہوں نے مہدی علیہ السلام کو قبول کیا ہے اور جس نے مہدیؑ کا انکار کیا کفر کیا کی تہدید سے ڈرے اور اس آیت کے معنے کو اچھی طرح سمجھ لیا اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا وبال اُسی پر پڑے گا۔ اگر سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا۔ وہ (ضرر) جس کا وہ وعدہ کرتا ہے مہدی علیہ السلام کی نقل ہے کہ میں مہدی (موعودؑ) ہوں مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ مہدیت کو ظاہر کروں اور مہدیت کا دعویٰ کروں اور ایمان کی ندا دینے والا بن جاؤں کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اس کے حکم سے اُس کی بصیرت پر بُلانے والا بن جاؤں۔ بقیۃ اللہ کا مصداق ہوں۔ جو تمہارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم مومن بن جاؤ۔ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ اور اپنے سب کام اللہ کو سونپ دو۔ اور اللہ کے ذکر پر ہمیشہ قائم رہو۔ یہاں تک کہ اللہ کا دیدار حاصل کرلو۔ اور اگر میں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے نہ کہ تم پر۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو میرے جد رسول اللہؐ نے کہا ہے۔ یعنے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ مجھے لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ میری نسبت وہ کس طرح کہتے ہیں کہ سید یہ بات اپنی ذات سے کہتا ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور افترا سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ بندۂ مسکین علاء الدین یہ فریاد کرتا ہے کہ کسی شرابی، چور، جھوٹے، رہزن، زانی اور مختلف گناہوں میں مبتلاء رہنے والے میں اسکی تمام برائیوں کے باوجود اللہ پر جھوٹ باندھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ پس جو مقامِ

ولایت پر فائز ہوا ہو وہ کس طرح اللہ پر جھوٹ اور افتراء باندھنے کی جرأت کرسکتا ہے، جس کے افعال ترکِ دنیا وجاہ، اور ہمیشہ ذکر اللہ، بلاؤں پر صبر، تقدیر پر رضامندی، جو مِل جائے اُس پر قناعت، اللہ کے سامنے سر جھکانا، ذاتِ اللہ سے محبت وغیرہ اس کے بہترین پسندیدہ صفات ہیں جو اُن میں پائے گئے اور مشہور ہوئے، خاص طور پر ہمیشگی سے۔ بلکہ اُن کے عام اتباع اور خاص مریدین میں پائے۔ پس کسی ایسے شخص پر کفر کا حکم، یا قتال یا اخراج کا حکم اور تشہیر آجائے تو اس پر کیا لازم آئے گا۔؟ محض اللہ کے لئے اور سنتِ رسول اللہؐ کے احیاء کی خاطر اس کا جواب دیں۔

استفتاء ختم ہوا۔

بعض لوگوں کو حضرت امام علی التحقیقؑ کی تصدیق میں تامل واقع ہوا ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ قیامت کی دس علامتیں جو احادیثِ نبوی میں آئی ہیں ایک ترتیب سے بیان ہوئی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے چنانچہ عبد الجمیل بن ابو ترابد خشانی نے عقائد کے منظوم رسالہ میں لکھا ہے کہ۔

(۱) وہ دن جب کہ دنیا اپنے اختتام کو پہنچے گی اُس کی علامتیں ظاہر ہونگی

(۲) جب مخلوق اُن علامتوں کو دیکھ لے گی تو یہ جان لے گی کہ یہ قیامت کی علامتیں ہیں

(۳) قیامت کے آنے کے سلسلے میں اے دوست دشمنان دین کی طرح انکار کرنا اچھا نہیں

(۴) (قیامت کا آنا) قرآن سے ثابت ہے پس اُس کا انکار کرنے والا بے ایمان بن جاتا ہے۔

(۵) اس باب میں اصحابؓ نے اقوالِ رسولؐ یعنے حدیثیں بہت سی دیکھیں۔

(۶) جب سلف، حدیثیں پڑھتے تو اُن کا نقش اپنے دل پر بٹھا لیتے تھے۔

(۷) ان حدیثوں کو جس نے جھٹلایا وہ کافر ہوا اور قہر اور عذاب کا مستحق ہوا۔

(۸) حدیث کے موافق دس علامتیں تیرے سامنے آئیں گی۔

(۹) تیری خاطر میں اُن حدیثوں کو بیان کیا ہے، اپنے دل کے صفحے پر لکھ۔

امام شہاب الدین تورپشتی نے اپنے رسالہ عقائد میں لکھا ہے کہ قیامت کی علامتیں، حدیثوں میں متفرق طور پر واقع ہوئی ہیں۔ لیکن حدیث سریحہ حُذیفہ بن اُسید میں جو اصحاب بیعت رضواں سے ہیں، وہ تمام علامتیں مجموعی طور پر موجود ہیں۔ اُن کی حدیث، حدیثِ صحیح ہے۔ ان میں سے بعض علامتیں قرآنِ شریف کی نص سے بھی ثابت ہیں۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ حضرت ابو سریحہ نے کہا کہ حضرت رسول اللہؐ نے عرفہ سے جھانک کر پوچھا کہ تم لوگ کیا گفتگو کر رہے ہو اور کیا کہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ (ہم لوگ) قیامت اُس وقت تک ہرگز نہیں آسکتی جب تک اس سے پہے تم دس نشانیاں نہ

دیکھ لو۔ مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب میں زمین دھنس جائے گی (تین خسف) اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ دابتہ الارض۔ دھنوان، دجال کا ظہور، عیسیٰؑ بن مریم کا نزول۔ سورج کا مغرب سے نکلنا اور وہ آگ جو ملکِ عدن کے گڑھے سے نکلے گی۔ میں نے ایک روایت میں یہی ترتیب پائی اور کتب صحاح میں اسکے علاوہ ترتیب ہے لیکن ان علامتوں کے وجود میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور جاننا چاہیئے کہ دس علامتیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں لیکن اُن کے ظہور کو اس ترتیب کے مطابق سمجھنا نہ چاہیئے کیونکہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج، حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ہوگا۔

شعر

جب تجھ پر دس علامتیں ظاہر ہوجائیں
تب سمجھ کہ قیامت آگئی ہے
اس بات میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ یقین رکھ
اُس آدمی پر افسوس ہے جو اس کا انکار کرتا ہے

مذکورہ علامتوں کی ترتیب کا دارومدار اس بات پر محصور لیا گیا ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علامتوں کو مرتب کرنے کا قصد کیا تو شائد کہ ترتیب سے بیان نہ فرمایا کیونکہ آگے پیچھے ہوجانے کی بات دوسری حدیثوں میں ملتی ہے۔ دس علامتوں کے سوائے دوسری باتیں بھی ہیں جو ان علامتوں میں شمار ہوتی ہیں۔ اگر اُن کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن دوسری کتابوں میں تو اُن کا ذکر ہے۔ تجھے معلوم بھی ہے مہدیؑ کا ظہور کیسا ہوگا اور دنیا میں مہدیؑ کا آنا کیسا ہوگا۔ مہدیؑ جن کو دنیا کا امام کہا جاتا ہے، تجھے معلوم ہو کہ وہ اہلِ بیت سے ایک شخصیت ہیں

جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ جان لے کہ بے شک مہدیؑ کا خروج علاماتِ قیامت سے ہے۔ وہ امام آخر الزماںؑ ہیں۔ وہ اولادِ فاطمہؓ میں سادات حسینی سے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔

اشعار کا ترجمہ:۔ بی بی فاطمہؓ کے بطن اور حضرت علیؓ کی اولاد سے اور حضرت حسنؓ کی نسل سے (مہدیؑ) ظاہر ہوگا

(۲) میں تجھ سے اُن کا تعارف کرواتا ہوں۔ اُن کے والد عبداللہ ہونگے

(۳) اُن کا نام محمد، اُن کے والد رکھیں گے تاکہ دنیا میں اسلام کا رواج ہوجائے

(۴) اُس زمانے میں جبکہ دنیا میں ظلم پھیل جائے گا انسان سے دنیا کی بے فکری چلی جائے گی

(۵) اس روز انصاف وعدل کے ذریعہ دنیا کو ظالموں سے پاک کیا جائے گا۔ وہ اس دنیا کو عدل سے بھر دیں گے اور زمانے بھر کو اپنے کرم سے روشن کردیں گے۔ اُن کی صفات احادیث میں اس طرح ہیں۔ وہ ایسے شخص ہیں جو نیکیوں میں

سب سے بڑھ کر ہیں۔ وہ بلند پایہ مرد ہونگے۔ اَبر بھی اُن کے سر پر سایہ کرے گا۔ اچانک اس اَبر سے آواز آئے گی کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ ہم کو اس خبر پر اعتقاد جازم رکھنا ضروری و لازمی نہیں ہے لیکن انکار بھی مناسب نہیں ہے۔ اس پر طعن بھی نہ کرنا چاہیئے۔ اگر اس بات پر کوئی نقل (حدیث یا دلیل) طلب کریں تو (کہنا چاہیئے کہ) ولی کا انکار مناسب نہیں۔

(۱۳) لیکن (مہدیؑ کے) ظاہر ہونے میں کلام نہیں۔ یہ خیالی معاملہ نہیں ہے۔ اس لئے تو تصدیق کرلے۔

(۱۴) آپ جیسے نیک انسان کے اوصاف احادیث سے اس طرح بیان کریں

(۱۵) وہ شخصیت جب احادیث سے مقرر ہو جائے تو اس پر اعتقاد لانا چاہیئے

(۱۶) وہ لوگ جو اس کو صحیح نہیں مانتے وہ روایات کی مخالفت کرتے ہیں

(۱۷) اپنے دل میں یہ عقیدہ رکھ کر اگر حدیث سے ثابت ہے تو انکار نہیں کرنا ہے

(۱۸) اگر حدیث سے ثابت نہیں تو اے عقل مند تو علم حدیث سے ناواقف ہے

(۱۹) مذہب شیعہ میں خاص اور عام لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام محمد ہے

(۲۰) لیکن ان کے والد کا نام چھپا دیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ امام عسکری کے بیٹے ہیں

(۲۱) کہتے ہیں کہ وہ صاحب الزماں ہیں اور مخلوق میں یہ لقب ظاہر ہے

(۲۲) شیعوں کا گمان غلط ہے ان کی زبانوں پر غلط بات ہے

(۲۳) امام عسکری کے بیٹے (مہدیؑ) نہیں ہے۔ سچے مذہب میں ایسی بات نہیں ہے

(۲۴) ان کی زندگی دو سال کی ثابت ہو چکی ہے تمام اقوال کے ذریعہ

(۲۵) اس (دو سال) کے بعد اس دنیا سے فنا ہو کر لامکان کے پڑوس میں چلے گئے

(۲۶) آخر زمانے میں جو مہدیؑ آنے والا ہے یقین سے جانو کہ وہ ان کے سوائے ہے

آٹھواں باب

گجرات کے عالموں کے سوالات اور اُن کے جواب

نقل ہے کہ جب حضرت سید محمد مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ السلام بڑلی میں اپنی مہدیت کا دعویٰ کیا تو اُس وقت نہایت وضاحت کے ساتھ اظہار فرمایا علماء و مشائخ عظام کو بہت کچھ رشک و عناد پیدا ہوا۔ اور مقابلے کیلئے تیار ہوگئے۔ کہ بحث میں حضرت مہدیؑ کو مغلوب کریں۔ نقل ہے کہ ایک روز چند بڑے بڑے علماء جو تمام علوم میں کامل مہارت اور ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ مُلاّ معین الدین پٹنی کو اپنے ساتھ لے کر شاہ رکن الدین مجذوب کے پاس اس غرض سے گئے کہ مجذوب صاحب اُن کو (حضرت) سید محمد جونپوری (مہدیِ موعودؑ) سے مباحثہ کرنے کا اشارہ کریں اور اجازت دیں۔ لیکن شاہ موصوف نے ان (علماء) کو دیکھا تو بہت غضبناک ہوئے اور قہر اور غصہ کی نظر سے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ حق سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو میری بات یقین کے ساتھ جان رکھو کہ اگر تم سید محمدؑ سے مقابلہ کروگے تو مقہور ہو جاؤگے۔ اور تم میں سے کوئی شخص اُس سید کے سامنے سر نہ اُٹھا سکے گا۔ اور فرمایا کہ دین کے تمام چوروں اور لٹیروں نے چوہوں کی طرح جمع ہو کر گوشت سے ایک ہار (؟) تیار کیا ہے لیکن ان چوہوں میں سے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اُس ہار کو بلی کی گردن میں ڈالے اور فرمایا کہ سید محمدؑ کا خنجر بہت تیز اور لمبا ہے نیچے سے اوپر تک پہنچ جائے گا۔ اور سب کو زیر و زبر کر دے گا اور ان کے پیٹوں کو پھاڑ ڈالے گا۔ پس پٹن کے تمام علماء شرمندہ ہو کر مُنھ لٹکائے ہوئے شاہ رکن الدینؒ کی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ نقل ہے کہ بڑلی کے مقام پر چند علمائے گجرات حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے آئے اور کئی سوالات کئے۔ حضرت مہدیِ موعودؑ نے اُن سب کو ٹھیک جواب دیا اور سب کو شرمندہ کر دیا۔

سوال ۱:۔ آپ اپنے آپ کو مہدی کہلواتے ہیں

جواب :۔ بندہ نہیں کہلواتا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے، دعویٰ کر۔

سوال ۲:۔ مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور آپ کے والد کا نام تو سید خان ہے؟

جواب :۔ خدائے تعالیٰ سے کہو سید خاں کے بیٹے کو تو نے کیوں مہدیِ موعودؑ بنایا؟ خدائے تعالیٰ قدر رکھنے والا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے یہ جواب اس لئے دیا کہ تمام عالم اور سب لوگ اس بات کو جانتے تھے کہ حضرت میراں علیہ السلام سید حسینی ہیں اور کسی کو اس معاملے میں کوئی سوال یا اعتراض نہ تھا۔ حضرت میراں علیہ السلام کے والد کا نام بھی جانتے تھے کہ سید عبداللہ ہے اور ان کے خطاب سے بھی واقف تھے کہ سید خان ہے۔ پس ان کی غلطی ہی تھی

کہ ایسا سوال کیا۔

سوال ۳:۔تمام لوگ مہدیؑ پر ایمان لائیں گے کوئی شخص اُن کا منکر نہو گا؟

جواب :۔مومن ایمان لائیں گے یا کافر؟ علماء نے جواب دیا کہ مومن۔ پس اُس وقت حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ مومن ایمان لائے اور اُنہوں نے اطاعت کی ہے۔

سوال ۴:۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاتَشَاؤنَ اِلَّااِنْ یَّشَاءَ اللّٰہ۔تم کوئی خواہش نہیں کر سکتے۔ جو کچھ چاہتا ہے اللہ ہی چاہتا ہے۔ پس بندے کی خواہش عین خدا کی خواہش ہے۔ یہ صحیح ہے، پس چاہیئے کہ جو کچھ بندہ چاہے وہی ہو جائے۔لیکن ایسا نہیں ہوتا جو کچھ بندہ چاہے وہ نہیں ہوتا؟

جواب :۔بندوں کے اقوال اور افعال خدائے تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ہوئے۔اسی طرح بندوں کے خیالات اور اُن کی آرزوئیں خدائے تعالیٰ کے ارادے اور مشیت کے بغیر نہیں ہوتے۔

سوال ۵:۔آپ ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتے ہیں؟

جواب :۔حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ولایت نبوت پر فضیلت رکھتی ہے۔علماء نے کہا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نبی کی ولایت، نبی کی نبوت پر فضیلت رکھتی ہے۔حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

سوال ۶:۔آپ ایمان کی زیادتی اور کمی کے قائل ہیں اور ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان میں زیادتی یا کمی نہیں ہوسکتی؟

جواب :۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں'' (سورۂ انفال آیت۔۲)۔امامِ اعظمؒ نے جو کچھ فرمایا ہے اپنے ایمان کی خبر دی ہے۔یعنی جب ایمان کمال کو پہنچ جاتا ہے تو زیادتی یا کمی کو قبول نہیں کرتا۔

سوال ۷:۔آپ کسب کو حرام کہتے ہیں؟

جواب :۔مومن کیلئے کسب حلال ہے مگر مومن بننا چاہیئے اور قرآن میں دیکھنا چاہیئے کہ مومن کون ہوتا ہے۔

سوال ۸:۔آپ علم پڑھنے سے منع فرماتے ہیں؟

جواب :۔میں حضرت رسول اللہؐ کے تابع ہوں جس کو حضرت رسولؐ نے منع نہ فرمایا ہو تو میں اُس کو کس طرح منع کروں گا۔لیکن یہ بندہ ذکر دوام کو خدا کے حکم اور کتاب اللہ کی رُو سے فرض کہتا ہے اور ہر وہ چیز جو ذکر میں رکاوٹ ڈالنے والی ہو منع ہے چاہے علم پڑھنا ہو چاہے کسب کرنا ہو چاہے لوگوں سے میل جول رکھنا ہو اور چاہے غذا کھانا، اور پانی پینا ہو، غرض کہ

غفلت اور غفلت لانے والی چیزیں سب کی سب حرام ہیں۔ پھر فرمایا کہ مومن کے لئے تعلیم اور کسب حلال ہے۔لیکن ایمان کی شرطوں کو قرآنِ شریف میں گہری نظر سے دیکھنا چاہیئے۔

سوال ۹:۔آپ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دنیا میں، جو فنا ہونے والی ہے دیکھنا چاہیئے؟

جواب :۔خدائے تعالیٰ فرمایا ہے اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو، وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور (صحیح) راستہ سے بہت دور جا پڑے گا۔(سورۂ بنی اسرائیل، آیت۔۷۲) عالموں نے کہا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ اس آیت کی مُراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کو آخرت میں دیکھیں گے۔فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ مطلق ہے اور میں بھی مطلق کہتا ہوں اور اہل سنت کے پاس بھی ناجائز اور ناممکن نہیں ہے۔ان کے کلام کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔

سوال ۱۰:۔آپ رحمت اور اُمید کی آیتیں کم بیان فرماتے ہیں اور خوف اور قہر کی آیتیں زیادہ بیان فرماتے ہیں۔قہر کا مضمون سننے سے خدا کے بندے نا اُمید ہو جاتے ہیں؟

جواب :۔رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تیرا بھائی تو وہ ہے جو تجھے (خدا اور رسول سے) ڈراتا ہے اور وہ شخص تیرا بھائی نہیں ہے جو تجھے غرور میں مبتلاء کرتا ہے۔

سوال ۱۱:۔آپ کسی مذہب (فقہ) کے پابند نہیں ہیں، مطلق قرآن سے جواب دیتے ہیں۔ہمیں قرآن سمجھ میں نہیں آتا۔کیونکہ ہم کو ابو حنیفہ کوفی کے مذہب کی پابندی کرنا ہے۔

جواب :۔میں کسی مذہب (فقہ) میں مقید نہیں ہوں۔میرا مذہب (فقہ) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمد رسول اللہؐ کی اتباع ہے۔اور پھر فرمایا جو شخص بھی امام اعظمؒ کے مذہب سے باہر ہو جائے اور آپؒ کے مذہب کے خلاف عمل کرے، آپ لوگ اس پر کیا حکم لگاتے ہیں؟۔پھر فرمایا۔مذہب (طریق) کے معنی امامِ اعظمؒ کی رفتار (ذاتی عمل) ہے نہ کہ آپؒ کا قول (اسی طرح) پیغمبر خداؐ کی اصلی سُنت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم ہے نہ کہ گفتار پیغمبر تمام معاملات شریعہ فقیہہ ہمارے پیغمبرؐ کے ارشادات ہیں اور امامِ اعظمؒ کا مذہب امام صاحب کا عمل ہے جو مشہور (ومعروف) ہے۔

سوال ۱۲:۔آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ مومن ہو جائیں؟

جواب :۔بندے نے اللہ کی کتاب (قرآن) کو پیش کیا ہے۔(حقیقت میں) یہ بندہ اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا اور (سچ تو یہ ہے کہ) میں کتاب اللہ کا تابع ہوں۔اور مخلوق کو توحید (خدا) اور عبادت کی طرف بُلاتا ہوں اور میں اسی کام کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوا ہوں۔(لیکن) عالموں کی مخالفت کا سبب کچھ معلوم نہیں ہوتا۔اگر اس بندے سے کوئی سہو اور غلطی ہوگئی ہو تو ان پر فرض ہے کہ اُس کا اظہار کریں۔اور مجھ سے متفق ہوں تا کہ خدا کی کتاب پر عمل کیا جائے۔اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں اگر تم جھگڑ پڑو کسی امر دین میں تو رُجو کرو اللہ کی طرف' اور جو شخص اللہ کی کتاب سے قدم باہر رکھے اُسے چاہیئے کہ توبہ کرے ورنہ وہ واجب القتل ہے۔

سوال ۱۳:۔ ہمیں آپ کی مہدیت میں شک وشبہہ ہوتا ہے کہ آپ سچے ہیں یا جھوٹے؟ ہم کس طرح آپ کو قبول کریں؟

جواب :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اُسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو بعض وہ باتیں تمہیں پہنچ کر رہیں گی جن کا وہ وعدہ کرتا ہے۔

سوال ۱۴:۔ ہم اپنے خدا سے ڈرتے ہیں کہ اگر آپ مہدیِ موعودؑ نہ ہوں اور ہم آپ کو قبول کرلیں تو خدائے تعالیٰ کے نافرمان ٹھیریں گے؟

جواب :۔ تم اُس شخص کی طرح جو جھوٹے مہدیؑ کو قبول کرنے میں فکر مند ہو جاتا ہے (متفکر و پریشان ہو جاتے ہیں) تو کیا میرے دل میں حق تعالیٰ کا خوف، تمہارے ڈر اور خوف کی طرح بھی نہ ہوگا کہ میں حقیقت میں مہدیؑ تو نہیں لیکن مہدیت کا اعلان کرتا ہوں۔ پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی۔ پس کون ہے زیادہ ظالم اُس شخص سے جو جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ یقیناً ظالم کامیاب نہ ہوں گے۔ (سورۂ انعام، آیت۔۲۱) اور پھر فرمایا۔ اگر تم میری مہدیت میں شک کرتے ہو لیکن خدا کی توحید میں تو شبہ نہ ہوگا، تو آؤ یادِ الٰہی میں، جو فرض ہے، مشغول ہو جائیں۔ میری مہدیت کا معاملہ تم پر مکشوف ہو جائے گا۔ پس بہت سے لوگ حضرت میراں علیہ السلام پر ایمان لائے اور بہت سے لوگوں نے منھ پھیر لیا۔

سوال ۱۵:۔ تمہارے لوگ اپنے پرانے اُستادوں اور پیروں سے پلٹ گئے ہیں بلکہ ان کے عیب بھی بیان کرتے ہیں؟

جواب :۔ ایک عورت کسی مرد کے نکاح میں آئی اُس شخص کو اُس عورت نے عِنّی پایا، پس شریعت میں اُس کی جدائی لازم ہے۔

اور خریدار (کسی چیز کو) خریدنے کے بعد اُس چیز میں کوئی خرابی دیکھتا ہے۔ بیچنے والے کو (وہ چیز) واپس کر دیتا ہے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ دینی اُمور، دنیاوی اُمور سے کم تر ہو جائیں گے۔

۶رشوال المکرّم ۱۴۱۲ھ م ۱۰راپریل ۱۹۹۲ء۔ یوم جمعہ ۹ ساعت صبح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سیرت حضرت سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ مہدیِ موعود علیہ السلام

الموسوم بہ

معارج الولایت

﴿حصہ دوم﴾

مولفہ

حضرت بندگی میاں سید محمودؒ نبیرۂ حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ

مترجم

(باہتمام)

دار الاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیر آباد حیدر آباد، دکن

شوال ۱۴۱۶ھ ہجری م مارچ ۱۹۹۶ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نواں باب

خراساں جانے کے ارادے سے امامِ انام علیہ السلام کے بڑلی سے روانہ ہونے کے بیان میں

اور بڑلی سے تہراڈ آنا، اور وہاں سے جالور، جیسلمیر، ناگور، نصرپور، کاہہ اور ٹھٹھ میں تشریف لانا۔ نقل ہے کہ جس زمانے میں حضرت امام سید محمد مہدی علیہ السلام بڑلی میں ڈیڑھ سال تمام مقیم تھے۔ اُسی زمانے میں آپؑ کی شہرت گجرات کے علاقے میں روز بروز بڑھتی گئی۔ اور وہاں کے بہت سے لوگ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے مصدق ہوگئے اور بہت سوں نے دنیا ترک کردی۔ آپ علیہ السلام کے کلام کے سامنے کسی کی بات نہیں چل سکتی تھی۔ اور کوئی عالم فاضل حضرت مہدی علیہ السلام سے بحث نہیں کرسکتا تھا۔ گجرات کے بہت سے اُمراء حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے مُرید ہوگئے۔ اس لئے وہاں کے عالموں اور سجّادوں نے گجرات کے بادشاہ، سلطان محمود بیگڑہ کو بہکا کر اخراج نامہ حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔

نقل ہے کہ اس اخراج نامہ کے آپ علیہ السلام کے پاس آنے سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کو حق تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ اے سید محمدؑ، اب خراساں کی طرف کوچ کرو کیونکہ وہاں کے علماء ہمارے علم کی داد دیں گے اور تمہارے علم کا مدّ عا وہاں ظاہر ہوگا۔ اور گجرات کے علماء تمہاری طرف توجہ نہیں کریں گے۔ اور تمہارے علم و بیاں کے منہاج تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے اپنی روانگی کے وقت ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ان عالموں اور حاکموں کا مُنہ دو باتوں کی وجہ سے کالا ہوجائے گا (ایک تو یہ کہ) اگر میں مہدی حقیقی ہوں تو اُن لوگوں نے کیوں مجھے قبول نہ کیا۔ اور اگر جھوٹا ہوں تو مجھے قید کیوں نہیں کیا۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام بڑلی سے دہلی جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور وہاں سے خراساں جانا چاہتے تھے لیکن خدائی حکم پہنچا کہ اے سید محمد اب نگر ٹھٹھ کی طرف روانہ ہو جاؤ کیونکہ یہ مقام ہمارے بندوں سے خالی ہے۔ اور دہلی میں ہمارے بندے (موجود) ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت علیہ السلام سندھ کی طرف روانہ ہوئے نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام بڑلی سے سندھ کی طرف روانہ ہوئے تو سفر کے دوراں تہراڈ میں منزل کی۔ اس جگہ ملتانی لوگ آپ علیہ السلام کے مصدق ہوگئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام تہراڈ سے روانہ ہوئے تو منزلیں طئے کرتے ہوئے چند روز کے بعد جالور پہنچ گئے اور وہاں چار مہینے تک اپنے دائمی طرز اور طریقۂ قدیم کے مطابق پند و نصیحت، وعظ و بیانِ قرآن اور اپنے دعوے

مہدیت کی وضاحت کی کوشش فرماتے رہے وہاں کے بھی بہت سے لوگ مہدیِ موعود علیہ السلام کے مصدق ہو گئے۔اور جالور کا حاکم کہ جس کا نام مبارک الملک ملک عثمان المخاطب جمدۃ الملک اور بقول دیگر ملک خانجی عرف زُبدۃ الملک تھا، اپنے بڑے لشکر اور اُس دل پذیر علاقے کی رعایا کے ساتھ اُس قبلۂ صغیر و کبیر مرجع برنا و پیر، مرشدِ دستگیر، روشن ضمیر بے نظیر مہدیٔ جہاں یعنے حضرت سید محمد مہدیِ موعودؑ کا مصدق ہوگیا۔نقل ہے کہ جالور ہی میں، بیان کے دوران ایک شخص نے حضرت مہدیؑ سے پوچھا کہ میرے چند موتی کچھ دن ہوئے کہ گھر میں سے گُم ہو گئے ہیں۔اُن کو بہت کچھ ڈھونڈا لیکن مجھے نہیں ملے۔اب حضرت میراں علیہ السلام بتادیں کہ میرے موتی کہاں ہیں؟ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا، تیرے موتی جل جائیں کہ تو خدائی احکام اور ارشادات کے بیان، معانی قرآن کی توضیح کے وقت، ایک نامعقول بات زبان پر لایا۔کچھ تو خدائی باتیں مجھ سے سُن مختصر یہ کہ جب وہ شخص اپنے گھر گیا تو موتیوں اور گھر کے دوسرے سامان کو جلا ہوا پایا۔نقل ہے کہ جالور میں ایک روز بندگی میاں دلاورؓ حضرت میراں علیہ السلام کو وضو کرا رہے تھے۔اُس وقت حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ ریشِ مبارک سے پانی کے جو قطرے زمین پر گر رہے ہیں اُن میں سے ہر قطرہ یہ ندا دیتا ہے کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہیں۔فرمایا بندہ جس جگہ جاتا ہے تو ساری کائینات بلکہ ہر ذرّہ یہی آواز لگاتا ہے لیکن سماعتِ حقیقی ہونی چاہیئے جیسے کہ حق تعالیٰ نے تم کو ایسی سماعت عطا کی ہے۔نقل ہے کہ ایک روز بندگی میاں شاہ نظامؓ جالور میں حضرت میراں علیہ السلام کو وضو کروا رہے تھے۔ اس دوران میں عرض کیا صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ مہدی آخرالزماں سوکھے ہوئے پودوں (درختوں) کو سرسبز اور تازہ کردیں گے۔پس اُسی وقت حضرت میراں علیہ السلام نے خشک مسواک زمین کے اندر گاڑ دی۔اُسی وقت (وہ) زبردست درخت ہوگئی۔ڈالیاں اور پھول نکل آئے۔اور جب زمین سے اُسے اوپر کھینچ لیا تب وہی مسواک بن گئی۔اس کے بعد حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بازیگروں کا کام ہے۔اور اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کے دلوں میں عشق (الٰہی) کے شجر سوکھ چکے ہیں۔اُن کو مہدیِ موعودؑ دوبارہ سرسبز کریں گے۔

نقل ہے کہ جالور میں میاں شیخ محمد کبیرؓ، میاں یوسفؓ، میاں عبداللہؓ، میاں جمالؓ، میاں کمالؓ ترکِ دنیا کر کے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔

نقل ہے جالور میں ایک موتراش (یعنی حجام) تھے جن کا نام مزیّن تھا۔اُن کو دیکھ کر حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا ''تم خواجہ زادے ہو'' عرض کیا بندہ ''مزیّن'' آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سید حسینی ہو۔عرض کیا۔درست ہے لیکن جب ہمارے آباء نے یہ پیشہ اختیار کیا تو انہوں نے اپنی سیادت کو چھپا دیا۔

نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام حکمِ خدا سے جالور سے روانہ ہوئے تو چند کوس آگے بڑھ گئے۔بندگی میاں سید

خوندمیرؓ حاجت بشری کے لئے گئے تھے۔تھوڑی سی دیر ہوگئی۔اس دوران میں حضرت میراں علیہ السلام کے یاروں اور اُس پیر پیراں کے مہاجروں کا کارواں آگے بڑھ گیا۔اسی سبب سے حضرت میراں علیہ السلام کے مہاجروں میں سے اور تین حضرات بھی پیچھے رہ گئے۔اور وہ لوگ بھی صدیقِ مہدیؑ کے ساتھ ہوگئے۔(اور سب نے) حضرت میراں علیہ السلام کے قافلہ کا راستہ اختیار کیا جب دو تین روز گذر گئے تو بھوکے ہوگئے یکا یک ایک شخص موٹا تازہ بکرا لایا اور ان حضرات کے سپرد کیا اور انہوں نے ایک درخت کے نیچے نمک سے بھرا ہوا برتن پایا۔اچانک ایک درخت کو جلتا ہوا دیکھا۔پس ان حضرات نے اس بکرے کو ذبح کیا اور اُس کے گوشت کو نمک مل کر بھونا اور چاروں نے مِل کر کھایا۔اور سیر ہوگئے۔اور جب وہاں سے روانہ ہوئے تو درخت پتھر، گھانس اور مٹی کے ڈھیلوں سے تک آواز سنتے تھے کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہے یہ اللہ کا خلیفہ ہے۔پس اُس خوشخبری دینے والی آواز کی رہبری اور اشارے سے حضرت علیہ السلام کے کاروان کو پہنچ گئے نقل ہے کہ جو گھانس (راستہ چلنے میں) حضرت میراں علیہ السلام کے مبارک پاؤں کے نیچے روندی جاتی تو اُس گھانس سے بلکہ ہر پتے اور گھانس سے یہ آواز آتی تھی اور وہی آواز راستہ بھٹکنے والوں کو راستے کا نشاں بتاتی تھی۔اور بہت سے لوگ اس آواز کے ذریعہ سے منزلِ مقصود کو پہنچے۔نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام جالور سے جیسلمیر پہنچے تو یارانِ مہدیؑ سے ایک نے عرض کیا۔یہ ملک ہندو کی حکومت میں ہے۔اور یہ لوگ گائے کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور اس ملک کا قانون ہے کہ بیل وغیرہ کو ذبح نہیں کرتے اور اس وقت ہمارا بیل مرنے کے قریب ہوگیا ہے اگر تھوڑی سی بھی دیر ہوجائے تو مُردار ہوجاتا ہے جب حضرت میراں علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو فرمایا کہ جلدی اس کو ذبح کرڈالو اور پھر فرمایا کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر کو دیکھتے تھے کافر بھاگ جاتے تھے۔اور آنحضرتؐ کی مبارک نظر کی تاب نہ لاسکتے تھے۔یہ بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔اس وقت مجھے بھی حق تعالیٰ کا فرمان ہورہا ہے کہ اے سید محمد تیری نظر سے بھی کافر بھاگ جائیں گے۔مختصر یہ کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نے اپنے یاروں کو بقر کے ذبح کا حکم دے دیا تب بھی یہ لوگ جرأت نہ کرسکے لیکن بندگی میاں عبدالمجید فوراً اونٹ سے نیچے اُتر گئے اور گاؤ کو ذبح کرڈالا۔اور سب اُس کی کھال نکالنے میں مشغول ہوگئے۔اور جب کھال نکالی جاچکی تو گوشت آپس میں بانٹنے لگے۔جب وہاں کے ہندوؤں نے یہ واقعہ دیکھا تو بہت سے لوگ اُس شہر کے راجہ کے دربار کو گئے اور یہاں کے واقعہ کو راجہ کے سامنے پیش کیا۔اور راجہ جو بہت عقلمند، ہوشیار اور تجربہ کار تھا اُس نے اپنے دل میں سونچا اور اس معاملہ میں اپنے دل سے فتویٰ مانگا۔آخر میں اُس کو یہی حکم ملا کہ جب تک اِن لوگوں کے حالات سے واقف نہ ہوجاؤں اور ان کے واقعات کی تحقیق نہ کرلوں جنگ کا حکم نہ دوں گا۔پس وہاں کا راجہ چند درباریوں کو لے کر حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے آیا اور جب حضرت علیہ السلام کا بیان سُنا تو دل وجان سے مطیع ومعتقدِ حضرت میراں

علیہ السلام ہوگیا۔ اور حضرت علیہ السلام کی تصدیق بھی کی اور بولا ''جس نے اس گائے کو پیدا کیا تھا، اُسی نے اسے ذبح کیا ہے (گردن کاٹی ہے)'' اُسی وقت راجہ اور اُس کے لوگ حضرت میراں علیہ السلام کے قدموں پر سَر رکھنے لگے اور پابوسی کر کے چلے گئے۔ اور راجہ کی ماں بھی نہایت عقیدت اور خلوص سے پیش آئی۔ بعض لوگ اس روایت کو مقامِ ٹھٹھ سے متعلق کرتے ہیں۔ وہاں کے حاکم نے، کفار کے بہکانے سے، جو اُسکے رشتہ ار تھے، شروع میں فتنہ وفساد پر کمر باندھی۔ اس کی کیفیت اُسی مقام پر مذکور ہوگی۔ انشاءاللہ المتعان۔

نقل ہے کہ جالور میں حضرت میراں علیہ السلام ایک نہر پر جس کا پانی ندی سے آتا تھا، وضو کر رہے تھے اور وہی وقت گایوں اور چارپایوں کے پانی پینے کا تھا یکایک وہ جانور وہاں آگئے اور پانی پینا چاہا۔ اس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے اپنی چشمِ مبارک سے اِشارہ کیا۔ پس تمام جانور اپنی جگہ پر ٹھہر گئے اور آگے بڑھ نہ سکے۔

نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام جیسلمیر میں چار یا پانچ روز قیام فرما کے ناگور تشریف لائے۔ نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام ناگور آئے تو وہاں کے حاکم میاں ملک جی اور بہت سے لوگ تصدیقِ حضرت میراں علیہ السلام سے مشرف ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں انہوں نے نہروالہ عشق حوالہ میں تصدیق کی ہے۔ مگر زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ناگور میں مصدق ہوئے ہیں۔ آپ کا ذکر آپ کے حالات میں آئے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ثقہ راویوں کے بیان سے ثابت ہے کہ جب ناگور میں امام آخرالزماںؑ کے وعظ و بیان کا خوب چرچا ہوا تو اُس وقت اس شہر کے حاکم میاں ملک جی مغلوں کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، عالموں وغیرہ کی جماعت کے ساتھ حضرت سید محمد جونپوری کی مہدیت کے معاملے کی تحقیق کی غرض سے تشریف لائے۔ جب اپنے گھوڑے سے نیچے آئے، حضرت میراں علیہ السلام کے پائے مبارک پر گر پڑے۔ پس حضرت میراں علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ آیئے آیئے لاہوت کے شہزادے پس وہ حضرت میراں علیہ السلام کے مرید ہوگئے اور دنیا ترک کر کے حضرت علیہ السلام کے ہمراہ ہوگئے اور آپؑ کی وجہ سے وہاں کے بہت سے لوگ میراں علیہ السلام کے دعوے کے مصدق ہوگئے۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے ناگور میں عصر و مغرب کے درمیان جو حضرت میراں کے بیان و وعظ کا وقت تھا، فارسی زبان میں فرمایا کہ ھاجروا ہو چکا اور اُخرجوا مِن دیارِھم بھی ہو چکا اور اُوذوا فی سبیلی بھی ہو چکا، اور قاتلوا وقتلوا باقی ہے انشاءاللہ وہ بھی ہوجائے گا اور بندہ اُس پر مامور نہیں ہے۔ لیکن یہ کام ہمارے ایک رفیق کے ذریعہ تکمیل پائے گا۔ اس نقل کی تفصیل ذکر شریف سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ میں آئے گی۔ نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نے ناگور سے کوچ کیا تو سانبر کو عبور کیا اور راستہ کے درمیان ایک واقعہ پیش آیا، وہاں سانپ بہت تھے اور اُن میں سے ایک بڑے سانپ نے حضرت میراں علیہ السلام کے کاروان کو گھیر لیا اور حضرت علیہ السلام کے بعض

اصحابؓ رات کے آخری پہر میں اُٹھے اور وضو کرنے پانی تلاش کیا۔ جہاں گئے حصار کے اندر ہی رہے۔ (حصار نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا) اُس حصار سے باہر نہ آسکے۔ پس اُن سب اصحابؓ نے اپنا ماجرا حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا۔ اِرشاد فرمایا۔ اس سانپ سے خدا نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم مہدیِ موعودؑ کو تجھے دکھلائیں گے۔ پس وہ سانپ اس بندے کو دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ اُس کے سامنے نہ جاؤ کہ وہ ڈس لے گا۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کو زخمی کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت میراں علیہ السلام نے اُس کے سامنے جا کر اپنا پاک لعابِ دہن ڈالا۔ پوری تعظیم کے ساتھ اُس سانپ نے حضرت علیہ السلام کے لعاب کو کھالیا اور سر جھکا کر چلا گیا۔ اس وقت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سانپ مسلمان ہو کر گیا ہے۔ اور یہ نقل بھی ہے کہ جس جگہ حضرت مہدیِ موعودؑ اُترتے تو دائرۂ عالیہ کے اطراف تانبہ کا ایک حصار تیار ہو جاتا تھا چنانچہ ایک روز میاں حیدر مہاجرؓ اپنے جانور کی تلاش میں اپنے دائرے کے باہر گئے۔ اور جہاں کہیں گئے اپنے اطراف تانبہ کا ایک حصار دیکھا۔ جب حضرت مہدیِ موعودؑ سے اپنے اس واقعہ کا ذکر کیا تو فرمایا۔ تم خدا کی یاد میں لگے رہو تمہاری سواری ہرگز گُم نہ ہوگی۔ میں جہاں کہیں مقام کرتا ہوں میرے دائرے کے اطراف تانبہ کا ایک حصار بن جاتا ہے۔ اور بندے کے آنے سے پہلے ہی بارش ہو جاتی ہے۔ اور تمام کنوئیں اور گڑھے وغیرہ پانی سے بھر جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام ناگور سے روانہ ہوئے تو نصر پور علاقہ سندھ پہنچے وہاں چند روز قیام فرمایا۔ اور حضرت علیہ السلام کے حکم سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ، بندگی میاں نعمتؓ اور بندگی میاں عبدالمجیدؓ و بندگی میاں شیخ کبیرؓ و بندگی میاں یوسفؓ اپنے متعلقین کو لانے کے لئے گجرات گئے اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو اُس زمانے میں کوئی اہل وعیال نہ تھے لیکن حضرت میراں علیہ السلام کے حکم سے گئے۔ اس کا مقصد ہی کچھ اور تھا۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نصر پور سے کاہہ تشریف لائے تو اس شہر میں حضرت میراں علیہ السلام کے مہاجروںؓ میں سے ۸۴ حضرات انتہائی فقر اور شدّت کی فاقہ کشی سے اس دنیائے فانی سے گزر گئے۔ اسی جگہ چند لوگ اور شکر خاتون اور قاضی خان حضرت مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ السلام کو اطلاع دیئے بغیر آپؑ کی صحبت سے جدا ہو گئے۔ اور مہدیِ موعود علیہ السلام وہاں سے ٹھٹھ کی جانب روانہ ہوئے۔ نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام کاہہ پہنچے تو وہاں قیام فرمانے کا ارادہ کرلیا۔ اسی اثناء میں حضرت مہدی علیہ السلام کے جانور ایک کھیت میں گئے۔ وہاں کے کسانوں نے یہ خبر اُس مقام کے حاکم مسمی اشرف خاں کو پہنچائی۔ وہ فوراً حضرت مہدیِ موعودؑ کی خدمت میں آیا اور حضرت سید محمد کی مہدیت کے مسئلہ کی تحقیق کر کے آپؑ کا مصدق ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ ناگور میں واقع ہوا ہے۔ اور میاں ملک جیؓ اور وہاں کے دوسرے لوگوں کی تصدیق کا سبب یہی واقعہ ہوا ہے۔ اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نے کاہہ

چھوڑا اور ٹھٹھ کا راستہ اختیار کیا تو راستے میں کچھ دیر ایک کھیت میں ٹھیر گئے اور اپنے جانوروں کو ٹھیرا دیا۔ اُن کھیتوں کے تمام کسانوں اور کاشتکاروں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضرت مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ السلام کے کاروان کے بیلوں، اونٹوں اور دوسرے جانوروں نے کھیتوں کو نقصان پہنچا دیا ہے اور کھیتی کو ناقص و ابتر کر دیا ہے۔ پس وہاں کے حاکم نے یہ خبر سُنی اور حضرت مہدی آخر الزماںؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کیا کہ نبیؐ کی حدیثوں میں مہدیِ موعودؑ کے اوصاف ایسے آئے ہیں کہ اُن کے زمانے میں زمین وعدل وانصاف سے بھر جائے گی اور کوئی طاقتور اپنے ماتحت لوگوں پر حملہ اور یورش نہیں کرے گا۔ اس پیشوائے عالم، مہدیؑ محترم کے زمانے میں شیر اور بکری ایک جگہ پانی پیئں گے۔ لیکن یہاں تو صحیح حدیثوں کے خلاف واقعہ ہو چکا ہے کہ آپؑ کے جانور غریبوں کا مال برباد کر رہے ہیں۔ اور کھیتیوں میں بلا اجازت (گھانس وغیرہ) کھا رہے ہیں۔ پس اُسی وقت دینِ متین کے اُس حامی اور خیر المرسلین کے موعود علیہ السلام نے مبارک زبان سے فرمایا کہ دیکھئے اور اس بات کی جانچ کیجئے اگر تمہارے کھیتوں کو نقصان پہنچا ہے تو وہ نقصان میرے ذمّے ہے۔ جب اُس حاکم نے یہ ماجرا سُنا اور تحقیق اس معاملے کی کی تو اُس کو معلوم ہوا کہ کسی کھیت کو بھی نقصان نہیں پہنچا ہے اور حضرت علیہ السلام کے تمام جانوروں نے کسی پتّے اور گھانس کو منہ تک نہیں لگایا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے منہ بندھے ہوئے ہیں۔ پس وہ حاکم اور وہاں کے بہت سے رہنے والوں نے حضرت مہدیِ موعود آخر الزماںؑ کی تصدیق کر لی۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کاہہ سے ملک سندھ کے پائے تخت ٹھٹھ تشریف لائے تو اس شہر میں بھی حضرت امامِ مہدی آخر الزماںؑ کے دعویٰ کا بہت کچھ غلغلہ ہوا اور یہاں بھکّر کے حاکم مرزا شاہسن مصدقِ مہدیؑ ہو گئے۔ اور ایک روایت ہے کہ بھکّر کا حاکم ہندو تھا اور جب مسلمان اور مصدق ہوا تو اُس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور دریا خان اور اُس کا بیٹا احمد خان، جو بادشاہ سندھ کے بہت قابلِ اعتماد وزیر تھے۔ حضرت مہدیِ موعودؑ کے مرید ہو گئے۔

نقل ہے کہ سندھ کے چند علماء مباحثہ کے اِرادے سے حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئے۔ اِس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے آیتِ کریمہ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ الخ (جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور زیادہ گمراہ ہوگا) کا بیان فرمایا اور وہ لوگ اس بیان کے موقعہ پر موجود تھے خاموش رہ گئے۔ اور کوئی بھی حضرتؑ سے بحث نہ کر سکا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دیدارِ خدا کا، صرف آپؑ کا دعویٰ ہی ہے یا آپؑ کے اصحابؓ میں سے کوئی اس کی گواہی بھی دے گا۔ حضرت مہدیِ موعودؑ نے بندگی میاں نظامؓ اور بندگی میاں دلاورؓ کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ حضرات دیدار کی گواہی دینے کے لئے مستعد اور آمادہ ہو گئے اور بندگی میاں نظامؓ نے عرض کیا کہ حضرت کے صدقہ سے چشم سر سے دیدارِ خدا کی گواہی دوں گا۔ اور حضرت بندگی میاں دلاورؓ نے عرض کیا کہ میں بھی حضرت مہدیِ موعودؑ کے طفیل سے گواہی دوں

گا لیکن قاضی قبول نہ کرے گا۔فرمایا، وہ قبول کرے یا نہ کرے گواہ کا کام گواہی دینا ہے۔پس جب یہ خبر سندھ کے علماء اور قاضی کو پہنچی تو وہ سب جمع ہوئے اوراس بات پر اتفاق کیا کہ مصلحت اور ہماری تجویز یہ ہے کہ ہم سید محمد کے پاس نہ جائیں۔ اگر ہم اُن کی مجلس میں جائیں گے تو وہ لوگ دیدارِ خدا کی گواہی دیں گے آخر کار وہ لوگ وہاں کے بادشاہ کے پاس جا کر عرض کرنے لگے کہ یہ ہندی سید جو ملک سندھ میں آیا ہے اپنی زبان پر ناممکن باتیں لاتا ہے اورعوام کو فریب دیتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس جونپوری سید اوراُس کے اصحاب کو قتل کرڈالئے تا کہ فتنہ بیٹھ جائے۔(ختم ہوجائے)لیکن وہاں کے بادشاہ نے اس بات کو منظور نہ کیا اور کہا کہ وہ ولی کامل،سید فاضل اور عالم باعمل ہے۔نقل ہے کہ جس زمانے میں علماء اور مشائخ اس حق پرست جماعت کے قتل پر آمادہ ہوچکے تھے اور وہ اس علاقہ کے بادشاہ کے پاس گئے تو سارے شہر میں بات پھیل گئی کہ اب سیدوں کی یہ جماعت قتل کردی جائے گی۔اور جب حضرت مہدیِ موعود آخرالزماںؑ نے یہ خبر سُنی تو اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ اس دائرے کے اطراف گھیراڈال دیجئے اور کانٹے والے درختوں کی باڑ لگا دیجئے۔حضرت علیہ السلام کے بعض اصحابؓ نے عرض کیا کہ اس کانٹے والی باڑ سے دائرہ کس طرح محفوظ رہے گا۔ارشاد فرمایا کہ جس طرح حضرت رسول اللہ علیہ السلام نے مدینہ کے اطراف خندق کھدائی تھی اور حق کے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہے تھے۔اسی طرح اس حصار سے میرے دائرے کی حفاظت ہوگی۔پھر ارشاد فرمایا کہ ایک اہلِ دل کی برکت سے ہزاروں لوگ ہنگاموں،فساد مصیبتوں اور زمانے کی آزمائشوں سے محفوظ رہتے ہیں۔اور(ہماری)اس جماعت میں بہت سے اہلِ دل ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہاں سب کے سب اہلِ دل ہیں۔ان پر کوئی شخص سختی نہ کرسکے گا۔آخر کار حضرت میراں علیہ السلام کے اسی فرمان کی وجہ سے وہاں کے عالموں اور مشائخ نے اپنا ارادہ تبدیل کردیا اور بادشاہ بھی ان کے کہنے پر جوش وخروش میں نہیں آیا۔اورزیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام بھکّر جو ٹھٹھ کے قریب ہے پہنچے تو راستہ میں ایک لنگڑی گائے زمین پر گر پڑی تھی اور اس ملک کا دستور یہ تھا کہ جو گائے کو مارتا تھا،قتل کردیا جاتا تھا۔لیکن اُسی وقت حضرت میراں علیہ السلام کو حکم سبحانی یہ پہونچا کہ اس گائے کو ذبح کرو،اس کام کی وجہ سے اس ملک کا حاکم مسلمان ہوجائے گا پس حضرت میراں علیہ السلام کے حکم سے بندگی میاں عبدالمجیدؓ نے کُند چُھرے کو تیز کیا اور گائے کو ذبح کرڈالا۔اور حضرت مہدیِ موعودؑ اس روز اُسی مقام پر ٹھیر گئے۔ اور فرمایا گائے کے گوشت کی سویت کرو۔پس جب وہ گوشت سب کو برابر،برابر حصہ کے طور پر مل گیا تو سب نے گائے کا گوشت پکایا اور جب یہ خبر اس شہر کے حاکم کو پہنچی تو اس کے بعد وہ راجہ جوش اور غصّے میں آیا کہ اس ملک کی عادت اور ہمارا قانون ٹوٹ گیا۔لیکن وہ راجہ نہایت عقلمند اور سمجھدار بھی تھا۔اُس نے اپنی ماں سے مشورہ کیا۔اُس نے کہا۔یہ معاملہ دو حال سے کالی نہیں۔یا اس واقعہ میں شوکتِ سلطانی اور طنطنۂ خاقانی داخل ہے یا(ایسا کرنے والا)وہ شخص کرامت اور ولایت کا

مالک ہے بس اس کام میں بڑی تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ شرمندگی کا باعث ہوگی۔ اس کام (کی تحقیق کی) تدبیر یہی ہے کہ اس کام کا غور سے مطالعہ کریں۔ پس وہاں کا راجہ شاہانہ شوکت اور بادشاہی کروفر کے ساتھ حضرت مہدیِ موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کے اصحابؓ سے پوچھا کہ ایسا غلط کام کیوں کیا کہ گائے کو ذبح کرڈالا اور ہمارے قدیم قانون کو توڑ ڈالا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ کام ولایت کے مالک حضرت مہدی آخرالزماںؑ کے حکم سے کیا۔ اُس نے پوچھا کہ مہدی علیہ السلام کہاں ہیں۔ پس یہ حضرات راجہ کو حضرت کی خدمت میں لائے۔

اور جب وہ راجہ حضرت مہدی علیہ السلام کے روبرو ہوا تو آپؑ کی نظروں کی تاب نہ لاسکا اور بے ہوش ہوگیا اور اُس کے لوگوں میں سے بھی بعض بے ہوش ہوگئے اور بعض حیران رہ گئے۔ اور کچھ دیر کے بعد اس راجہ کو ہوش آیا تو حضرت میراں علیہ السلام نے قرآن شریف کی یہ آیت بیان فرمائی۔ (ترجمہ) اور آسمان اور زمین میں وہی (ایک) خدا ہے (جو) تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔ (سورۂ انعام تیسری آیت) اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا ہے نہ اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے۔ (آیت الکرسی)۔ اُسی مقام پر تین دن تک ٹھیر گیا۔ اور تین روز تک حضرتؑ کی مہمانی کی۔ اور آخر کار وہ راجہ جو حق کا طالب تھا، دنیا ترک کر کے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوگیا۔ اور اس راجہ کا نام عبداللہ رکھا گیا اور میاں عبداللہ بھکّری کے نام سے یہی راجہ مشہور ہوا ہے۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدی موعودؑ نے بھکّری سے ٹھٹھ جانا چاہا تو آپؑ کشتی میں بیٹھ گئے۔ اس کشتی کے ملاح، بھکّر کی حکومت کے بعض کارپردازوں کے بہکانے سے راستہ کے بیچ سے پلٹ گئے۔ ان کا منشاء یہ تھا کہ حضرت میراںؑ کو آپؑ کے اصحابؓ ومہاجرینؓ کے ساتھ، اُس بڑے دریا میں غرق کردیں، لیکن رب العباد کے حکم سے ہوا پوری تیزی سے چلنے لگی، کہ ذراسی دیر میں حضرت مہدیِ موعودؑ اور آپؑ کے تمام اصحابؓ سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئے۔ جب سندھیوں نے یہ کرامت (معجزہ) دیکھی تو بہت سے لوگ مصدقِ مہدیؑ ہوگئے۔ اور بعض لوگ (راوی) کہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام ابھی ٹھٹھ بھی نہ پہنچے تھے کہ درمیانِ راہ میاں عبدالمجیدؓ نے گائے کو ذبح کرڈالا اور جب وہاں کے ہندوؤں نے یہ واقعہ دیکھا تو جام ننداکے روبرو، جو وہاں کا حاکم تھا، فریاد کی کہ سید ہندی نے گائے کو کاٹ ڈالا ہے اور ہمارے قانون کو توڑ ڈالا ہے۔ اُس منحوس حاکم نے ہندوؤں کے بہکانے سے حکم دیا کہ ان لوگوں کی تنبیہ کرو۔ لیکن جب یہ کیفیت دریا خاں نے سُنی جو بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا عرض کیا کہ اس کام میں کچھ تامّل کرنا چاہیئے اور سادات کے قتل کا حکم نہ دینا چاہیئے۔ یہ کام بہت قابلِ غور اور لائق تامل وتاخیر ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ یہ حضرات اہلِ حال اور اصحابِ کمال ہیں یا مجانین سے ہیں۔ مختصر یہ کہ دریا خاں نے جام ننداکے حکم سے ایک بڑا لشکر اور تلوار چلانے والوں کی جماعت کے ساتھ

حضرت مہدیِ موعودؑ کی مجلس میں جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی خان مذکور اس جگہ تک پہنچا بھی نہ تھا کہ حضرت مہدیِ موعودؑ گھوڑے پر سوار ہوکر اور دوشِ مبارک پر تلوار رکھ کر چند قدم اُس کے سامنے گئے۔ جب دریا خاں حضرت مہدی مراد اللہؑ کے مقابل ہوا تو گھوڑے سے اُتر پڑا اور مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا اور اُسی وقت حضرت میراں علیہ السلام بھی گھوڑے سے اُتر گئے اور اس سچے طالب کو اپنا مرید کیا اور اس کے بعد دریا خان جام نندا کے پاس جاکر جو کچھ اُس نے دیکھا تھا بیان کیا، یہ ذات خجستہ صفات افضلِ موجودات، ہادئ زماں پیشوائے انس وجاں، مہدیِ آخر الزماںؑ ہے اگر آپ اس سید حسینی کی دعوت کو قبول نہ بھی کریں تو ان کی سیادت میں آپ کو کیا کلام ہے۔ اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی فضیلت جملہ اُمم کو تسلیم ہے۔ بلکہ ان کی محبت واجب ہے۔ پس کیوں ان کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ الغرض دریا خاں نے بڑی عقیدت اور بے حد محبت کے ساتھ تین روز تک حضرتؑ کی مہمانی کی اور اس سے بڑھ کر حضرت مہدیِ موعودؑ نے قبول نہ فرمائی۔ کیونکہ حضرت خاتم الرسلؐ کی سُنت اسی قدر ہے (یعنی تین روز کی مہمانی) پس جام نندا نے قاضی علی کو حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ میرے ملک سے باہر چلے جائیے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس طرح تم اپنے بادشاہ کے حکم کے تابع ہو اسی طرح ہم بھی اپنے بادشاہ کے فرمانبردار ہیں۔ اس بندے کا قیام اور سفر پروردگار کے حکم کے بغیر نہیں اُس وقت قاضی موصوف نے عرض کیا کہ ہمارے بادشاہ اُولوالامر ہے اور اولوالامر کی اطاعت سب پر لازم ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس بادشاہ میں اولوالامر کی شرطیں ثابت کردو گے تو مجھے بھی اُس کی اطاعت کرنے میں کوئی عذر وحیلہ نہ رہے گا۔ قاضی نے عرض کیا اولوالامر کی شرطیں کیا ہوتی ہیں۔ آپؑ نے سوال کیا کہ بادشاہ انصاف پسند یا ظالم۔ شریعتِ مصطفےٰ ﷺ کے تابع ہے یا اپنی خواہش کا فرماں بردار ہے۔ عرض کیا کہ اس بادشاہ میں انصاف کی بو تک نہیں ہے۔ اور اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہے بلکہ کافروں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو کفر پر قائم رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اُس کو تم اولوالامر کیوں کہتے ہو۔ اُس نے کہا اگر کوئی اپنی زمین میں کسی کو رہنے نہ دے تو اُس کو اِس کا اختیار ہے کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا۔ آپؑ نے فرمایا سندھ اور گجرات اور تمام ممالک بادشاہوں کے قبضے اور تصرف میں ہیں۔ بادشاہ گجرات کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ یہ میری زمین ہے۔ اور بادشاہ سندھ کہتا ہے کہ اس زمین کا مالک میں ہوں۔ اسی طرح تمام بادشاہوں کا ایسا ہی دعویٰ ہے۔ اس لئے مجھے تھوڑی زمین ایسی بتایئے جو بادشاہوں کے تصرف سے خالی ہو اور صرف خدا کی (ملکیت) ہو تا کہ بندگانِ خدا وہاں اپنی زندگی بسر کریں۔ اور حق کی طرف مشغول رہیں۔ اس کے بعد قاضی نے کہا کہ کیا آپ کسی کی دستار بزور لے لینا چاہتے ہیں۔ اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے قاضی کے سر سے دستار اُتار لی اور فرمایا۔ دستار لے لینا اس کو کہتے ہیں اور میں نے اب تک ایسا کا نہیں کیا ہے اور حق تعالیٰ کے حکم کا تابع ہوں۔ اسکے بعد فرمایا تم بادشاہ سے کہہ دو کہ اپنے تمام نوکر چاکر شان وشوکت، فوج وسپاہ کے ساتھ

آجائے۔انشاء اللہ تعالیٰ بندہ کو فتح ونصر ہوگی۔اور یہ شہر میرے قبضہ میں آجائے گا۔نقل ہے کہ ایک روز جام نندا نے انتہائی عداوت سے تاجروں کو یہ تاکید کردی اِس سید ہندی کی قوم کو کوئی تاجر اور دوکاندار غلّہ وغیرہ نہ دے۔اُس وقت اصحاب و مہاجرین رضی اللہ عنہم نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ تاجروں کو آج اس اَمر کی ممانعت کردی گئی ہے۔یعنی یہ لوگ غلّہ نہ دیں گے لیکن حضرت مہدیؑ کے حکم سے آپؑ کے اصحابؓ دوکان سے غلّہ وغیرہ لائے اور اُس کی قیمت میاں مسکینؓ اور میاں طیبؓ کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیج دی۔اور کہلایا کہ ہم تابع شریعت محمدیؐ ہیں غلّہ وغیرہ تول کر اُن کی مناسب قیمت بھیجی ہے اُس دوکان کا مالک حکومت کے خوف سے ہمارے ہاتھ سے اُن چیزوں کی قیمت نہیں لیتا ہے اسی لئے تمہارے پاس بھجوائی گئی تاکہ ان لوگوں کو دے دیجئے۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ اُس مقام پر کچھ مدت تک مقیم رہے ایاز یا دلشاد نے جو اس بادشاہ کے غلاموں میں تھا، بادشاہ کے حکم سے حضرت ولایت پناہؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ فلاں ایک باغ ہے دلکشا، جس کی فضاء راحت افزا ہے حضرت مہدیِ موعودؑ وہاں تشریف لے جاکر ٹھیریں پس حضرت مہدی علیہ السلام وہاں جانے کے لئے رضا مند ہوگئے اور کشتی میں سوار ہوگئے۔اور جام نندا کے حکم سے ملاح کشتی کو غرق کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور اس کام کی بہت کوشش بھی کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے۔جب حضرت مہدیِ موعودؑ نے اُس ندی کو پار کیا تو اس باغ میں گئے اور حکم دیا کہ اس باغ کی دیواروں کو منہدم کردو اور اس باغ کے چند بڑے بڑے درختوں کو کاٹ دو۔جب یہ کام ہوچکا تو اپنے مستقر (ٹھکانے) پر آگئے اور خندق کھودنے کا حکم دیا۔نقل ہے کہ اُس وقت بندگی ملک گوہرؓ جو بادشاہ بنگالہ کے فراش خانہ کے داروغہ تھے۔ایک ناریل اکسیر اعظم سے بھرا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے جس کی ایک جَو (برابر اکسیر) ۵۲ تولہ تانبے کو خالص سونا کرسکتی تھی آپؓ نے کہا اگر مجھے حضرت خاتمِ ولایتؑ کی اجازت ہو تو چھ مہینے کی مدت میں ۱۲ ہزار سوار نوکر رکھ لوں اور جنگ و پیکار کا تمام سامان تیار کرلوں۔سوال کیا اس کام کی تدبیر کیا ہوگی؟ عرض کیا کہ میرے پاس اکسیر کا ایک حُقّہ ہے فرمایا۔لایئے۔جب لایا گیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس شخص کو میرے دائرے سے نکال دو کہ اپنے پاس بُت رکھ کر یہاں ٹھیرا ہوا ہے۔مختصر یہ کہ وہ حضرت مہدیؑ کے دائرے سے نکال دیئے گئے۔اور جنگل جاکر تین روز تک گڑگڑاتے بے چین بے قرار رہے۔جب میاں ابومحمدؓ نے اُن کے پاس جاکر کہا کہ نماز کا وقت ہے نماز پڑھئے تو کہا کہ اب کس کی نماز پڑھوں کہ معبود کی درگاہ سے نکالا جاچکا ہوں۔پس میاں ابومحمدؓ نے اس کیفیت کو حضرت مہدیِ موعودؑ کے سامنے پیش کیا تو ارشاد فرمایا۔اگر اُن کو یہاں رہنے کی آرزو ہے تو ان کی اکسیر کو کنویں میں ڈالنا چاہیئے۔پس وہ اکسیر کو (کنویں میں) ڈالنے پر راضی ہوگئے اور اکسیر کا حُقّہ میاں سید سلام اللہؓ کے حوالے کردیا۔اُنہوں نے اُسے باوَلی میں ڈال دیا لیکن اُس اکسیر میں سے ذرا سا بچالیا اور وضو کرنے کے تانبے کے لوٹے کو گرم کرکے اُس پر وہ اکسیر ڈال دی تو وہ زرسرخ

(خالص سونا) ہوگیا۔ جب حضرت مہدیِ موعودؑ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ وہ خالص اکسیر ہے لیکن اُس کے نقصانات کے سبب وہ کنویں میں ڈالی گئی۔ جب وہ لوٹا بیچ دیا گیا اُس کی قیمت حضرت مہدیِ موعودؑ کے اصحابؓ میں تقسیم کردی گئی اور ہر شخص کھانے پینے کی چیزوں کو خریدنے کے لئے بازار چلا گیا اور جب عصر کی نماز کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے تو اکثر اصحابؓ کو (موجود) نہ پایا۔ آپؑ نے میاں سید سلام اللہؓ سے فرمایا کہ تھوڑے سے زر نے ایسا نقصان پہنچایا کہ یہ لوگ بندے کی صحبت سے جدا ہوگئے اور بیان قرآن سے بھی محروم رہ گئے۔ (نماز) باجماعت کا ثواب بھی انہیں ہاتھ نہ آیا۔ اگر وہ ساری اکسیر باقی رہتی تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام ٹھٹھ میں اٹھارہ مہینے تک مقیم رہے اور بے شمار لوگوں نے آپؑ کی تصدیقِ (مہدیت) کی۔ قاضی قادن (قاضی) حضرت مہدیِ موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہندوؤں کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ ہندوؤں کا لباس کیوں پہنا ہے؟ تو عرض کیا کہ اکثر لوگ آپؑ کے پاس مسلمانوں کے لباس میں آتے ہیں لیکن حضرت کی تصدیق نہیں کرتے، میں ہندوؤں کا لباس پہن کر آیا ہوں تاکہ مسلمان بن جاؤں اور حضرت کی تصدیق (بھی) کروں۔ پس اُنہوں نے حضرت مہدیؑ کا بیان سُنا اور مصدق بن گئے اور حضرتؑ کے حکم سے اپنے جسم سے ہندوؤں کا لباس اُتار ڈالا۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ نے قاضی قادن سے پوچھا کہ تم کہاں کے (قاضی) ہو؟ عرض کیا کہ سندھ کا۔ پھر سوال کیا سندھ کس کی ملکیت ہے؟ جواب دیا کہ جام کی ملکیت ہے۔

پھر دریافت کیا کہ (خود) جام کس کی ملکیت ہے؟ عرض کیا خدا کی ملکیت میں ہے۔ پھر پوچھا کہ خدا کس کا ہے؟ عرض کیا کہ اس سوال کا جواب مجھے معلوم نہیں۔ حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اُسی کا ہے جو خدا کو حاصل کرے۔ نقل ہے کہ حضرت سید کائینات مہدیِ موعود علیہ السلام والصلوٰت کے کشف وکرامت، حسن اخلاق، محاسنِ اوصاف، اورخرقِ عادات کی خبر جب بادشاہ سندھ کو پہنچی تو شیخ صدرالدین سے کہا کہ میں سید محمد جونپوری کی گوناگوں کیفیت سن رہا ہوں (لیکن) اب تک اُس ہندی سید کے اصل حالات، تفصیل مقاصد ومقامات میرے سُننے میں نہیں آئے۔ مجھے آپ کی بات پر پکّا بھروسہ ہے چاہیئے کہ آپ سید محمدؑ جونپوری سے ملاقات کرکے اُن حالات کی تحقیق کریں اور ان کے سچ اور جھوٹ کا پتہ چلائیں۔ اُن وقت شیخ نے کہا کہ یہ کام آسان نہیں ہے مجھے چھ مہینے کی مہلت دیجئے تاکہ اس مدّت میں حدیث کی اُن کتابوں کا، جن میں ذکرِ مہدیؑ آخرالزماں ہے، مطالعہ کرکے سید محمد سے ملاقات کروں گا۔ اوران کے حالات دریافت کروں گا۔ بادشاہ نے ان کی گزارش منظور کرلی اور انہیں چھ ماہ کی مہلت دے دی۔ جب چھ مہینے گزر گئے تو وہ بخدمت حضرت خاتم ولایت محمدیؑ آئے اور اس وقت اِفتخارالزماں، منبع جُودواحسان، دریائے فیض یزداں رحمتِ عالم وعالمیان کے

جسمِ بارک پرنہایت بیش قیمت، سپاہیانہ ومجاہدانہ لباس تھا۔ اور دست اطہر میں تیر وکمان بھی تھے۔ جب شیخ نے حضرت مہدیِ موعود آخرالزماںؑ کو اس ہیئت میں پایا تو اپنے دل میں کہا کہ اس ہندی سید میں کیا کمال ہوسکتا ہے کہ ان کی ہیئت مجاہدوں کے جیسی ہے مشائخوں کی طرح نہیں اور مشائخ طریقت کا طرز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اور مہدیِ موعودؑ جو خاتم الاولیاء اور سرورِ اصفیاء ہیں اور ان کی شان حضرت مصطفٰےﷺ کی شان کی طرح ہے۔ اس شکل میں وہ کیسے ظاہر ہوسکتے ہیں۔ پس وہیں سے پلٹ گئے، جب تھوڑی دور گئے تو ایک درخت سے آواز سُنی کہ اے صدرالدین پلٹ آ اور سید محمدؑ سے ملاقات کر۔ لیکن شیخ نے اس آواز کو شیطانی آواز سمجھ کر قدم آگے بڑھا دیا۔ لیکن ایک پتھر سے (بھی) یہی آواز سُنی۔ پھر اُسے بھی وسوسۂ شیطانی سمجھ کر اپنے گھر کی طرف جانا چاہا۔ چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ اچانک غیب سے آواز آئی کہ اے صدرالدین یہ حقانی آواز ہے، شیطانی آواز نہیں ہے۔ سید محمدؑ کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ وہاں ہمارا ظہور کس طرح ہو رہا ہے پس شیخ صدرالدین حضرتؑ کی خدمت میں آئے اور قرآن مجید کا بیان سُنا اور حضرت مہدیِ موعودؑ کے معتقد ہوگئے۔ چند سوال بھی کئے اور اُن کے ٹھیک ٹھیک جواب بھی پائے۔ اور حضرت مہدیؑ سے التماس کیا کہ میرانجی مجھے حضرتؑ کی تصدیق میں کئی اندیشے ہو رہے ہیں کہ اگر حضرت مہدیؑ نہوں اور میں آپؑ کی تصدیق کرلو پس کل (قیامت میں) خدائے تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟ ارشاد فرمایا، تم اپنے دل میں ایسی بات کا اندیشہ کررہے ہو (لیکن) غور کا مقام ہے کہ مجھے تمہارے برابر بھی خدائے تعالیٰ کا خوف نہ ہوگا کہ میں جھوٹے دعوۓ پر مستعد ہوگیا ہوں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے یقیناً ظالم لوگ فلاح نہ پائیں گے''۔ اور فرمایا کہ تمہارے دل میں خطرہ کس طرح داخل ہوسکتا ہے جبکہ میں نئی شریعت نہیں لایا ہوں اور (شریعت موجودہ میں) کوئی تبدیلی بھی نہیں کی ہے اور ہمارے تمہارے درمیان شریعت محمدیؐ کی پیروی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پانچ ارکانِ اسلام جس طرح تم پر فرض ہیں اسی طرح ہم پر بھی فرض ہیں۔ جس طرح تم کو چار عورتوں سے بڑھ کر جائز نہیں، ہمیں بھی جائز نہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت، انجیل اور دوسری سابقہ (آسمانی) کتابوں سے ہٹ کر عمل کیا اور اُن تمام کتابوں کو جو پچھلے پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں منسوخ کردیا۔ لیکن اصحابؓ حضرت پیغمبر خداؐ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوا اور کسی معاملے میں ان اصحابؓ نے چوں و چرا نہ کیا۔ اس کے بعد شیخ صدرالدین نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب حضرت مجھے چھ مہینوں کی مہلت دیں کہ اس مدّت میں اس معاملے کی تحقیق کرکے حضرتؑ کا مرید ہوجاؤں گا۔ ارشار فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ القصہ حضرت مہدیِ موعودؑ نے ان کو کلمہ طیّبہ کی ماہیئت سکھائی اور ذکر کا طریقہ بتلایا۔ جب اُنہوں نے اُس پر عمل کیا تو تین ہی روز گذرے تھے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ کی خدمت میں آئے اور مجمعِ کثیر کے روبرو عرض کیا کہ آج مجھے حق تعالیٰ سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تو سید محمدؑ کی تصدیق کر کہ وہ

مہدیِ موعودؑ ہیں ورنہ بے ایمان مرے گا۔ پس اسی وقت شیخ صدرالدین حضرت مہدیؑ کے مرید ہوگئے (اس روایت کو) بعض بزرگانِ دین اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ صدرالدین اپنے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کہا اس مقام پر حضرت مہدیِ موعود آخرالزماںؑ تشریف لا چکے ہیں اور تم ابھی خوابِ خرگوش میں مبتلاء ہو۔ اور اُن کے پاس نہیں گئے۔ اُسی وقت فوراً مہدیِ موعودؑ کے پاس جاؤ اور ان کی تصدیق کرو، ورنہ کافر مروگے پس اُس شخص نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت امام آخرالزماںؑ کی قیام گاہ کی طرف انہیں متوجہ کردیا اور خود غائب ہوگیا پھر وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئے تصدیق کر کے دنیا ترک کی اور حضرت مہدیؑ کے آخر وقت تک آپؑ کی صحبت میں رہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب شیخ صدرالدین حضرت مہدیِ موعودؑ کی خدمت میں آئے تو اُس وقت حضرت مہدیؑ ایک شخص کے ساتھ جنگل گئے تھے۔ پس شیخ موصوف بھی جنگل کی طرف گئے اور جب دور سے حضرت خاتم ولایت کو مجاہدانہ ہیئت اور سپاہیانہ طرز میں دیکھا۔ حضرت امامؑ کی ہمیشہ یہ عادت تھی پہلو میں شمشیر لٹکائے ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اور کٹار کمر کو لگائے ہوئے (رہتے تھے) پس وہ شیخ صدرالدین) حضرت مہدیؑ سے بدگمان ہوکر واپس ہونا چاہتے تھے اُس وقت حضرت مہدیؑ نے یہ بیت پڑھی۔

اے سعدی! اپنے دل کی لوح کو غیر حق کے نقش سے دھو ڈال
کیونکہ جو علم حق تعالیٰ کا راستہ نہ دکھائے (وہ علم نہیں) جہالت ہے

پس شیخ موصوف، حضرتؑ کے معتقد ہوکر مرید ہوگئے اور دنیا ترک کر کے آخر دم تک حضرت مہدیِ موعودؑ کی صحبت میں مستقیم رہے اور فقیری کے آداب بجالائے۔ نقل ہے کہ ٹھٹھ میں بھی ۸۴ مہاجرین واصلِ حق ہوگئے اور حضرت مہدیؑ نے اُنہیں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقامات کی بشارتیں دیں اور فرمایا کہ جب بندہ ان کو قبر میں لٹاتا ہے اور ان کی پیٹھ زمین کو (ابھی) لگی یا نہ لگی کہ قبضۂ قدرت کے ذریعہ اُٹھالئے جاتے ہیں اور فرمایا ہم مٹی میں پڑے رہنے کیلئے نہیں آئے ہیں۔ وہ لوگ جو ہمارے ہیں وہ تو عقبیٰ کی بھی طلب نہیں رکھتے ہیں۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ ڈیڑھ سال تک ٹھیرے رہے تو وہاں کے بہت سارے لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے مصدق ہوگئے۔ اس کے بعد حق سبحانہ، کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمد اب خراسان کو روانہ ہوجاؤ پس اُسی وقت حضرت علیہ السلام نے سفرِ خراساں کی تیاری شروع کی اور ٹھٹھ سے روانہ ہوگئے اور خراسان کا راستہ اختیار کرلیا۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدیؑ ٹھٹھ سے سندھ (؟) روانہ ہوئے تو فرمایا کہ ''سندھی ناپسندی'' نقل ہے کہ جب حضرت مہدیؑ ٹھٹھ سے راونہ ہوئے تو ایک گاؤں پہنچے وہاں کے لوگوں نے کہا حضرتؑ جس مقام کو جانا چاہتے ہیں تو فلاں راستے سے جائیں کہ اس راستے میں کوئی خوف وخطر نہیں ہے۔ سانپوں کا ڈر اور دوسرے موذی جانور بھی نہ ملیں گے۔ البتہ

اگراس راستے سے جانا چاہیں تو بہت تکلیفیں ہوں گی اور اُن لوگوں نے یہ بات اس لئے کہی کہ وہ مقام جہاں حضرتؑ جانا چاہتے تھے اس گاؤں سے دو(۲) راستے وہاں پہنچتے تھے۔ایک راستہ بہت قریب کا تھا کہ اس راستے میں امن نہ تھا اور دوسرا راستہ بہت دور کا تھا، اس میں اَمن تھا۔حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ نزدیک کے راستے سے میں جاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا نگہباں ہے۔پس اسی خوفناک راستے سے روانہ ہوئے جب آگے بڑھے تو تمام اصحابؓ مہدیؑ ایک صحراء میں اُتر پڑے۔صبح سویرے مہاجرین میں سے ایک مہاجر حاجتِ بشری کے لئے صحراء کو گئے تو (حضرت مہدیؑ کے) دائرے کے اطراف ایک حصار دیکھا اور (واپس آکر) حضرتؑ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہ حصار نہیں ہے یہ ایک بڑا سانپ ہے اور اُس سانپ کی نسل سے ہے جو غار میں سید ابرار پیشوائے صغار و کبار، خاتم الانبیاء والمرسلین ،قبلۂ کہن ومہین ، رحمتہ اللعالمینؐ کو دیکھنے کیلئے آیا تھا اوراس سانپ سے حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری نسل سے ایک سانپ کو مہدیِ موعودؑ کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔(حضرت مہدیؑ نے اصحاب سے فرمایا کہ) تم لوگوں کو چاہیئے کہ کوئی بھی اُس طرف نہ جائے تا کہ اُس سے زخم نہ لگے۔جیسا کہ حضرت (ابوبکر) صدیقؓ کو زخم لگا تھا۔اس کے بعد حضرت مہدیؑ خیر البشر اُس سانپ کے نزدیک گئے اور اُس کی طرف لعابِ دہن مبارک ڈال دیا اور اُس سانپ نے اپنا سَر زمین پر رکھا اور (وہ) چلا گیا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سانپ مسلمان ہوکر گیا ہے پس تین روز تک تمام اصحابِ مہدی علیہ السلام اُس صحرا میں چلتے رہے اور اُس صحرا میں سانپ چیونٹیوں کے مانند (بے شمار) تھے۔لیکن مہدی علیہ السلام کے اصحابؓ کو اُن سانپوں سے کوئی اذیت نہیں پہنچی۔نقل ہے کہ اُسی راستے میں ایک صحابیؓ نے حضرت مہدیؑ سے عرض کیا کہ میرانجی اس جنگل میں رات میں کس طرح قیام کریں کہ ہم کو سانپوں کا ڈر ہے۔فرمایا۔حق سبحانہ کا تمام سانپوں کو فرمان ہو چکا ہے کہ ہمارا محبوب اس راستے سے آتا ہے اپنی بلوں سے تین دن تک اپنا سَر نہ نکالو۔پس تمام اصحاب مہدی علیہ السلام کے فرمان کی وجہ سے اطمینان سے رات گزارتے تھے۔اوران کے دل میں کوئی خطرہ نہ آتا تھا پورے آرام کے ساتھ منزل مقصود کو پہنچ گئے۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام ٹھٹھ سے راونہ ہوئے تو دریا خاں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ قندھار کی سرحد تک یہ جانثار حضرت ولایت مآبؑ کے ہمراہ رہے گا کیونکہ اس راستے میں اَمن نہیں ہے۔وہ ضد کر کے ۳ فرسنگ تک حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ آیا اور حضرت نے اس کو بڑی مشکل سے ٹھٹھ واپس کیا۔جب مہدی علیہ السلام آگے بڑھ گئے تو میاں ولی سے جو پیچھے آرہے تھے وہاں کے زمین داروں نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے اور کہاں جارہا ہے۔انہوں نے (میاں ولی نے) کہا کہ یہ مہدیؑ آخرالزماں کا لشکر ہے اُن لوگوں نے کہا کہ ہمیں یقین نہیں آتا ہے کیونکہ فقراء بے سامان ہوتے ہیں اور ہاتھی گھوڑے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔پھر میاں ولی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے یہ سوال و جواب بیان کئے تو آپؑ نے فرمایا کہ جس

طرح پانچ ہزار فرشتے حضرت خاتم المرسلینؐ کے ملازم تھے اسی طرح بندہ کے بھی ملازم ہیں۔(ساتھ ہیں) آخر کار اُس مقام سے روانہ ہوگئے راستے کے درمیان چندلوگوں نے جو سوداگر تھے،عرض کیا کہ آپ اس راستے سے نہ جائیں کیونکہ ہم چالیس آدمیوں کے ساتھ تھے۔تمام کے تمام سانپوں کے زہر سے ہلاک ہوگئے لیکن ہم سات آدمی زندہ رہ گئے ہیں۔فرمایا یہ کتنے روز کا واقعہ ہے۔عرض کیا کہ یہ واقعہ آج ہی کا ہے۔فرمایا سانپوں کے ڈسنے سے مرنے والوں کو مجھے دکھلاؤ۔عرض کیا کہ دیڑھ کوس کے فاصلے پر اُن مرنے والوں کی لاشیں پڑی ہیں فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ کہ وہ سانپوں سے ڈسے ہوئے لوگ صحیح سلامت ہوجائیں گے۔پس وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ آکر مردہ لاشوں کو دکھلائے۔پس مہدی علیہ السلام نے اُن سب کو اپنے دہن مبارک کا پس خوردہ کھلایا جیسے ہی پس خوردۂ مبارک اُن سب کے منہ میں پہنچا وہ سب مردے زندہ ہوگئے۔اور وہ چالیس آدمی دنیا ترک کر کے مفترض الطاعت، حضرت خاتمِ ولایت مہدی علیہ السلام کے خدمت میں رہ گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اُس رات اُسی جگہ قیام فرمایا۔اور حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم سے سانپوں کے بادشاہ نے ایذاء پہنچانے والے تمام سانپوں کو مار ڈالا تا کہ دوسری مرتبہ کسی مسافر کو زہر سے نقصان نہ پہنچے۔نقل ہے کہ ایک شخص نے اُسی راستے میں حضرت والی، ولایت پناہ ہادیٔ راہ الٰہ سے عرض کیا کہ اس راستے سے کوئی بھی نہیں چلتا ہے۔کیونکہ وہ بہت پُرانا ہوچکا ہے۔اور اس راستے میں بہت سے موذی ہیں ارشاد فرمایا کہ تمام موذیوں نے مجھ سے پکّا وعدہ کیا ہے کہ آپؑ کو ہم کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔نقل ہے کہ اسی راستے میں حضرت ولایت مآبؑ اپنے اصحاب رشادت مآب، ہدایت انتساب کے ساتھ درختوں کے سایہ تلے اُترے تھے۔اور بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ نے اپنی دودھ پیتی بچی کو کپڑے میں لپیٹ کر ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا۔جب قافلہ وہاں سے برخواست ہوا اور تمام اصحابِ مہدیؑ تین فرسنگ تک چلے گئے تھے، اُس وقت حضرت شاہ نظامؓ نے اپنی دختر کو یاد کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا تو فرمایا۔(جاکر) لے آیئے آپ کی بیٹی تمام بلاؤں سے محفوظ ہے اور اس کو کوئی نقصان یا تکلیف نہیں پہنچی ہے۔جب حضرت شاہ نظامؓ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا شیر دخترِ والا اختر کے نزدیک بیٹھا ہے۔جب اُس شیر نے حضرتؓ موصوف کو دیکھا تو سر جھکا لیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ کر اپنے راستے پر چلا گیا۔حضرت موصوفؓ اپنی صاحبزادی کو لے کر اپنے قافلے کے راستے پر چلے اور راستے میں درختوں اور پتھروں کی آواز سُنی کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہے۔اور جب اپنے قافلے میں پہنچ گئے تو اپنا واقعہ حضرت مہدی علیہ السلام کو سنایا آپؑ نے فرمایا۔تم نے جو کچھ سُنا ٹھیک ہے۔پھر فرمایا میاں نظام کے جیسے کان ہونے چاہیئے تا کہ ایسی آواز سُن سکیں اور ایک روایت سے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت بندگی نظامؓ جب حضرت مہدیِ موعودؑ کے ساتھ بکمال استغراق دو تین فرسخ تک چلے گئے تو اُس مقام پر حضرت میراںؑ نے آپؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ کی دختر بی بی نور اللہ کہاں ہیں؟ اُس وقت عرض کیا کہ

وہیں ہے۔فرمایا لے آیئے۔آپ کی بیٹی آسیب اور موذیوں کے صدمے سے بالکل محفوظ ہے۔جب حضرت شاہ نظامؓ نے اس خوشخبری کو سُنا تو پڑاؤ کی طرف متوجہ ہوے اور اپنی صاحبزادی کو لے کر آئے تب حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا۔ شیر شیروں کی حفاظت کرتے ہیں نقل ہے کہ بندگی میاں یوسفؓ مہاجر انتہائی فقر اور فاقہ کشی سے بے حد دُبلے اور کمزور ہو گئے تھے۔ان کے مبارک جسم میں صرف پوست اور ہڈیاں باقی تھیں۔جلندری کی بیماری سے پیٹ بڑا ہو گیا تھا۔ننگے پاؤ چلنے کی وجہ سے دونوں پاؤ زخمی ہو چکے تھے۔سر پر ایک پُرانی رسّی لپیٹ رکھی تھی اور ایک پُرانے بوسیدہ کپڑے سے ستر کو چھپایا تھا اور سارا جسم بے لباس تھا۔آپؓ کی طبیعت بے حد کمزور ہوگئی اور اضطراری حالت کو پہنچ چکی تھی۔اس لئے جو درخت ان کے سامنے آجاتا اُس کے پتّے کھالیتے تھے۔اسی اضطرار کی حالت میں حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے خبر (حدیث) میں دیکھا ہے کہ مہدیؑ کے اصحابؓ پر بڑی زحمت اور مشکل پڑے گی۔اور وہ لوگ بڑی مشقت اُٹھائیں گے۔پس وہ وقت کب آئے گا اور وہ سختی (ہم پر) کب پڑے گی۔آپؑ نے فرمایا کہ وہ (اس سختی کا) وقت تو یہی ہے لیکن وہ مشقت تمہیں آسان معلوم ہو رہی ہے۔کیونکہ تمہاری استعداد کامل اور ظرف نہایت قابل ہے۔نقل ہے کہ خراساں کے راستے میں مہدی علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے اور اچانک آپؑ نے اپنے عقب میں دیکھا کہ آپؑ کے اصحابؓ عظّام کی جماعت، جس میں اُمراء، تُجّار، کاشتکار، اور ذی اقتدار لوگ شامل تھے۔وہ جماعت صرف (قربِ الٰہی کے) درجات اور خالقِ کائینات کی خوشنودی کے حصول کیلئے، اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر، خدا کے راستے میں اپنی جانوں کو نثار کرتے ہوئے، حضرت مہدی علیہ السلام کی رفاقت میں راسخ و محکم اور ثابت قدم تھی، باوجود بہت کچھ سختیوں، ماندگی، کمال مشقت، اور مصیبتوں کے، شُکر کے سوائے کوئی دوسرا حرف اپنی زبانوں پر نہیں لاتی تھی۔اُسی وقت حضرتِ الٰہ کا فرمان پہنچا کہ اے محمدؑ، ہم نے ان کو بخش دیا اور ان سے راضی ہو گئے ہیں۔نقل ہے کہ جب حضرت خاتم الولایت، مرحلوں کو طئے کرتے اور منزلوں کو پار کرتے ہوئے قندھار تشریف لائے تو اُس وقت وہاں کا بادشاہ شاہ بیگ ولد میرذوالنون اَرغون تھا۔جب اُس نے آپؑ کی مہدیت کی دعوت کا حال سُنا تو اُس شہر کے علماء کے اتفاقِ رائے سے جمعہ کے دن حضرتؑ کو اُس شہر کی مسجد جامع میں طلب کیا۔اسی بناء پر بادشاہ کے ملازم بار بار حضرتؑ کے پاس آتے تھے اور بڑی شدّت برتتے تھے، کہ چلنے میں دیر کیوں کر رہے ہیں؟ جلد چلئے اور ولایت مآبؑ کے اصحابؓ سے ہتھیار طلب کیا۔جب انہوں نے ہتھیار دینے میں تامل کیا اور حضرتؑ سے عرض کیا کہ اس وقت ہم کو جنگ کی اجازت دیجئے۔آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہارا تابع یا اپنی فکر کا پیرو نہیں ہوں۔آخر کار تیسری مرتبہ بادشاہ کے ملازم آگئے تو حضرت میراںؑ اُس وقت فرمایا کہ میرے آنے میں ذرا بھی دیر نہیں، البتہ میرے لوگ وضو کر رہے ہیں۔ ملازمانِ شاہی نے تشدد شروع کر دیا اور اپنا ہاتھ آپؑ کے مبارک پٹکے تک بڑھایا کہ تیزی سے چلئے۔بس حضرت مہدیؑ اُسی

حالت میں کھڑے ہوئے اور چند قدم ننگے پاؤں چلے۔اُس وقت کسی نے کہا حضرت مہدی علیہ السلام کے نعلین مبارک لے آؤ۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر جوتیاں نہوں تو کوئی ہرج نہیں، بلکہ یہ بندہ خدائے تعالیٰ کے راستے میں ہزار میل تک بھی ننگے پاؤں چلے گا۔اس کے بعد یارانِ مہدی علیہ السلام نے بھی چاہا کہ آپؑ کے ساتھ ہوجائیں اور بہت سے لوگ ساتھ ہوگئے۔ لیکن انہوں نے منع کردیا۔اور یہ لوگ اُن لوگوں کے منع کرنے سے بھی نہیں رُکے۔اسکے بعد لوگوں نے (شاہی ملازمین نے) ہاتھ پائی شروع کردی۔ان کی ضرب حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو لگی۔القصّہ حضرت مہدی علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جامع مسجد قندھار روانہ ہوئے۔اور شہر کے دروازے کے قریب پہنچے۔وہاں کے علماء کے حکم سے دربانوں نے شہر کے دروازے کو تالا ڈال دیا تھا۔کہ اگر یہ شخص مہدیِ موعودؑ آخرالزماں ہے تو شہر کے دروازے کا قفل بغیر کنجی کھل جائے گا۔ پس جب حضرت مہدی علیہ السلام نے دروازے کی طرف توجہ کی تو اُس دروازے کا قفل فوراً کھل گیا اور کنجی کی ضرورت نہ ہوئی۔حاصلِ کلام حضرت امام معلّی القاب فضیلت انتساب مُبین معنی اُم الکتاب، ہادی شیخ وشاب ہمسر رسالت مآبؐ۔ جامع مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے بڑی گستاخیاں شروع کردیں اور گالیاں دینے لگے۔لیکن حضرت مہدیِ موعودؑ ان کی بے ادبیوں سے رنجیدہ نہیں ہوئے اور نہ ان سے ڈرے اپنے حلم کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔اور اگلے زمانے کے پیغمبروں کا طریقہ قائم رکھا اور پہلی صف پر بیٹھ گئے کچھ عرصہ کے بعد شاہ بیگ بادشاہوں کے باجے اور شراب خوری کی مستی میں مسجد جامع کے دروازے پر آیا اس وقت وہ شراب کے نشہ میں تھا اور شراب کا شیشہ ہاتھ میں تھا بہت مستی میں تھا، اس وقت ایک شخص نے حضرت مہدیِ موعودؑ سے عرض کیا کہ شاہ بیگ آرہا ہے اور وہ شراب خوار، بدمزاج، شریر اور ناسمجھ ہے فرمایا۔ دنیا کے (نشہ میں) مست بندہ کے پاس آکر ہوشیار ہوجاتے ہیں پیشاب کی مستی کب تک باقی رہے گی؟ مختصر یہ کہ شاہ بیگ حضرتؑ کے روبرو بیٹھ گیا۔اور قندھار والے جو بہت کچھ شوروغوغا کر رہے تھے اور حضرتؑ کو گالیاں دے رہے تھے ان سب کو ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کیا اور بولا تم لوگ اب خاموش رہو بھلا میں بھی سنوں کہ یہ سید ہندی کیا کہتا ہے۔جب اس کے لوگ خاموش ہوچکے تو حضرت میراں علیہ السلام نے بیانِ قرآن شروع فرمایا اور کلام ربانی کی تین آیتوں کا بیان فرمایا ابھی بیان قرآن ہورہا تھا کہ شاہ بیگ اور دوسرے بہت سے لوگ حضرت مہدیؑ کے قدموں پر گر پڑے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور شاہ بیگ تقریباً ایک پہر تک بار بار یہی کہتا رہا کہ میں نے بڑی گستاخی کی ہے اس غلام کو معاف فرمادیجئے۔لیکن حضرت امام علیہ السلام نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور جب آیت کریمہ اَفَمَنْ کانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِنْ رَّبِّهٖ کا بیان پورا ہوا آپؑ کھڑے ہوگئے اور اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ بیگ وہاں سے آپؑ کے پڑاؤ تک حضرتؑ کے ساتھ آیا اور حضرتؑ کا دست مبارک اپنے سر پر رکھ کر حضرت کے قدموں کا بوسہ دے کر رخصت ہوا اس کے بعد تین روز تک حضرتؑ کی

مہمانی کی اور سوکھے اور تر میوے بہت سی عمدہ عمدہ چیزیں اور زر و جواہر حضرتؑ کے نذر کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام نے تین دن تک اس کی مہمانی قبول کی اور تین دن سے بڑھ کر قبول نہ کی کیونکہ سنت اسی قدر رہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ قندھار میں نزول فرما ہوے اور وہاں کے لوگ حد سے زیادہ ظلم وستم کرنے لگے تو کسی صحابیؓ نے حضرت مہدیؑ سے عرض کیا کہ ہم لوگ ہندی ہیں اور یہ ولایتی لوگ ہیں اور ان کے مزاج میں بڑی سختی ہے اور اہل ہند کو ان ظالم لوگوں سے کیا مناسبت ہوسکتی ہے پس مصلحت یہی ہے کہ حضرت چندروز یہاں اپنے دعوے کو کھلم کھلا ظاہر نہ کریں اور جب ان لوگوں سے کچھ محبت ہوجائے اس وقت مہدیت کے دعوے کو کھلے طور پر ظاہر کریں۔ فرمایا۔ اگر میں تمہاری پشتی سے مہدیت کا دعوےٰ کررہا ہوں تو ایسا ہی کروں گا اور اگر حق تعالیٰ کی تائید اور ربانی قوت سے یہ دعوےٰ کررہا ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوجائے گا کہ بندہ کس طرح اپنے دعوے کو اِن کے سامنے ظاہر کرے گا اور اپنے مقصد کو پورا کرنے میں کامیاب ہوجائے گا آخر وہی ہوا جیسا کہ حضرت مہدیِ موعودؑ کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا اور یہ بات کیوں نہ ہوگی کیونکہ۔**وَمَا یَنْطِقُ عن الھوی ان ھو الّا وحی یوحی** آپ کی شان ہے،اور **عُلِمتُ مِنَ اللّٰہ بلا واسطۃ جدید الیوم** آپؑ کا حال ہے

بے شک آپؑ کی تمام باتیں حالت اور عمل
ایسے ہی مضبوط تھیں جیسے قضاوقدر اور نص مقرر

نقل ہے کہ جب شاہ بیگ حضرت مہدی علیہ السلام کا معتقد ہوگیا تو اپنے والد میر ذوالنون حاکم فرہ کو ایک نامہ لکھا اور اس کا مضمون تھا کہ حقیقت میں سید محمد جونپوری مہدیِ موعودؑ ہیں۔ اگر مہدیؑ کو آنا ہے تو ان کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا یہ ذاتِ عالی صفات مہدیؑ کائینات ہے اور یہی شخصیت سرورِ موجودات یعنی خاتم الرسالت علیہ السلام والصلوٰت کی مبشہ ہے۔ میں نے اس ذات کی تصدیق کرلی ہے اور آپ بھی اس ذات کی تصدیق جو مہدیؑ علی التحقیق ہے کریں۔

نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام،قندھار سے موضع بکوہ دلارام گئے جہاں علماء کا مجمع تھا اور آپؑ نے یہ بیت پڑھی ہے۔

جس نے دلآرام کو دیکھا اس کے دل کا چین چلا گیا
جو اس دام محبت میں گرفتار ہوا پھر کبھی واپس نہ ہوا

اور اس جگہ بھی علماء اور بہت سے دوسرے لوگوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرلی۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ قندھار میں پندرہ دن تک رہ کر فرہ روانہ ہوئے اور اس وقت شاہ بیگ حضرت میراں

علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرتؑ گھوڑے پر سوار ہوئے اور شاہ بیگ حضرت مہدیؑ کے گھوڑے کی رکاب پر ہاتھ رکھے پیدل چل رہا تھا اور عرض کر رہا تھا کہ حضرت میراںؑ اس غلام کو اپنا مرید کریں۔ حضرت فرماتے تھے کہ واپس چلے جاؤ آخر کار اس کے اصرار کرنے پر حضرت مہدیؑ اپنے گھوڑے سے اتر آئے، اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اس کو تلقین کیا۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ قندھار سے روانہ ہوئے تو میاں محمد کاشانیؓ میاں اشرف ہانسوی، میاں لالن خراسانی، میاں حاجی محمد احمد آبادی ومیاں عبداللہ ومیاں عبدالہاشم ومیاں عبدالقادر وکبیر خاں ومیاں چالاک اور میاں کمال خاںؓ نے دنیا ترک کر کے حضرتؑ کی صحبت اختیار کی۔

دسواں باب

امام انس وجن مہدیِ موعودؑ ذوالمنن کی فرہ تشریف آوری اوراس علاقے کے علماء وفضلاء کا تصدیق کرنا

نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودؑ قندھار سے فرہ تشریف لائے تو وہاں اس ذات شریف وعنصر لطیف حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا غلغلہ بہت ہوا شہر بھر میں اور اس کے اطراف حضرت خاتم ولایت کی دعوت کی خبر پھیل گئی اور میر ذوالنون نے جو وزیر آعظم ودستور محترم بادشاہ خراساں تھا اور اس مہینے میں فراہ کا گورنر بھی یہی شخص تھا اس بابرکت خبر کو سنا اپنے سارے ملازمین کو فرمان بھیجا کہ میں کل اس ہندی سید کی خدمت میں جاؤں گا اور ان تمام لوگوں اور ان کے تمام اصحاب ومخلصین کو قتل وتاراج کروں گا بعضوں کو سولی پر چڑھاوں گا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے (فرہ) جانے سے پہلے دو (۲) تین (۳) جھوٹے دعویٰ داران مہدیت کو سولی پر چڑھایا تھا تاکہ پھر کبھی کوئی جھوٹا دعویٰ دار اپنا سر نہ اٹھا سکے میر ذوالنون ارغون نے یہ حکم شدید اس لئے دیا تھا کہ اگر سید محمد مہدیؑ اپنے مہدیت کے دعویٰ میں سچے ہوں گے تو لشکر شاہی کی ہیبت اور عساکر خسروی کی دہشت ان کے دل میں جگہ نہ پاسکے گی اگر وہ اپنے دعویٰ میں دروغ گو ہوں گے تو قتل ہوجائیں گے اور آئیندہ کیلئے بھی کوئی جھوٹا مہدی اس دعویٰ کی جرائت نہ کرسکے گا۔ پس دوسرے روز شاہانہ فوج اور سپاہیوں کے نوبت نقارے اور دبدبۂ سلطانی وطنطنہ وجہانبانی کے ساتھ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے آنے سے پہلے کسی نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ بادشاہِ ہرات کا وزیر آرہا ہے۔ فرمایا۔ بادشاہ تو ایک ہی ہے جس کا کوئی وزیر نہیں ہے القصہ جب میر ذوالنون یہاں آیا حضرت مہدیِ موعودؑ کے اصحاب کو کوئی ڈر خوف ہول اور ہیبت نہ ہوئی اس کو حضرت میراں علیہ السلام نے اپنے سامنے طلب کیا۔ دوسری روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ اور اس وقت اس آیت کا بیان ہو رہا تھا۔ اللّٰہ ولی الذین آمنوا الخ (ترجمہ) اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ ان کو سخت اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں وہ انہیں، روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لیجاتے ہیں یہی لوگ اہل دوزخ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرہ آیت۔۲۵۶)

جب میر ذوالنون حضرت مہدی علیہ السلام کے نزدیک آیا اور قرآن مجید کا بیان سنا تو لرز گیا۔ اور حضرت شہنشاہ ولایت کا دل وجان سے معتقد ہوگیا اور سوال کیا کہ کیا مہدیؑ پر تلوار کام نہ کرے گی۔ اور ان کو جلتی آگ نہ جلائے گی اور ان کو پانی بھی نہ ڈبوئے گا۔ فرمایا کہ پانی کا کام تو ڈبونا ہے اور آگ کی خاصیت جلانا ہے اور تلوار کی صفت کاٹنا ہے لیکن اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدیؑ پر کوئی چیز غالب نہ ہوسکے گی۔ پس اسی وقت ایک سپاہی نے وزیر کے اشارہ کرنے پر تلوار کھینچی اور

ارادہ کیا کہ (اس تلوار سے) حضرتؑ پر ضرب لگائے لیکن اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا اور حضرت تو بیان قرآن میں مشغول رہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی پس اس سپاہی نے اپنی تلوار زمین پر پھینک دی اور آپ کے قدوم میمنت لزوم ومشتہر شام وعام پر گر پڑا دو تین مرتبہ اس نے یہی حرکت کی لیکن اس کا قصور معاف ہوا۔ جب میر ذوالنون اور دوسرے عالموں نے یہ حالت دیکھی تو حضرتؑ کی تصدیق کی اور بہت سے لوگ آپؑ کے مرید ہو گئے۔ اور مولانا نور کوزہ نے جو اس علاقے کے علماء کے صدر تھے، فرمایا اگر مہدیؑ کو آنا ہے تو (وہ مہدیؑ) یہی ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئیندہ کوئی مہدیؑ نہیں آئے گا اہل اسلام کے منتظر مہدیؑ یہی ہیں۔ القصہ جب میر ذوالنون نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی تصدیق کر لی تو عرض کیا کہ اب میں حضرتؑ کا نوکر ہوں اور حضرتؑ کے دشمنوں کو تلوار سے ماروں گا۔ اور عرض کیا کہ آپ مہدیِ موعودؑ ہیں اور میں مہدیؑ کا مددگار ہوں آپؑ نے فرمایا کہ مہدی (علیہ السلام) کا مددگار تو خدائے تعالیٰ ہے تم اپنے نفس پر تلوار چلاؤ کہ تمہیں بھٹکا نہ دے اور غلط راستہ پر نہ ڈال دے پس اس وقت حضرت میراںؑ السلام علیکم کہہ کر اپنے حجرے کو روانہ ہوئے۔ اور میر ذوالنون بھی حضرت کے پیچھے ہولیا پس کسی نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ بادشاہ فراہ حضرتؑ سے اجازت اور رخصت چاہتا ہے آپ اس کی طرف پلٹے دوبارہ السلام علیکم کہہ کر اپنے پاکیزہ حجرے میں چلے گئے۔

نقل ہے کہ جب حاکم فراہ میر ذوالنون امامؑ الابرارؑ کی تصدیق سے مشرف ہو گیا تو حضرتؑ کی تمام کیفیت لکھ کر بادشاہِ خراساں سلطان حسین کی خدمت میں جو اس زمانے میں ہرات میں ٹھیرا ہوا تھا روانہ کی۔ جب بادشاہ نے اس تحریر کو پڑھا تو شیخ الاسلام مُلّا شاہ بیگ سے فرمایا کہ اس بات کی تحقیق کیجئے کہ اس سید ہندی کا دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا پس شیخ الاسلام نے اپنے تمام لائق شاگردوں کو جو تعداد میں سات سو تھے ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا کہ میں سید محمد جونپوری کی طرف سے بحث کرتا ہوں اور ان کے دعوئے کی صحت کی دلیلیں پیش کرتا ہوں اور تم لوگ اُن (دلیلوں) پر اعتراضات اور میرے بیان پر جرح کرو الحاصل وہ سب شاگرد اپنے استاد کے بیان پر جرح کرنے لگے اور وہ جو دلیلیں سید محمد مہدیؑ کے ثبوت میں لا رہے تھے ان پر اعتراضات کرنے لگے اور ان کی گفتگو کو رد کرنے لگے چونکہ ان کی دلیل مضبوط تھی اس لئے ان کے شاگرد اپنے استاد سے بحث ومناظرہ میں عاجز آ گئے اور ان کے بیان کو توڑ نہ سکے اسی اثناء میں، شیخ الاسلام نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اب تم، سید محمد کی طرح گفتگو کرو اور میں تمہارے بیان پر مخالفانہ سوال پیش کروں گا القصہ جب یہ کام بھی ختم ہو گیا اور شیخ کے شاگردوں میں منتخب (افراد) تھے اور ان کے جیسے ان علماء میں کوئی اور نہ تھے ان کو سید محمد جونپوری کے پاس روانہ کریں اور یہ ان سے چار سوال کریں گے سید محمد ان سوالوں کے جوابات ادا کر دیں تو معلوم ہو جائے گا کہ وہی ذات مہدیِ موعودؑ ہیں۔ پس شاہ ہرات نے بھی اس فیصلے سے اتفاق کیا۔ مذکورہ چاروں عالم، چار سو سواروں کے ساتھ، (وہ سوار بھی) اہل علم تھے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چار ہزار (عالم) لوگوں کے ساتھ اور سب کے افسر اور تمام عالموں سے بزرگ و برتر ملا علی فیاض تھے سفر کی مختلف منزلیں طئے کرتے ہوے سر دفتر افاضل مہدی مکمل کی خدمت میں پہنچے۔اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت شریفہ کا بیان فرمایا۔"ولقد ذرانا لجھنم الخ" (ترجمہ) اور یقیناً ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں یہ لوگ (بالکل) چار پایوں کی طرح ہیں بلکہ زیادہ گمراہ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں (سورہ اعراف آیت ۱۷۹)۔حضرت کا بیان انتہائی عقیدت اور خلوص سے سنا تو حضرتؒ کے معتقد ہوگئے۔اور عرض کیا کہ اس وقت ہم نے جو کچھ آپ کی مبارک زبان سے سنا ہے ویسا بیان کبھی کسی کی زبان سے نہ سنا اتنی قابلیت رکھنے کے بعد آپ کے وسیع علم کے سامنے ہم کچھ نہیں، ہم ذرہ بے مقدار کے مانند ہیں اب ہم اپنے آپ کو عالموں کے زمرے میں گنتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔اور ہماری ساری مشکلات اور ہمارے تمام سوالات حضرت کے بیان سے حل ہو چکے ہیں اور آپؑ نے ایسی گتھیاں جو حل نہ ہوسکتی ہوں اور دقیق سوالات ایک لمحہ میں حل کردیئے۔اور ہمیں ان میں کوئی شبہ نہ رہا پھر کوئی ضرورت پوچھ گچھ کی نہ رہی اگر ہمیں اجازت ہو تو شیخ الاسلام کے چار سوالات پیش کریں۔فرمایا پوچھ لو اور اپنی گتھیاں سلجھا لو پس اس وقت ان لوگوں نے عرض کیا۔

سوال (۱):۔آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ میں مہدیِ موعودؑ ہوں؟

جواب: مجھے حق تعالیٰ کا فرمان نہایت تاکید کے ساتھ ہوتا ہے کہ تو مہدیِ موعود ہے، مہدیت کا دعویٰ کر۔

سوال (۲):۔آپ کونسا مذہب رکھتے ہیں؟

جواب:۔میں کسی ایک مذہب میں مقید نہیں ہوں میرا مذہب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور کتاب اللہ کی پیروی ہے۔

سوال (۳):۔آپ کس تفسیر کے ذریعہ (قرآن) بیان کرتے ہیں؟

جواب:۔میں کسی تفسیر کے پیش نظر بیان نہیں کرتا ہوں (بلکہ) مجھے کسی واسطے کے بغیر ہی حق تعالیٰ سے تعلیم ہوتی ہے۔

سوال (۴):۔آپ دار دنیا میں رویت اللہ کے جائز ہونے کی کیا دلیل رکھتے ہیں؟

جواب:۔ ہر چیز کا دعویٰ دو گواہوں کے ذریعہ ثابت ہو جاتا ہے اس وقت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بندے کے سیدھے اور بائیں کھڑے ہیں اور جو کچھ پوچھنا ہو، ان (انبیاءؑ) سے پوچھ لو۔

نقل ہے کہ؛ جس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے علماء خراساں کو یہ جوابات دیئے آپؑ کے بعض اصحابؓ نے یہ

خیال کیا کہ یہ جوابات اُن ،لوگوں کو پسند نہ آئے ہوں گے کیونکہ شرعی طور پرادا ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ان سوالات کے جوابات ،ان جوابوں کے سواء ادانہیں ہوسکتے تھے۔ کیونکہ مہدیؑ کی شان یہ ہے کہ وہ جو کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے اس کی شان وما ینطق عن الھوی (وہ خواہش نفس سے نہیں کہتا) ہے اورامام مہدیؑ کسی مذہب (فقہ) میں مقید نہ ہوں گے کیونکہ اجماع ہے کہ مہدیؑ معصوم ہے۔اوروہ حضرت مصطفےٰ ﷺ کا خاص تابع اور مراداللہ کا مبین ہے۔اس معاملے میں کسی مفسر کو دخل نہیں ہے اور چوتھے سوال کا جواب بڑی عمدہ دلیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت میراں علیہ السلام نے علماء خراساں کے جوابات ان کی مرضی کے مطابق ادا کئے وہ سارے علماء خاموش اور حیران رہ گئے پھر کسی میں چوں وچرا کی طاقت نہ رہی جب یہ لوگ مہدیؑ آخرالزماںؑ کی مجلس مبارک سے رخصت ہوئے تو راستے کے درمیان اُن عالموں نے ملاعلی فیاض سے کہا کہ ہم سے ایک غلطی ہوگئی ہے ہم نے اس بات کی گواہی حضرت خاتم الانبیاءؐ اور حضرت ابراہیمؑ سے نہیں طلب کی۔اوران (انبیاءؑ) سے جو کچھ پوچھا جاتا تو اس کا جواب بڑی عمدگی سے مل جاتا۔ملاعلی فیاض نے کہا جو کچھ ہوا بہتر ہوا اور وہ لوگ جو آنحضرتؐ اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانوں میں تھے عالم اجسام میں ان لوگوں نے کیا تحقیق کی۔اوران انبیاءؑ کے بیان کو کس حد تک سمجھا؟ ہر زمانے میں خدا کے طلب گار سچے رسولوں کے کلام کی قدر جانتے ہیں۔اور انبیاءؑ کے مطیع ومنقاد ہوجاتے ہیں۔اور دین سے بغاوت کرنے والے اہل حق کی دشمنی پر تیار ہوجاتے ہیں۔عالم اجسام اور عالم ارواح میں کوئی مناسبت نہیں ہے پس روحوں کا کلام ہماری سمجھ میں کس طرح آتا یہی بہتر ہوا کہ ہم نے اس امر کا سوال کرنے کی جرائت نہیں کی۔بعض معتبر راویوں سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ سوال چہارم کے جواب میں حضرت مہدیِ موعودؑ نے یہ آیت پڑھی۔**فمن کان یرجو القاء ربّہ فلیعمل علملاً صالحاً** اور دوسری (۲) **من کان فی ھٰذہ اعمی فھوا فی الاخرۃ اعمٰی**۔اور تیسری (۳) **الاانھم فی مریۃ من لقاء ربھم الانہ بکل شئیٍ محیط**۔اور آیت **لاتدرکہُ الابصار وھویدرک الابصار ولن ترانی** الخ۔پرجو اعتراضات تھے ان کا جواب عمدہ طریقہ سے ان کے ذہن نشین کردیا۔اوران سے دریافت کیا کہ قاضی کتنے گواہوں (کی گواہی) پر راضی (ومطمئن) ہوجاتا ہے ان لوگوں نے کہا۔دوگواہوں کی (گواہی پر) اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ بندہ ایک گواہ ہے اور دوسرے گواہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ تشریف فرما ہیں۔دریافت کرلیجئے۔لیکن ان لوگوں نے کہا ہمیں آپ کی گواہی کافی اور سند ہے پس وہ چاروں فاضل علماء فوج کے ساتھ حضرتؑ کے مرید ہوگئے۔اور مذکورہ علماء نے دنیا ترک کردی اور حضرت خاتم ولایتؑ کی صحبت میں راسخ ہوگئے۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب خراساں کے عالموں نے حضرت مہدیِ موعودؑ کی تصدیق کرلی تو اُن میں سے ملاعلی فیاض اسی جگہ ٹھیر گئے۔اور دوسرے عالم خراساں کو روانہ ہوگئے۔

اپنی روانگی کے وقت ملاعلی فیاض سے اصرار کرنے لگے کہ ہمارے ساتھ خراساں کے بادشاہ کے پاس ہرات چلئے اور یہاں کی کیفیت بادشاہ کے سامنے پیش کیجئے ۔ کیونکہ بادشاہ خراساں آپ کو ہمارا سرگروہ بنایا ہے۔اورآپ کی بات بادشاہ کے پاس بڑی اہمیت اور اعتبار رکھتی ہے اور آپ کو دو مہینے کی مہلت دیکر حکم دیا تھا کہ اس مدّت میں، سید محمد جونپوری کی مہدیت کے معاملے کی تحقیق کر کے لوٹ آیئے۔انہوں نے کہا کہ مہدیِ موعودؑ کی صحبت فرضِ عین ہے پس میں فرض عین کو کس طرح ترک کروں۔ پس ملاعلی فیاض اسی جگہ رہ گئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملاعلی گل اور ملاعلی فیاض ہرات چلے گئے اور دوسرے عالم یہاں رہ گئے۔

نقل ہے کہ، وہ چاروں علماء نامور جو حضرتؑ کے مرید ہوگئے تھے اور دنیا ترک کر کے صحبت میں رہ گئے انہوں نے یہاں کی کیفیت اور جواب اور اپنے سوالات لکھ کر ہرات کے شیخ الاسلام کو جن کا نام شاہ بیگ تھا روانہ کردیئے۔اور جب شیخ الاسلام اور شاہ خراساں اور دوسرے عالموں نے ان کا مکتوب دیکھا تو حضرتؑ کو قبول کرلیا اور آپؑ کی تصدیق کو فرض جانا اور حضرت شہنشاہ اولیاءؑ کی ملاقات کے لئے شاہ خراساں ہرات چھوڑ کر فراہ کی طرف روانہ ہوا لیکن راستہ میں شہنشاہ اولیاءؑ کے وصال کی خبر سن کر بڑے افسوس اور رنج کے ساتھ ہرات کو واپس روانہ ہوگیا۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ ہرات جو بہت کمزور اور فالج زدہ تھا جب اس نے ہرات سے حضرت خاتم ولایت کی صحبت کے شوق اور ملاقات کیلئے فراہ جانا چاہا تو تمام مصاحبین اور علماء نے عرض کیا کہ عالی جناب کا مزاج بے حد ناساز ہے اور طبیعت کمزور ہے اور یہاں سے فراہ ایک مہینہ کے فاصلہ پر ہے یہ راستہ کس طرح طئے ہوگا۔لیکن بادشاہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور اپنے پکے ارادے سے بالکل نہ ہٹا۔ جب اپنے پائے تخت سے روانہ ہوا تیسری منزل میں کہ وہاں سے فراہ کافی دور تھا اور کئی دنوں کا راستہ (باقی) تھا انتقال کیا جب اس کا جنازہ تیار ہوا یہاں پر اللہ کے حکم سے حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے تمام اصحابؓ اور مہاجرینؓ سے فرمایا کہ آج سلطان حسین ہروی والی خراساں نے فلاں منزل میں اپنی جان، جاناں کے حوالے کردی ہے۔اور اس جگہ اس کے جنازے کی نماز کیلئے صفیں باندھی گئی ہیں پس ہم کو بھی چاہیئے کہ اس کے جنازے (کی نماز) میں شریک ہوں، اور حق تعالیٰ سے اس کی مغفرت مانگیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے ان کی روح پُرفتوح کو یہاں حاضر کردیا تھا۔الحاصل مہدی علیہ السلام نے اصحاب عظام کی جماعت کے ساتھ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کے حق میں ایمان کی بشارت دی اور ان کو حاضر رہنے والوں میں شمار کیا۔

نقل ہے کہ جب مہتر مہتراں سرور سروران برگزیدہ دوجہاں مہدی آخرالزماںؑ فرہ میں رونق افروز ہوئے تو سب کو اپنا دعویٰ سنوایا پس تمام شہر میں اور اطراف شہر، آپؑ کے دعویٰ کی خبر پھیل گئی کہ سید محمدؑ جونپوری سادات حسینی ہیں۔فرہ میں آچکے

ہیں اوران کا دعویٰ یہ ہے کہ میں مہدیِ موعود ہوں اور خدا کے حکم سے اس دعویٰ کو ظاہر کررہا ہوں اگر میں جھوٹا ہوں تو حکام اور بادشاہوں کو لازم ہے کہ مجھے قید کردیں یا قتل کرڈالیں اگر میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں تو میری تصدیق کریں ورنہ ان لوگوں کا منہ دنیا اور آخرت میں کالا ہوگا کیونکہ اگر میں جھوٹا ہوں تو عوام کو گمراہ کروں گا ، اور جس جگہ جاوں گا وہاں کے لوگ مرید ہوجائیں گے اوران کی گمراہی کا بار انہی حاکموں کی گردن پر ہوگا۔اوراگر میں سچا ہوں اور یہ لوگ مجھے قبول نہیں کررہے ہیں تو ان کی آخرت خراب ہوجائے گی کیونکہ ان لوگوں نے حکم الٰہی کو قبول نہ کیا اور میں کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہتا اور حکم الٰہی کے بغیر دم نہیں مارتا ہوں جو کچھ کہتا ہوں حق تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں مختصر یہ کہ جب فرہ کے قاضی نے یہ کیفیت سنی کوتوال کو کہلایا کہ ایک بڑی فوج اور جم غفیر کے ساتھ جا کر سید محمدؑ جونپوری کو لے آؤ۔پس وہ کوتوال شاہی فوج لے کر اس مظہر نورؑ مقرب بارگاہِ غفور کے پاس آیا۔اوراس وقت تمام اصحابؓ اور حضرت مہدی آخرالزماںؑ اپنے اپنے حجروں میں یادالٰہی میں مشغول ومصروف تھے اور جب آپؑ کے اصحابؓ نے کوتوال اوراس کی فوج کو دیکھا تو حضرت خاتم الولایتؑ سے جنگ کی اجازت طلب کی۔فرمایا میں حکمِ الٰہی کا تابع ہوں ،اپنی فکر یا دوسروں کی مصلحت کا تابع نہیں ہوں تم لوگ صبر کرو۔کوتوال نے فقیروں کا سامان اور عورتوں کے کپڑے لوٹ لئے اس کے بعد اصحابِ مہدی علیہ السلام سے ان کی تلواریں طلب کیں۔ سب سے پہلے حضرتؑ نے اپنی شمشیر اس کے سامنے رکھ دی اس کے بعد تمام لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں دے دی۔دوسری روایت سے یہ ثابت ہے ہوتا ہے کہ میر ذوالنون اور دوسرے حاکموں کے اتفاق رائے سے کوتوال حضرتؑ کے پاس آیا اوران حضرات سے ان کی تلواریں طلب کیں۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کو حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد اپنی شمشیر دے دے اس کام کی وجہ سے بہت سے لوگ تیری تصدیق کریں گے۔اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے اصحابؓ کو ہتھیار دیدینے کا حکم دیا۔میاں شاہ نعمتؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کو تلوار نہیں دینا چاہیئے فرمایا اگر تم بندے کے تابع ہو تو میری فرمانبرداری کرو پس اسی وقت میاں شاہ نعمتؓ نے اپنی تلوار دے ڈالی اس کے بعد تمام اصحابؓ نے اپنی اپنی شمشیریں حوالے کردیں اور کوتوال کے لوگ تلواریں اور فقیروں کا سامان لے کر چلے گئے۔القصہ کوتوال بے کس فقیروں کا مال لے کر گیا تو اسی رات وہاں کے حاکم سرور خاں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے دست مبارک میں نیزہ لے کر اس کے سرہانے کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تیرے ملک میں میرے فرزند پر جو ولایت کا مالک ہے اس قسم کا ظلم وستم ہورہا ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے نیزہ حاکم کے سینہ پر رکھ کر وہ بات فرمائی جو اوپر مذکور ہوچکی۔ جب وہ نیند سے اٹھ بیٹھا تو دیکھا کہ اس کا تخت اوندھا ہے۔اس امیر نے جواباً عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں انشاء اللہ تعالیٰ صبح

ہی اس کا انتظام کردوں گا اور اس معاملے کو پوری طرح دریافت کروں گا۔ پس صبح کو جب نیند سے اٹھا اور ہوشیار ہوا تو دردِ شکم سے بیقرار ہو گیا اور کوتوال شہر کو بلا کر کہا کہ تو نے کیا کام کیا ہے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے اور جناب رسالت مآبؐ کو اس طرح غضبناک دیکھا پس کوتوال بلدہ نے جو کچھ کہ کیفیت تھی سرورخاں کو جو قلعہ دار اور وہاں کا حاکم تھا پیش کی اور بولا کہ یہ کام قاضی شہر کے حکم سے کیا ہے۔ پس سرورخاں نے قاضی بلدہ کو مقید کیا اور فراہ کے بعض علماء کو حضرت کے پاس بھیجا اور اس معاملے میں بیحد معافی چاہی کہ میرا قصور معاف کردیجئے اور جو مال لوٹا گیا ہے اسے بتائیں تو اس کی تلافی کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارا مال تلف نہیں ہوا ہے ہم خدا کے سواء کوئی مال ومتاع نہیں رکھتے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقیروں کا وہ مال جو لوٹا گیا تھا اس کا پتہ چلا کر حضرتؑ کی خدمت میں روانہ کیا اور اس کے بعد ان علماء نے حضرت علیہ السلام سے چند سوالات کیئے اور ان کے تشفی بخش جوابات پائے اور اپنے حاکم سے انہوں نے کہا کہ ہمارا علم اس ہندی کے سامنے کچھ نہیں اور پھر سرورخاں دردِ شکم سے پریشان ہو گیا اور گذارش کی کہ پسخوردہ مبارک عطا فرمایئے کہ دردِ شکم کم ہو جائے فرمایا کہ میں طبیب نہیں ہوں کہ اس کا علاج کروں پس بندگی میاں نظامؓ نے عرض کیا کہ حضرت رحمتِ عالمین ہیں اپنا پسخوردہ عنایت فرمائیں پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس کو اپنا پسخوردہ دیا جیسے ہی اس نے پیا فوراً دردِ شکم کم ہو گیا حضرتؑ کا مرید ہو گیا اور تین روز تک آپؑ کی مہمانی کی۔ اس کے بعد حضرتؑ نے قبول نہ فرمایا اس کے بعد ساری کیفیت میر ذوالنون کو پہنچائی جو اس وقت رچ کے مقام پر ٹھہرا تھا اس نے کہا کہ ان کا مال جو لوٹ لیا گیا ہے انہیں پہنچادینا چاہیئے اور بولا کہ میں شاہانہ شان و شوکت اور سپاہانہ دھوم دھام کے ساتھ سید محمدؑ کے پاس جاوں گا۔ اگر وہ شاہی لشکر سے خوف نہ کریں تو میں سمجھ جاؤں گا وہ سید سچا مہدیؑ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موعود وہی ہے۔ پس ایک روز شاہانہ دھوم دھام اور بے شمار فوج لے کر حضرتؑ کے پاس آیا۔ جب اصحابِ مہدیؑ نے میر ذوالنون کی فوج کے باجوں کی آواز سنی اور اسی کی فوج کو دیکھا تو کسی کو بھی اس سے ڈر محسوس نہوا۔ جب میر ذوالنون نے حضرت مہدیِ موعودؑ کو دیکھا فوراً اپنے گھوڑے پر سے اُتر آیا اور اپنے دل میں سوچ رکھا تھا کہ حضرتؑ کے نزدیک جا کر بیٹھ جاؤں گا اور بہت کچھ چاہا کہ حضرتؑ کے نزدیک جاؤں پس میر ذوالنون حضرتؑ کے حکم سے زمین ہی پر بیٹھ گیا۔ اور حضرتؑ نے فرمایا کہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ پس میر ذوالنون حضرتؑ کے حکم سے زمین ہی پر بیٹھ گیا۔ اور حضرت نے بیانِ قرآن شروع فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ نزدیک آؤ۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ اگر حضرت مہدیِ موعودؑ ہیں تو دلیل وبرہان چاہیئے آپؑ نے فرمایا دلیل کا ظاہر کرنا خدا کا کام ہے بندے کے ذمہ صرف پہنچادینا ہے۔ پھر میر ذوالنون نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں آیا ہے کہ مہدیِ موعودؑ کو تلوار نہ کاٹے گی اور پانی نہیں ڈبوے گا اور آگ نہیں جلائے گی۔ فرمایا آگ کا کام جلانا پانی کا کام ڈبونا اور تلوار کا کام کاٹنا ہے لیکن اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدیؑ

پرکوئی چیز قادر نہ ہوگی اس کے بعد اپنی تلوار اس کے سامنے رکھی اور فرمایا کہ آزمالو پس میر ذوالنون کھڑا ہو گیا اور حضرت پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس کا ہاتھ سیدھا ہو کر رہ گیا۔ ذرا بھی مُڑ نہ سکا پھر اپنے بائیں ہاتھ میں تلوار لی اور وہ بھی مُڑ نہ سکا پھر وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ حضرت مہدیؑ نے اس کو ہوشیار کیا۔ دو تین مرتبہ ایسا ہی کام کیا اور حضرتؑ کو زخمی کر دینا چاہا لیکن حملہ نہ کرسکا۔ پھر انتہائی عاجزی سے حضرتؑ کے قدموں پر گر پڑا اور بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجھے کچھ شبہ تھا وہ سب دور ہوگیا۔ اس وقت میرے دل میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے جس چیز کا امتحان کرنا تھا اس کو میں نے جانچ لیا ہے جس کو آزمانا تھا آزمالیا ہے پس اسی وقت مولانا نور کوزہ گر نے فرمایا کہ اگر مہدیؑ کو آنا ہے تو یہی مہدیؑ ہے آئندہ کوئی مہدیؑ نہیں آئے گا اور کہا کہ میں نے حضرتؑ کی تصدیق کر لی ہے۔ میر ذوالنون نے بھی کہا میں نے بھی حضرتؑ کی تصدیق کر لی ہے۔ میں حضرتؑ کا نوکر اور مہدیؑ کا مددگار رہوں اور مہدیؑ کا غلام ہوں مہدیؑ کے دشمنوں کو قتل کروں گا فرمایا مہدیؑ کا مددگار اور اس کے لوگوں کا مددگار خدائے تعالیٰ ہے اور تم اپنے نفس پر تلوار چلاؤ کہ وہ تمہیں بھٹکا نہ دے پس اس وقت ملا نور اور میر ذوالنون اور بہت سے لوگوں نے حضرت مہدیِ موعودؑ کی تصدیق کی اور بہت سے لوگ تارک دُنیا ہوگئے اور آنحضرتؑ فرہ میں شہر کے باہر فروکش ہوگئے تھے اور بادشاہ نے بہت کچھ چاہا کہ آپؑ شہر کے اندر آجائیں لیکن حضرتؑ شہر کے اندر نہیں گئے اور جب سیدین مخصوصین اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ وغیرہ گجرات سے آئے تو (اس وقت) شہر میں گئے اور رچ میں ضرورت کے مطابق گھر بھی ہوآئے اور چند مکانات خدا کے نام پر آئے تھے وہاں مقیم ہوگئے ۔فراہ میں دو سال اور پانچ ماہ رہے۔اس مدت میں بہت سے لوگ حضرتؑ کے مرید ہوگئے۔اس علاقے کے بہت سے علماء حضرتؑ کے مرید ہوگئے اور امام انامؑ کی تمام کیفیت سلطان حسین ہروی کے حضور میں جو خراسان کا بادشاہ تھا روانہ کیا۔خبر نامہ کا مضمون یہ ہے، عدالت پناہ، دین دستگاہ ناصر اماماں اور مطیع مہدی آخر الزماں والی خراساں، حضرت عالی مرتبت معالی منزلت **خلد اللّٰہ عدلهٗ واحسانهٗ علی کافة الانام واسیس بُنیان سلطنة الی یوم القیامة** از جانب علماء فراہ بعد از تحیات وادائے ادعیات صحت و سلامتی آن ذات بابرکات مجمع کرامات معروضہ یہ ہے کہ حضرت سید محمدؑ جونپوری آج کل فرہ آئے ہوئے ہیں اور مہدیت کی دعوت دیتے ہیں آپؑ کی تاثیر انتہا درجے کی ہے جو شخص بھی آنحضرتؑ عالی درجات کا بیان سن لیتا ہے دل وجان سے حضرتؑ کا مرید ہوجاتا ہے اور کوئی چیز اُن حضرتؑ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ ان کو آگ جلاسکتی اور نہ پانی غرق کرسکتا ہے اور نہ تلوار کاٹ سکتی ہے میر ذوالنون نے ان کاموں کو جانچ لیا ہے اور دو تین مرتبہ تو تلوار کھینچ لیا اور ان پر ضرب لگانا چاہی لیکن میر کا ہاتھ اکڑ گیا وہ جہاں جاتے ہیں اس سرور کے سر پر ابر سایہ کرتا ہے اور اکثر لوگ کہتے ہیں ان کا بول وغائط بھی نظر نہیں آتا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سنتا ہوں اور معتبر کتابوں میں دیکھتا ہوں وہ اوصاف رسول اللہ ﷺ، سید محمد جونپوری کی

ذات میں معائنہ کرتا ہوں۔حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اس زمانے یعنی ۹۰۵ھ تک کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا ہے ان کا حلم بہت بڑا ہے بلکہ رسول اللہ اکرمؐ کے حلم کے مانند ہے۔لوگ انہیں بڑی تکلیفیں پہنچاتے ہیں طرح طرح کی اذیتیں اور مشقتیں ڈالتے ہیں لیکن ان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی اور کسی کو بد دعا نہیں دیتے بلکہ ان لوگوں کے حق میں نیک دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ان لوگوں کو نیک توفیق دے اور اپنے دوستوں کی طلب ،محبت اور معرفت عطا فرما تا کہ یہ لوگ تیرے دوستوں کو پہچانیں۔آپؐ کسی سنت نبوی کو ترک نہیں کرے اور کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کرتے لیکن ان کی تقریر کا اسلوب بہت دلچسپ ہے کوئی عالم بھی ،آپؑ کے کردار وعمل میں کسی سوال یا اعتراض کی گنجائش نہیں پا تا بڑے بڑے عالم ان کی تقریر سے عاجز ہو جاتے ہیں ،کوئی عالم ان سے گفتگو نہیں کرسکتا۔سید محمدؑ کے لوگ بڑے قانع اور متوکل ہیں ان میں سے بہت سوں نے زراعت مال امارت شوکت اور سلطنت ظاہری کو ترک کر دیا ہے اور بہت سے لوگوں نے اپنے اہل وعیال کو چھوڑ دیا ہے۔بیٹوں نے باپوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے۔صبح وشام مولیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں خدا کی یاد کے سوائے کوئی کام نہیں رکھتے ہمارا علم ان کے دریائے علم کے سامنے ایک قطرہ بھی نہیں ہے اس علاقہ کے بہت سے علماء و فضلاء نے اور مرزا امیر ذوالنون نے ان کی تصدیق کرلی ہے۔پس جو کچھ ہم پر واجب تھا سلطان کو پہنچا چکے ہیں فقط۔

الغرض جب علماء فرہ کا نامہ اس شاہِ عدالت پناہ کے مطالعہ شاہی میں یعنے سلطان حسین (کے مطالعہ میں) پہنچا تو اس نے ہرات کے تمام عالموں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ سید محمدؑ جونپوری کا دعویٰ سچا ہے اسے قبول کر لینا چاہیئے ورنہ اس فتنہ عظیم کو دور کرنا چاہیئے تا کہ دوسرے لوگ گمراہی میں نہ پڑیں اور ان کی آفت قیامت کے دن ہم پر نہ آئے۔پس سارے عالموں نے عرض کیا کہ ہم پر لازم اور واجب ہے کہ پہلے مدعی مہدیت سے ملاقات کریں اور دلیل طلب کریں۔اگر وہ صحیح اور ٹھیک اور قطعی دلیل دیں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے دلیل پہنچادیں اور معجزے دکھلائیں اگر وہ یہ کام کریں تو اُن کی تصدیق واجب ہے۔اگر قطعی حجت پیش نہ کریں اور معجزے نہ دکھلائیں تو ہم سلطان کی خدمت میں عرض کریں گے اس وقت بادشاہ کو اختیار ہے کہ جو کچھ حکم شریعت ہو ان پر نافذ کریں اس کے بعد حدیث کی کتابوں کے مطالعہ کے لئے دو مہینے بقول دیگر چھ مہینے کی مہلت طلب کی اور جب وہ مقرر مدت ختم ہوئی چار سوالات سونچ کر بادشاہ سے عرض کیا اور بادشاہ کے اتفاق رائے سے فرہ آئے اور ان کی شافی جوابات پائے اور ان جوابات کو بادشاہ کے حضور میں پہنچا دیا پس سلطان حسین نے فراہ کا ارادہ کیا اور اس طرف روانہ ہو گیا جس وقت ہرات سے روانہ ہوا بہت سے تحفے اور ہدیئے حضرت خاتم ولایتؑ کی خدمت میں روانہ کئے۔اور ایک نامہ بھی لکھا جس کا مضمون یہ ہے۔

’’مقرب درگاہ الہ حضرت ولایت پناہ،میر سید محمد مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ الودود،حامی دین سرور کائینات ماحی بدعت و

رسم، وعادات ادام اللہ ظل فیضانہ واحسانہٗ از مرزا حسین کی طرف سے قدبوسی کے بعد، جب یہ غلام امام ہمام کی کیفیت سے مطلع ہوا اور حضرتؑ کی خدمتِ فیض درجت میں عالموں کو بھیج کر اپنے شبہات کو دور کروایا۔ اب غلام کو کوئی شبہ نہیں ہے۔ خراساں کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت خاتم ولایتؑ محمدی اس علاقہ میں تشریف لائے اور وہاں کے سلطان کی بھی خوش قسمتی ہے کہ آں قبلہؑ انام کی آستاں بوسی کے نہایت شوق سے اپنے شہر سے روانہ ہوکر حضرت کی خدمت میں پہنچے اور امام الکائیناتؑ کے آستانہ کو چوم کر شرف حاصل کرے الققصہ جب سلطان خراساں شہر ہرات سے روانہ ہوا تو ہر منزل سے اُس والی ولایت کے پاس اپنے آدمیوں کو روانہ کرتا رہا جب تین منزل تک آیا تو سخت بخار شروع ہوا وہاں سے فراہ بہت دور تھا۔ راستے ہی میں انتقال کیا اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے تمام اصحابؓ کے ساتھ ان کے جنازے کی نماز پڑھی ایک روایت یہ ہے کہ فاتحہ بھی اصحابؓ کی جماعت میں انکی نیت سے پڑھی۔

نقل ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب خراساں کے عالموں نے حضرت مہدیِ موعودؑ کی تصدیق کر لی تو اِن میں سے ملا فیاض اسی جگہ ٹھیر گئے اور دوسرے عالم خراساں کو روانہ ہوگئے۔ روانہ ہوتے وقت ملا فیاض علی سے بہت اصرار کیا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ خراساں چلیں اور یہاں کی پوری کیفیت شاہ خراساں کے سامنے پیش کریں کیونکہ آپ ہمارے افسر ہیں اور بادشاہ نے آپ کے ذمہ یہ کام سونپا ہے اور آپ کو دو ماہ کی مہلت دی ہے کہ اس مدت میں پھر لوٹ آئیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ صحبت خلیفۃ اللہ یعنی مہدیِ موعودؑ فرض عین ہے۔ پس میں فرض عین کو محض مباح کام کے لئے کیوں چھوڑ دوں پس ملا علی فیاض اسی جگہ ٹھہر گئے۔

نقل ہے کہ ایک روز علمائے فراہ نے والیٔ ولایت منبع ہدایت ہادی جن وانسان، پیشوائے عارفان مقتدائے طالبان یزداں یعنی مہدیِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ خاتم النبوۃ کی اُمت میں داخل ہیں یا نہیں؟ فرمایا ہاں میں اُمت رسول اللہؐ میں داخل وشریک ہوں۔ انہونے کہا صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر ایمان ابوبکرؓ اور تمام اُمت مرحومہ کا تولا جائے گا تو بہرحال ابوبکرؓ کا ایمان تمام اُمت سے بڑھ کر ہوگا۔ پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ اُمت خاتم المرسلؐ میں افضل ہیں۔ آپؑ نے پوچھا کہ ابوبکرؓ کا ایمان زیادہ ہوجائے گا یا ایمانِ رسولؐ۔ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان زائد ہوگا۔ اس کے بعد عالموں نے کہا کہ آپ اُمت محمدؐ میں داخل ہیں پس اُمتیوں کا ایمان سالا رُامتؐ کے ایمان کے برابر کس طرح ہوگا۔ فرمایا جس طرح محمدؐ داخلِ اُمت ہیں میں بھی اسی طرح اس اُمت میں داخل ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وما کانااللہ الخ (سورہ انفال آیت ۳۳) اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان کو عذاب دیتا جب کہ تم ان میں تھے۔

نقل ہے کہ فراہ میں عصر اور مغرب کے درمیان امام آخرالزماںؑ کا بیان ہوتا۔ اکثر علماء حاضر ہوتے اور انتہائی تعظیم کی

وجہ سے کھڑے ہوکر بیانِ امامؑ سنتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے اصحابؓ کی شان میں فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ سے معلوم ہو رہا ہے کہ مہدیؑ اوراس کی قوم کے لئے کوئی ٹھکانہ اور گھر نہیں ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں حضرت ولایت پناہ روبقبلہ مراقبے میں بیٹھے تھے۔ یکا یک ایک بڑے سانپ نے اپنی بل سے سرنکالا۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ڈسنے کا ارادہ ہے تو اپنا کام کر پس سانپ نے اپنا سر سوراخِ زمین میں کھینچ لیا اور گفتگو کرنے لگا بولا میں سالہا سال سے حضرتؑ سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہوں۔ پھر سانپ زمین پر آ گیا۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے مبارک قدموں پر لوٹنے لگا اور اس نے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں جو اس غار میں جہاں کہ حضرت آن سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے ان کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک روز آپؑ نے فراہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ شخص گجرات سے ہجرت کر کے خراساں آ چکا ہے اور اگر اس کے دل کا جھکاؤ ظاہری وطن کی طرف ہے تو وہ شخص ظالم ہے۔ اسکے بعد یہ آیت پڑھی۔ **یایھا الذینا امنو الاتتخذو آبائکم** الخ (ترجمہ) اے ایمان والو اگر تمہارے (ماں) باپ اور بہن بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں (سورۂ توبہ آیت ۲۳) اور فرمایا کہ وہ لوگ جو اس بندے کے سامنے وفات پائے ہیں وہ لوگ ایمان کی بازی لے گئے اور جو باقی رہ گئے ہیں ان بیچاروں کے سر پر پڑے گی اور فرمایا کہ بعض لوگ گجرات میں ہیں لیکن میرے نزدیک ہیں، اور یہ بیت پڑھی

اگر میرے ہیں اور یمن میں بھی ہیں تو میرے سامنے ہیں
اور میرے نہیں ہیں اور سامنے ہیں تو گویا یمن میں ہیں

نقل ہے کہ فراہ میں حضرت ولایت پناہؑ مسجد سے اپنے مسکن کو جا رہے تھے ایک خراسانی شخص حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے سامنے آیا اور بہت کچھ عاجزی کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت مہدیِ موعودؑ اس وقت اس غلام کے گھر تشریف لائیں۔ اور اس غلام کو بہت کچھ ممنون و مشکور فرمائیں۔ فرمایا مجھے معذور سمجھو آخر کار جب اس شخص نے بہت اصرار کیا تو اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ اس شخص کی دعوت قبول کرلو اور ان کے گھر جاؤ۔ پس اکثر اصحابِ مہدیؑ اس خراسانی کے گھر گئے اور بندگی میاں دلاورؓ نہیں گئے۔ جب اصحابؓ کھانا کھانے سے فارغ ہوکر اپنے اپنے گھروں کو آئے تو میاں سید سلام اللہؓ نے بندگی میاں دلاورؓ سے کہا کہ تم کیوں نہیں آئے حضرت مہدیِ موعودؑ نے تمہیں اجازت دی تھی حضرت مہدیِ موعودؑ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ جو لوگ نہیں گئے انہوں نے بہت اچھا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں ایک عالم حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا کہ آپ کے لوگ احکام نماز کے مسنوں سے کچھ واقفیت نہیں رکھتے۔فرمایا ان سے کہو کہ سیکھ لیں چند روز کے بعد اس عالم نے پھر وہی بات کہی کہ یہ لوگ نماز پڑھنا نہیں جانتے۔فرمایا یہ لوگ صبر کرنے والے،قناعت کرنے والے توکل اور تسلیم والے ہیں اور ہمیشہ مخلوق سے یکسو ہیں تارک دنیا اور طالبِ حق تعالیٰ ہیں۔ان کے جیسی نماز تم بھی پڑھو۔فرمایا ضرورت کا علم ہونا چاہیئے تا کہ نماز روزہ وغیرہ صحیح ادا ہو سکیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن کے معنوں کو سمجھنے کیلئے ایمان کا نور کافی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں بندگی میراں سید محمودؓ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا کتاب ہے۔فرمایا تمہید ہے۔فرمایا کہ ذکر الٰہی میں کوشش کرو اور ایسی حالت پیدا کرو کہ اس کتاب کو پڑھ سکو۔

نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں نظامؓ کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھ کر دریافت کیا کہ کونسی کتاب ہے عرض کیا کہ میزان ہے۔فرمایا کہ پڑھو۔پھر چند روز کے بعد منع کر دیا اور جب اس کے پڑھنے کا خیال میاں نظامؓ کے دل سے پورا پورا نکل گیا تو فرمایا کہ میاں نظامؓ کوئی علمی چیز پڑھو۔عرض کیا کہ کیا امی کو حق تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی حاصل نہیں ہوتا؟ فرمایا کہ امی اصلی ہو یا امی جعلی بندے کو اس سے پہلے علم ظاہری دیا گیا تھا اب وہ علم میرے دل سے مٹا دیا گیا ہے اور جب یہ علم بھلا دیا گیا تب حق تعالیٰ نے مجھے اپنی قربت کا علم نصیب کیا۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ امی کے دل کا تختہ بہت صاف ہوتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے اس کے دل میں بیٹھ جاتا ہے اور اس کے دل پر بہت زیادہ اثر کرتا ہے۔

نقل ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ہمارے لوگ پڑھنا چاہیں تو مبتدیوں کو چاہیئے کہ شیخ نورؒ پنڈوی کی انیس الغربا اور مرغوب القلوب مصنفہ شمس الدین تبریزیؒ کو پڑھیں اور منتہیوں کو چاہیئے کہ زاد المسافرین ونزہتہ الارواح تصانیف سادات حسینیؒ کا مطالعہ کریں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام غسل بدن کے لئے صحرا میں ایک ندی کے کنارے گئے تھے اور میاں سید سلام اللہؓ ہمراہ تھے انہوں نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ علماء کہتے ہیں کہ مہدیِ موعود آخر الزماںؑ جہاں جائیں گے وہاں کے پہاڑ لال سونا ہو جائیں گے اور زمین کے اندر کے دفینے باہر آ جائیں گے۔مختصر یہ کہ جب حضرتؑ نے غسل سے فراغت پائی تو فرمایا کہ ذرا پہاڑوں کو تو دیکھو۔جب انہوں نے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام پہاڑ خالص سونا بن گئے ہیں اور اس صحرا کی ریت لاقیمت جواہر بن گئی ہے پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لے لیجئے انہوں نے کہا کہ مجھے سرخ سونے کی ضرورت نہیں ہے اگر حکم عالی ہوتا ہے تھوڑی سی ریت لوں گا اور اپنے احباب کو

اطلاع دوں گا فرمایا کہ ایک دومٹھی ریت اٹھالواور اپنے احباب کو دکھلاؤ۔ پس حضرت سید سلام اللہؒ ایک دومٹھی ریت لے کر دائرہ مہدی علیہ السلام گئے اور تمام مردوں اور عورتوں سے کہا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم کو اس سونے کی ضرورت ہوتو لے لوالحاصل جب میاں سید سلام اللہؒ نے حضرت کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا اور سرخ سونے کو انہیں بتادیا تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس سونے کی ضرورت نہیں رکھتے اور خدائے تعالیٰ کی ذات کے سوائے کوئی چیز نہیں چاہیئے جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے یہ کیفیت سنی تو فرمایا کہ جو مال کا طالب ہے وہ خدائے تعالیٰ کو نہیں پہنچے گا، اور جو خدائے تعالیٰ کا طالب ہے وہ مال نہیں چاہے گا پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام زمین سے مال نکال کر کس کو بتلائیں گے اور کس کو دیں گے۔ طالبانِ حق کو مال دینا گمراہ کرنا ہےاور گمراہ کرنا دجال کا کام ہے جو مال زمین سے نکال کر لوگوں کو دے گا اور بھٹکائے گا اس حدیث کے معنے یعنی اُس کی مراد یہ ہے کہ مہدی احکام ولایتِ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں سُنے گئے ہیں ظاہر کرے اور جو کچھ اس کو خدائے تعالیٰ دے سویت کرے۔

نقل ہے کہ فراہ میں حضرت شہنشاہِ ولایت اپنے اصحابؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے اچانک چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد خوشی ظاہر ہوئی اُس وقت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے التماس کیا کہ یہ کیا حالت ہے ایک گھنٹہ پہلے حضرتؑ رنجیدہ تھے اور اب خوشی کے آثار پائے جارہے ہیں۔ فرمایا ارواح اولین وآخرین حاضر کی گئیں تھیں اور خدائے تعالیٰ کا حکم پہنچا ہے کہ اے سید محمدؑ تجھے ان تمام ارواح کا پیشوا کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس مشتِ خاک کو ایسی قابلیت نہیں ہے کہ ان سب کا پیشوا بن جاؤں اور پھر جب خدا کے فضل وعنایت پر نظر کی تو عرض کیا کہ خداوندا آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس پر عمل کروں گا اور بال برابر آپ کے حکم سے تجاوز نہ کروں گا۔ اگر یہ ہزار بھی ہوں تو ان کی پیشوائی تیرے فضل سے قبول کروں گا۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاءؑ واولیاءؒ کے مراتب اور تمام مومنین اور مومنات، جمیع موجودات کا حال سب کا سب منکشف ہے اور یہ کشف اس درجہ کو پہنچا ہے کہ جس طرح صرّاف سیم وزر (سونے چاندی) کے عیب اور کھوٹے پن اور کھرے اور خالص ہونے کو پہچان لیتا ہے۔

گیارھواں باب

اس ذات مبارک کے فضائل ومعجزات واخلاق وخصائص اورحُلیہ اوراتباع شریعت محمدیؐ کے پاس ولحاظ اور آنخضرتؐ کے ناموں کے بیان میں

اس باب میں چھ فصلیں ہیں پہلی فصل فضائل کے بیان میں دوسری فصل اخلاق میں، تیسری فصل خصائص میں چھوتھی فصل آنخضرتؐ کے حلیہ کے بیان میں پانچویں فصل اتباع شریعت محمدی کے لحاظ میں چھٹی فصل آنخضرتؐ کے ناموں کے بیان میں۔فصل اوّل آنخضرت مہدیِ موعودؑ کے فضائل کے بیان میں:۔امام احمد غزالیؒ جوامام محمد غزالیؒ کے بھائی تھے(اپنی کتاب) نتائج الخلوت والوایح الجلوت میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں اور اس پہاڑ پر ایک مسجد ہے اس کے مقابل لوگوں کی ایک جماعت ہے اس کے بیچ میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔اوراس کے دونوں پاؤں اس کی رانوں سے ملے ہوئے ہیں اس کے پاس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کے پانوؤں کورانوں سے الگ کیا۔مجھ سے کہا گیا کہ یہ خاتم الاولیاء ہیں اوران کے پاس آنخضرتﷺ تشریف لائے ہیں تاکہ انکوخروج کیلئے تیار کریں۔میں آگے آنخضرتﷺ کی طرف بڑھا تاکہ آپؐ کے دست مبارک کو چوم لوں حضورؐ نے مجھے محروم نہ رکھا اوراپنا دستِ مبارک مجھے دیا میں نے اسے لیا اس کو بوسہ دیا اوراس مبارک ہاتھ کو اپنے چہرہ پر پھیر دیا وہاں آپ کے لئے ایک منبر بھی تھا جس کے (۱۰۰) درجے تھے اس کے اوپر ایک قبّہ تھا۔حضورؐ نے مجھے ایک عصا دیا اورفرمایا یہ عصا لے اورمنبر پر چڑھ اوراللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کر اسما الحسنٰی کی تعداد کے برابر۔جس طرح میرے قلب سے تیرے قلب تک جاری ہے۔اورجیسا تو میری زبان سے سنتا ہے اوراسے رحمٰن کے (نام سے) شروع کر کیونکہ خدائی راز کا اظہار اس بیٹھنے والے عالم کے ظہور پر موقوف ہے جب میں مناجات سے فارغ ہوا جیسا کہ ذکر کیا گیا آنخضرتؐ نے دستِ مبارک جھکایا اور (میراہاتھ) پکڑکر (فرمایا کہ) میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اورتیرے ذریعہ ہراک موافق اورنیک (شخص) پر پس جس نے اس کو سُنا میں اس کی طرف ہوں اورجس نے اس کو پڑھا خدا اس کی طرف ہوگا اورجس نے اس کو جان لیا اوریاد کرلیا تو ساری دنیا اس کا اتباع کرے گی اورجس نے اس کو حفظ کرلیا فرشتے اس کے اطراف ہوں گے اوراس کے معاون ہوں گے عزیز نفسی منازل السائرین میں لکھتے ہیں کہ شیخ سعدالدین نے اس صاحب زماںؑ کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اوران کی بہت تعریف کی کہ وہ علم اورقدرکمال درجے کی رکھتے ہیں اورلکھتے ہیں کہ اگر میں ان کی قدرت کے اوصاف بیان کروں تو ہزار میں سے ایک بھی کہہ نہ سکوں گا اورلکھتے ہیں یہ بیچارہ شیخ سعدالدین کی خدمت میں تھا اورشیخ اس صاحب

الزماں کی مدح میں بہت زیادہ مبالغہ کررہے تھے جو ہماری سمجھ سے باہر تھا اور ہماری عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی میں نے کہا کہ اے شیخ، جو ابھی نہیں آیا ہے اس کی تعریف میں اتنا مبالغہ ٹھیک نہیں ہے ممکن ہے ایسا نہ ہو۔ شیخ خفا ہو گئے۔ میں نے وہ بات روک دی اس سے پہلے ایسی بات نہیں کہی تھی اے درویش! شیخ نے جو کچھ کہا ہے سر کی آنکھوں سے دیکھ کر کہا ہے الخ۔

اور حمزہ بن علی بن ملک بن طوسی جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں: کہ حضرت سعد الدین حموی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے صاحب الزماںؑ کے اوصاف میں فرمایا ہے کہ خدائے عالی روئے زمین پر علم و معرفت کو پھیلاتا ہے مقصد یہ کہ انسان اپنی جوتیوں کے تسموں سے اور کوڑے کے پھندنے سے اسرار و معانی و حقائق سُن سکے۔ اور مخلوق میں عبادت پیوستہ ہو جائے اور فرمابرداری اور پرہیزگاری مخلوق پر چھا جائے فاسق اور فاجر لوگوں کے پاؤں ڈگمگا جائیں اور صاحب کمال روئے زمین کو فسق و فجور سے جاروب کی مانند پاک کریں اور ملکوت کا راستہ اختیار کریں اور جبروت کا دروازہ کھول دیں اور موحد لوگ لاہوت میں آئیں اور حی لایموت کا شیفتہ ہو جائیں اور مومنوں پر رحمت اتر آئے سب کے سب نفس واحدہ کی طرح ہو جائیں۔ الخ

اور محمد بن یحیٰ بن علی الجیلانی شرح گلشن راز میں لکھتے ہیں یعنے کل ولایت کا ظہور خاتم الاولیاء میں ہوگا اور اسی (خاتم الاولیاء) سے دور عالم کمال کو پہنچے گا۔

ولایت کے اتمام و کمال کا ظہور خاتم الاولیاء سے ہوگا اور دائرے کی حقیقت کا کمال آخری نقط میں ظاہر ہوتا ہے اور خاتم الاولیاء سے مراد محمد مہدی علیہ السلام ہیں جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود ہیں۔

حدیث مبارک ہے قال و لم یبق۔ الخ

(ترجمہ) فرمایا۔ اگر دنیا کے خاتمہ میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دِن کو اور دراز فرمادے گا یہاں تک کہ اس دن میں مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ایک شخص کو روانہ فرمائے گا اس کا نام میرے نام کے جیسا ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے جیسا ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھرے گا جیسے اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مہدی میری عترت میں اولاد فاطمہؓ سے ہوں گے مصرعہ کا مطلب: خاتم الاولیاء سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں اور انہیں سے دور عالم اتمام اور کمال پائے گا اور آپؐ کے زمانہ میں حقائق اور اسرار الٰہی پورے پورے ظاہر ہوں گے کیونکہ جس طرح دور نبوت میں کمال احکام شرعیہ اور اوضاع ملیہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ظاہر ہو کر نبوت ختم ہوگئی اور دورِ ولایت میں بھی اسرار الٰہی حقائق و معارف یعنی خاتم الاولیاء کے دور میں کمال کو پہنچیں گے اور آپؑ پر ختم ہو جائیں گے۔ اسی لئے حضرت مہدیؑ کی صفت میں حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ۔ ان سے آسمان و زمین میں رہنے والے راضی ہو جائیں گے۔

اور زمین اپنی سب پیداوار بہت خوب اُ گائے گی یہاں تک کہ زندہ مردوں کیلئے تمنا کریں گے یعنی زندہ لوگ تمنا کریں گے کاش کہ مردے زندہ ہوجاتے تاکہ زندگی کا فائدہ اور مقصد حاصل کرتے اور حقیقی عارف بن جاتے چونکہ خاتم الاولیاء مظہر نقطۂ ولایت ہیں جامع ذاتیہ کی حیثیت سے تمام اولیاء کے مراتب کے جامع ہیں۔اس لئے فرمایا کہ۔

اولیاء کا وجود (خاتم ولایت کے لئے) ایسا ہے جیسا کہ اعضائے بدن یعنی وہ کل وجود ہیں اور یہ (اولیاء) ان کے اجزاء ہیں مطلب یہ کہ ولایت مطلقہ کے دائرے میں ، جس کے مظہر خاتم الاولیاء ہیں نقاط وجودات اولیاء و تمام کے تمام خاتم الاولیاء کے اعضا کے مثل ہیں کیونکہ اولیاء میں سے ہر ایک صفات کمال سے کسی نہ کسی صفت سے ظاہر ہو تمام صفاتِ کمال نقطۂ آخر میں جس کو محمد مہدی علیہ السلام کہتے ہیں ظاہر ہوئے ہیں دائرہ ولایت میں اس نقطۂ آخرین میں کمال ظہور کو پہنچتا ہے۔اور فعلی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔اور چنانچہ تمام انبیاءؑ نور نبوت تشریعی کا اقتباس مشکات خاتم الانبیاءؑ سے کرتے ہیں اور تمام اولیاء نورِ ولایت اور کمال خاتم الاولیاءؑ کے آفتاب ولایت سے کرتے ہیں اسی لئے خاتم الاولیاء کی ولایت ، ولایتِ شمسیہ کہلاتی ہے اور تمام اولیاء کی ولایت ولایت قمریہ کیونکہ جمیع اولیاء کی ولایت کے نور کا ماخذ خاتم الاولیاء کی ولایت ، ولایت مطلقہ ہے جس طرح چاند کو سورج سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ سورج کل ہے اور یہ اس کے اجزا کے مانند ہیں یعنی خاتم الاولیاء اس حیثیت سے کہ مظہر حقیقت ولایت ہیں اور ولایت تمام کمالات کے ساتھ آنحضرتؑ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اس لئے وہ کل ہے یعنی وہی سب کچھ ہے باقی اولیاء میں سے ہر ایک کسی نہ کسی صفتِ کمال کا مظہر ہے ان کی نسبت خاتم الاولیاء سے جز کی ہے:۔ چونکہ جو کچھ (صفات) کل اولیاءؒ میں ہیں وہ تمام اکیلے خاتم الاولیاءؑ میں ہیں غرض ہر طرح آنحضرتؐ کل ہیں اور باقی اولیاء ان کے اجزاء (کے مانند) ہیں۔

سب کے سب ان کے خرمن کے خوشہ چیں ہوگئے ہر ایک کا دستِ اُیدا نہی کے دامن کو تھامے ہوئے ہے۔اور چونکہ خاتم الاولیاء خاتم انبیاءؑ کی نبوت کا باطن ہیں اسی لئے کہتا ہے۔

کیونکہ وہ خواجہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نسبت تام رکھتے ہیں ان ہی سے رحمت عامہ ظاہر ہوتی ہے۔

جان لو کہ نسبت فرزندی تین طرح کی تحقیق میں آئی ہے۔ایک نسبتِ صُلبی (اولاد جسمانی کی) ہے جو مشہور و معروف ہے دوسری نسبتِ قلبی کہ حُسنِ ارشاد اور متابعت کی وجہ تابع کا دل صفائی میں متبوع کے دل کی طرح ہوجاے۔تیسری حق حقیقی کہ تابع حسن متابعت کی برکت سے مرتبہ کمال کو جمع اور فوق الجمع کو پہنچ جائے اور تابع و متبوع دونوں ایک ہوجائیں اور چونکہ خاتم الاولیاء یقیناً آلِ محمد سے ہے نسبت صُلبی ثابت ہوچکی ہے اور چونکہ ان کا مبارک دل خاتم الانبیاءؑ کی حسن متابعت میں تجلیات لامتناہی الٰہی کا آئینہ بن چکا ہے اس طرح نسبت قلبی واقع ہوگئی ہے اور چونکہ مقام لی مع اللہ وقت کا وارث ہو چکا ہے

اس لئے نسبت حقی حقیقی سے کہ تمام نسبتوں سے بلند ہے۔ متحقق ہو چکا ہے پس لازمی طور پر خاتم الولایت اور خاتم النبوت کے درمیان نسبت تام جو تیسری نسبت ہے پیدا ہو چکی ہے اور حقیقت میں خاتم الانبیاءؑ وہی حقیقت اور باطن خاتم الانبیاءؑ ہیں جو اپنی پیدایش میں بروزی طریقہ پر ظاہر ہوئے نہ کہ تناسخ کے طور پر کمالات ولایت اور باطن کو ختم کیا اور معنی کا ظہور فرمایا ہے۔ اسی لئے ارشاد کیا ہے کہ

انہی سے رحمتِ عام ظاہر ہوئی ہے مطلب یہ کہ جب خاتمینؑ کے درمیان یہ نسبت تام متحقق اور ثابت ہے۔ اسلئے خاتم الانبیاءؑ اسم الٰہی رحمٰن کا مظہر بن کر رحمۃ للعالمین ہوگئے دائرہ طریق نبوت کے مخالفت کے جامع ہوگئے اور خاتم الاولیاء بھی بحکم اَلْـوَلَدُ سِر'' لِاَبیہ ؛ (بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے) مظہر رحمت ہوگئے ہیں اور دو جہاں کی سعادت آنحضرت کی متابعت پر منحصر ہے اور اصول ایک بنیاد پر قرار پاتا ہے کثرت کا اختلاف، احکام وحدت کے ظہور کی وجہ سے درمیان سے اُٹھ جاتا ہے اور جو کچھ شیخ سعد الدین حموی قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ مہدی ہرگز خرج نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کی جوتیوں کے تسموں سے اسرار توحید سُنے جائیں گے۔ شیخ کا کے تسموں سے اسرار توحید سنے جائیں گے۔ شیخ کا یہ قول تخت ظہور پر جلوہ گری کا ہے کیونکہ انسانِ کامل کی حقیقت مظہر و جامع اسماء الٰہی ہے اور جمیع موجودات کی بہ نسبت تقدم رکھتی ہے اس لئے فرمایا۔

وہ ہر دو عالم کا مقتدا ہوگیا
اور اولاد آدمؑ میں خلیفہ مقرر ہوا

جاننا چاہیئے کہ عالم مجردات و مادیات مطلقاً انسان کامل کی صورت سے کیونکہ جس طرح اسم کلی ہے جو اسما دوصفات کو جامع ہے کل اسمائے حقائق اس میں ہیں اور سب پر متجلی ہے انسان کامل کی حقیقت جو اسم اللہ کا مظہر حقیقی ہے بھی مشتمل اور مقدم جمیع مراتب و مظاہر ہے اور مظہر و ظاہر کے اتحاد کی وجہ سے تمام حقائق الٰہیہ کو نبہ انسان کامل کی صورت میں ظاہر ہوگئے ہیں اور حقیقت انسانی دو جہت پر مشتمل ہے ایک الہیت دوسری عبودیت عالم قدرت میں انسان کامل کو تصرف حاصل ہوتا ہے اور باقی صفات الٰہیہ بھی ہوسکتی تھیں۔ انسان کامل تصرف اتباع کرتے ہوئے ہے نہ کہ بہ اعتبار اصل۔ خلافت کا مطلب انسان کامل کا یہی تصرف ہے کہ عالم میں لیکن خود بخود نہیں خلافت حقیقی اس وقت متحقق ہوئی ہے جس کہ انسان اپنی مجازی ہستی، غیریت اور دوی کو مٹادے اور فنا کردے اور بقائے الٰہی کا تحقق حاصل کرے اس کی جداگانہ صفات، حق کے کلی صفات ہوجائیں جیسا کہ فرمایا گیا۔ (حدیث قدسی) حق تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس انسان کا ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔

(۱) لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو چکا ہے (اور وہ) چراغ کی طرح برنگ آتش گفتگو کرتا ہے۔

(۲) لوہا سرخی سے زرگراں کی طرح ہوگیا ہے (اور) اپنی بے زبانی (کے باوجود) میں آگ ہوں کہہ رہا ہے۔

(۳) آگ کے رنگ اور طبیعت (حاصل کر لینے سے) لوہا محتشم ہو گیا (اور اب) وہ کہتا ہے کہ میں آگ ہوں۔ میں آگ ہوں (لوہا نہیں ہوں)۔

(۴) (درحقیقت) اللہ ہی کا رنگ ہے جو ھُــو کے رنگ میں ضم ہو گیا ہے اب یہ حال ہو گیا ہے کہ ایک کے بعد ایک رنگ ان میں مسلسل آتا جاتا ہے اور حقیقت میں یہ مقام خلافت حقیقتِ محمدیؐ کا مقام ہے۔ اور ان کے حقیقی تابعون کا اسی لئے ارشاد ہوا۔ مصرعہ

دونوں عالم کا وہ مقتدا ہو جاتا ہے

خاتم الاولیاء جو خاتم الانبیاء علیہ السلام کی نبوت کا باطن ہے اور آنحضرتؐ کے حسنات میں سے ایک حسنہ ہے، ان سے بعید ہے کہ ''لی مع اللّٰہ وقت'' کے تقاضے کے مطابق اپنی خودی سے فانی ہو کر بقائے حق میں باقی (نہ) رہیں۔ مظہر اور ظاہر کے متحد ہونے کی بنا پر انسانی بالقوۃ کمالات اس میں فعل کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں نشات انسانی کی حقیقت اور کمال سے مطلع نہ ہوتے اور مقدم و مقتداء اور واسطہ فیض ہر دو عالم (ملک وملکوت) نہوں اور اسماء الٰہیہ کے ذریعہ تمام عالموں میں تصرف نہ کرسکیں اور اس میں خلافت ظہور نہ کرے۔ جان لو کہ اگر تمام اقطاب کو خلافت حاصل ہو جائے تب بھی مکمل خلافت اصل میں حقیقتِ محمدیؐ ہے اور حقیقت میں آنحضرتؐ کی نبوت کا باطن ہے جو خاتم الاولیاءؓ کی پیدائیش کی شکل میں ظاہر ہوا ہے پس گویا کہ اصل میں اولادِ آدمؑ میں خلافت اسی کے لئے مخصوص ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر دور اور زمانے میں اقطاب کی پیدائیش ان کی صلاحیت کے مطابق خاتم الاولیاء کی خلافت کی مظہر ہے۔ تمام خلافت وقطبیت کی پیدائیش آنحضرتؐ کے بغیر نہیں ہوتی ہے کیونکہ جیسا کہ ذکر ہوا آنحضرتؐ کی نبوت کا باطن ختم ولایت ہے (علیہم السلام) کہ تمام کمال بحیثیت ولایت کے اقتباس نورِ کمال آنحضرتؐ کی مشکوٰۃ سے دکھاتے ہیں خلافت حقیقت میں ان ہی کے لئے ہے اور دوسروں کو مظہریت اور تابعیت کے واسطہ سے ملی ہے۔

اے مجمل اور مفصّل کے زُبدہ
تجھ میں تمام مفصل و مجمل کی صورت میں ہے
جمال دل ربائی کی تمام نشانیاں
تیری صورت میں اُتر آئی ہیں
تو سارے جہاں کو دکھانے والا آئینہ ہے
تجھ ہی میں سارا جہاں صورت حاصل کرچکا ہے (ممثل ہے)

آفتابِ رُوحِ اعظم اور حقیقت محمدیؐ کیلئے انبیاءؑ اور اولیاءؒ مطالع انوار کمال کے مانند ہیں فرمایا۔اس تمثیل کا قاعدہ انبیاءؑ کے مراتب کے بیان میں ہے اور اولیاء مرتبۂ جامعہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت رکھتے ہیں اور چونکہ حقیقت میں اسم اعظم کا ایک نور ہی ہے کہ جو مطالعِ نشات اکمل سے طالع ہوتا ہے اور آفاق کے دوائر کے اختلاف سے مختلف یعنی الگ الگ نظر آتا ہے لیکن ختم ولایت، خاتم الاولیاء کی پیدائش پر ہے جو خاتم الانبیاءؐ کے باطن کے مظہر مکمل ہیں اسی لئے فرمایا ہے۔

خاتم پر جملہ ولایت ظاہر ہوئی ہے
آخر کار نقطہ اول پر آخری نقطہ آہی گیا

یعنے ولایت جو عبد کا حق کے ساتھ قیام ہے اپنی خودی کی فنا کی حالت میں مکمل یعنی بتمام وکمال خاتم الاولیاء سے (جو محمد مہدی علیہ السلام ہیں) ظاہر ہوتی ہے اور ولایت کا ظہور مظاہر مختلفہ میں استعدات وقابلیات کے اختلاف کے مطابق مختلف طور پر واقع ہوا ہے اتنا کہ تحریر میں نہیں آسکتا اور اسماء وصفات الٰہی کا تحقق اجمالی طور پر ہوسکتا ہے کیونکہ (شیوات) الٰہیہ غیر متناہی ہیں اور ان کی حد نہیں ہوسکتی اور یہ ولایت اتمیت اور اکملیت کی صورت میں خاتم الاولیاء کے مکمل ظہور کے طور پر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ وہ ولایت مطلقہ کے مظہر ہیں اور باقی اولیاء اپنے اپنے مرتبوں کے لحاظ سے خاتم الاولیاء کی مشکات سے نور ولایت کا اقتباس کرتے ہیں۔لیکن مطلق مقید میں شامل ہے اور افراد اور ولایت مطلقہ باطن نبوت حضرتِ رسالت محمد علیہ السلام ہے کیونکہ ظہور نبوت کے زمانہ میں رسالت کا وصف اس کمال کے اظہار کا مانع تھا جب باطن آنحضرتؐ خاتم الاولیاء کی صورت میں بروز وظہور کرے تو اس کمال کا اظہار اتم واکمل صورت میں ہوگا۔اسی لئے فرمایا کہ ختم بھی نقطہ اول پر آیا یعنے ظہور اظہار۔کمال کے دائرہ میں پہلے نقطہ پر جس سے حقیقت محمدیؐ مراد ہے۔یعنی سب سے پہلے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا وہ میرا نور تھا نقطۂ اوّل پر نبوت ختم ہوتی ہے اور اِس ظہور میں ولایت ختم ہوگی اور خاتم الاولیاء مکمل خاتم الانبیاء اور باطن نبوت آنحضرتؐ ہیں اور ان ہی کے حسنات میں سے ایک حسنہ ہیں اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا (مہدیؑ کا نام میرے نام کے جیسا اور اس کی کنیت میری کنیت کے جیسی ہوگی۔شعر کا مطلب۔

ہم ایک تھے دو نظر آتے تھے
وجود میں (دو نظر آنے کا) وہ ظہور فنا ہوگیا

کہتے ہیں کہ عشق کو چھپاؤ (لیکن) آفتاب پر مٹی چڑھانا چُھپانا مناسب نہیں۔

اور علی حمزہ بن علی بن ملک بن حسن الطّوسی جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں کہ اسم صفات جو نقطۂ نبوت وولایت ہے۔اس کا موصوف نبیؐ اور دل ہے صفت کو موصوف پر حمل کرتے ہیں۔اور ان کو تابع اور متبوع پکارتے ہیں۔اسی وجہ سے اس کو بنا علی

الفاسد کہتے ہیں یہ کس طرح ہوگا کہ ولی جو نبیؑ کا تابع ہوتا ہے وہ نبیؑ سے افضل ہو جائے حالانکہ نبی متبوع ہے اور اس پر ایمان لانا ہے۔ حال یہ ہے کہ نبیؑ موصوف ومکرم ہے، وحی اور فرشتوں کے نزول کی وجہ سے، اور مامور ہے احکام کی تبلیغ کیلئے اور ادیان کومنسوخ کرنے کے لئے۔ اور قواعد شریعت کو قائم کرنے کیلئے۔ اور دن منسوخ کے امور کو مٹانے اور دور کرنے کیلئے اور ولی ایک اُمتی ہے تمام اُمتیوں میں سے عدم ادارک کی وجہ سے پریشانی میں پڑتا ہے اور نہیں جانتے ہیں کہ یہ فضیلت اور ترجیح ولایت اور نبوت کے درمیان ولی کی فضیلت کی وجہ سے ہے ۔(ولی) جو ایک امتی ہے، اور تابع نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ ولایت ایک مرتبہ ہے جو مرتبہ نبوت سے بھی بڑھ کر ہے اس کے بعد کہ یہ بات مقرر اور ثابت ہے کہ نبی موصوف ہے دوجہتوں سے وہ ایک آئینہ ہے جس کے دورُخ ہیں۔ ایک رُخ شرع کی طرف دوسرا حق کی طرف وہ وجود اور مطلق کے درمیان کلمہ فاصلہ ہے اور برزخ جامع ہے غیر اور لاغیر کے درمیان جیسے دورخ رکھنے والا آئینہ اس کا ایک رخ عالم اجمال ہے اور دوسرا رُخ عالم تفصیل جو رُخ عالم اجمال رکھتا ہے وہ سارخ (سادہ) کہلاتا ہے اور وہ رخ جو عالم تفصیل رکھتا ہے منقش ہے وہ اس سے فیض حاصل کرتا ہے مفیض کے اس افاضے کی وجہ سے وہ روئے منقش جو خلق (کی طرف ہوتا) ہے اس کو نبوت تحقیقی کہتے ہیں بے شک وہ روئے حقانی روئے خلقانی سے فاضل ہوتا ہے۔ دلیل یہ ہے (ترجمۂ حدیث) میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں شب بسر کرتا ہوں اس حالت میں کہ میرا رب (مجھ کو کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے) اس عبارت کا اشارہ اسی صورت کی طرف ہے دوسری حدیث ''مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت نصیب ہوتا ہے کہ جس میں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسلؑ کے سمانے (داخل ہونے) کی گنجائش نہیں ہوتی''۔ میں بھی یہی لطف ہے اور محقق حضرات کہتے ہیں کہ نبیؑ کی ولایت (اس) نبیؑ کی نبوت سے پانچ باتوں کی وجہ سے فاضل تر ہے۔ پہلی بات ولایت صفتِ خالق ہے حسب فرمانِ الٰہی (ترجمہ) اللہ ولی ہے مومنوں کا۔ اور نبوت مخلوق کی صفت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ولایت کا استعمال حق تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے۔ مثلاً الولی الحمید اور نبوت کا استعمال مخلوق کے لئے ہے۔ تیسری بات یہ کہ ولایت ایک باطنی معاملہ ہے اور نبوت ظاہری معاملہ۔ چوتھی وجہ ولایت خاص ہے اور نبوت عام ہے۔ پانچواں سبب یہ کہ ولایت کی حد نہیں ہے اور نبوت کیلئے حد ہے ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد کوئی نبیؑ نہ ہوگا اب جبکہ تو نے ولایت مطلقہ اور نبوت تامہ کو معلوم کرلیا ہے۔ اب یہ بھی معلوم کرلے کہ ولایت کی چار قسمیں ہوتی ہیں چنانچہ شیخ رکن الدین علاء الاولہ سمنانی قدس سرہ (یہ مضمون) لائے ہیں یعنی لکھا ہے کہ (۱) ولایت عظمیٰ جو لاہوتی ولایت ہے۔ (۲) ولایت کبریٰ جبروتی ولایت۔ (۳) ولایت وسطی ولایت ملکوتی۔ (۴) ولایت صغریٰ جو ولایت ناسوتی ہے۔ ولایت عظمیٰ خاتم الانبیاءؑ کا حق ہے اور اس کو ولایت حق کہتے ہیں اور ولایت کبریٰ سارے نبیوں کا حق ہے (علیہم السلام)۔ اور ولایت وسطی تمام اولیاء کا حق ہے۔ قدس اللہ اروا حھم اور ولایت صغریٰ

عام مومنوں کے لئے ہے۔اور عارفوں نے ولایت وسطی کی دو قسمیں کی ہیں،اوران کو(ولایت عن اللہ، ولایت عن الرسولؐ کہتے ہیں چنانچہ ولایت عن الرسولؐ کے معنوں میں اشعار لکھے گئے ہیں۔(۱) نبیؑ آفتاب کے مانند ہے اور ولی ماہتاب کی طرح۔لی مع اللہ کے وقت یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

(۲) نبوت اپنے کمال میں روشن ہوتی ہے (یعنی ظاہر) اور ولایت اس کے اندر آشکار نہیں مخفی ہے۔

ولایت عن اللہ کو کبریٰ کہا جاتا ہے اور خلافت عن الرسول کو خلافتِ صغریٰ کہتے ہیں خلافتِ صغریٰ حکم اخذ کرنا رسولؐ سے قدم قدم پر ایسے اجتہاد کے ذریعہ جو خود بھی اصل ہولیکن خلافت کبریٰ اللہ تعالیٰ سے حکم لینا ہے اور جو اس پر فرض ہوں اس لئے خلافت صغریٰ میں زیادتی کمی۔غلطی صحبت جائز بلکہ واقع ہوتے ہیں۔چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانے کے بعد شریعت ظاہری میں مجتہدوں کے درمیان واقع ہوا (اسی لئے کہتے ہیں) مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور صحیح استنباط بھی کرتا ہے۔لیکن خلافت کبریٰ میں خطا،سہو،زیادتی اور کمی جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں حکم کا اخذ کرنا اخذِ رسالتؐ سے ہے۔باوجود اس کے کہ مصدا حکام الٰہی سے صدور حکم میں وہ رسولؐ کے برابر ہے۔لیکن شریعت کی ظاہر صورت میں رسول کا محکوم اور تابع ہے۔چنانچہ صاحب گلشن راز کہتے ہیں۔

(۱) ولی پیروی کرنے سے ہمدم ہوگیا،اور ولایت میں نبیؑ کا محرم راہ ہوگیا۔

(۲) اِنْ کُنْتُم تُحِبُّوْنَ سے راستہ پاتا ہے یُحببکم اللّٰہ کی خلوت گاہ میں۔

(۳) باطنی لحاظ سے ولی تابع (رسول) ہوتا ہے اور عابد دعویٰ کرنے کے لحاظ سے ولی ہوتا ہے۔

(۴) لیکن وقت پر اس کا کام اتمام کو پہنچتا ہے کہ شروع ہوتا ہے پھر آخر تک پہنچتا ہے۔

(۵) اس کمال سے جو شخص کامل ہے خواجگی کے ساتھ غلامی بھی کرتا ہے۔

(۶) ولایت کو ولی میں پوشیدہ ہونا چاہیئے لیکن نبی میں آشکار ہونا چاہیئے۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کا کلام ان معنوں پر گواہ ہے جس میں کہ یحییٰ بن عقیل خزاعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے سوال کیا اور پوچھا:عرفت اللّٰہ بحمد کو عرفت محمداًباللّٰہ یعنے آپؓ نے خدا کو محمدؐ کے ذریعہ پہچانا یا محمدؐ کو خدا کے ذریعہ جانا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔لو عرفت اللّٰہ بمحمدٍ لکان محمد اوثق من اللّٰہ. ولو عرفت محمد باللّٰہِ ماصحب الٰی رسول اللّٰہ ولکن اللّٰہ تعالیٰ عرفتی نفسہ بلاکیف کماشاءَ وبعث محمداً رسولاً لِتبلیغ القرآن والایمان وثبت الحجة وتقویم الناس علی منھج الاسلام فصدقت بماجاء بہ من عند اللّٰہ الحدیث ای الٰی آخر الحدیث ۔فرمایا اگر خدا کو محمدؐ کے ذریعہ پہچانتا

تو محمدؐ اللہ سے بڑھ کر قابل بھروسہ ٹھیرتے اور اگر محمدؐ کو اللہ کے ذریعہ جان لیتا تو حضرت رسول اللہؐ کی صحبت میں نہ رہتا یعنی ان کی ضرورت نہ ہوتی۔لوگوں نے پوچھا پس کس طرح آپ نے پہچانا۔فرمایا۔ **اَنَّ اللّٰہ تعالیٰ عرّف نفسہٗ** یعنی خداوند تعالیٰ نے اپنے آپ کی تعریف کی ہے۔(تعارف کروایا ہے) کہ ایسا خدا ہے اور حضرت محمدﷺ کو مبعوث کیا قرآن اور ایمان پہچانے کے لئے، حجت قائم کرنے کے لئے، انسانوں کو طریقہ اسلام پر لانے اسلئے میں نے تصدیق کی ان سب باتوں کی جو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے لائے ہیں۔اس لئے کہ آپؐ اپنے خدا کے خلاف نہیں آئے ہیں۔یہیں سے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔اپنی رحلت کے وقت کوئی وصیت نہیں کی کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ آپؐ کی اُمت میں خلافت کبریٰ نہ ہوگی کیونکہ اُمور دین کی ماہیت کو آپؐ جانتے تھے جیسا کہ آپؐ کا ارشاد ہے ''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اس کی نظیر اس کی اُمت میں نہ ہو'' خلافت معنوی بھی ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ و محمد سلام اللہ علیہما جب ظہور کریں شریعت ظاہری میں سے بہت سی چیز اٹھادیں۔جو نبوی شریعت کے موافق نہ ہوں گی۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ جب دو خلیفے بیعت کئے جائیں تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو یہ بات خلافت صغریٰ کے متعلق ہے جو تلوار کے ساتھ مشروط رہتی ہے۔لیکن خلافت کبریٰ مشروط بہ سیف نہیں ہے۔آخر تک۔دیگر۔''جو شخص مر گیا اور اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا وہ شخص جاہلیت کی موت مرا'' اس حدیث کے مضموں میں بڑی صعوبت ہے اس لئے کہ امامت کیلئے شرطیں ضروری ہیں پہلی شرط یہ کہ احکام الٰہی کو نافذ کرنا۔اللہ کے حدود کو قائم کرنا زبردستوں پر غلبہ کرنا۔ممالک کی حدود کا دفاع۔لشکر اسلام کو ہتھیار فراہم کرنا۔مسلمانوں سے صدقات وصول کرنا، چوروں اور لٹیروں کی روک تھام اور لٹیروں کی عیدین اور جمعہ کی نمازوں کو قائم کرنا۔مسلمانوں کے جھگڑے چکانا۔قبولِ شہادتِ قائمہ برحقوق، چھوٹوں کی شادی چھوٹے وہ کہ جن کے ولی نہوں مال غنیمت کی تقسیم وغیرہ وغیرہ اس قسم کا امام ایک ہونا چاہیئے کہ دین و دُنیا کے کاموں کو برے انجام تک پہچانے والا نہ ہو۔اور یہ بھی نہیں چاہیئے کہ وہ ایسی شان وشوکت کی طرف توجہ کرے کہ صرف اس کو ایک عام قسم کی برتری حاصل ہو جائے چاہے جائز طور پر ہو یا ناجائز، اور اگر چہ نظامِ امورِ دنیا ایسے شخص کو حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ دین کا معاملہ جو ایک اہم امر ہے اور بڑا عہدہ ہے پس اگر مذکورہ شرطیں خلفائے راشدین کے بعد سے ہمارے زمانے تک واقع نہیں ہوئی ہیں پس اس مذکورہ مدت میں تمام کی تمام اُمت جاہلیت کی موت مری۔**نعوذ باللّٰہ من ذٰلک**۔آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرے بعد خلافت ۳۰ سال تک ہوگی پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت''۔اگر خلافت سے مراد امامت ہو تو یہ حدیث اول کو تقویت دینے والی ہے امام کے خلیفہ کے زمانے میں اور امت کا جہالت کی موت مرنا اگر امامت کو عام چیز سمجھیں جیسا کہ امامیہ لوگ (شیعہ) سمجھتے ہیں تو سارے اشکال باقی رہتے ہیں۔اس لئے کہ امام کو سب پر ظاہر رہنا چاہیئے جیسا کہ اہل سنت و جماعت

سمجھتے ہیں تاکہ مخلوق اہم کاموں میں امام کی طرف رجوع کرے اور اگر پوشیدہ رہے تو حقیقی مطلوبہ اغراض کے حصول میں اس کی امامت اور عدم (امامت) مساوی ہوگی۔ پس مشکل امر یہ ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام کے زمانے سے خلفاء راشدین کے بعد سے کوئی شخص ان اوصاف سے موصوف نہیں رہے خصوصاً اس زمانے میں علماء وفقراء کی اکثر جماعتیں اس امر پر استوار ہوگئی ہیں کہ ہمارا امام قرآن ہے اس دلیل سے کہ القرآن امام یعنی قرآن امام ہے کیونکہ قرآن امام مبین امور دنیا و دین ہے۔ نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز ایسی ہے جو اس روشن کتاب میں نہ ہو۔ (سورہ انعام) یہ بات کہ امامت ان اوصاف سے مشروط ہے کوئی مضبوط اور سیدھی بات نہیں کیونکہ قرآن مشترک اللفظ ومعنی ہے یہاں تک کہ مذکورہ شرطوں کے ساتھ قائم ہوسکے اور امام قاطق اور صاحب سیف وعلم ہونا چاہیئے اور وہ بات جو اہل سنت کہتے ہیں کہ ''میرے بعد خلافت ۳۰ سال تک رہے گی'' اس بات سے مراد خلافت کاملہ ہے جو بدعت اور کسی قسم کی ملاوٹ سے مخلوط نہ تھی یہ بات بھی تاویلِ ضعیف ہے۔ اس بات سے تو لازم آتا ہے کہ اپنے زمانے کے بہت سے امراء وسلاطین تاریخی اور حقیقی طور پر باوجود کثرت ظلم امام ہوں یہ بات تو مناسب نہیں اب اس عقیدہ کے اجمال اور تنگی کا حل پانے کیلئے غیب سے الہامی اشارے اور بزرگوں سے دریافت کر کے ان معنوں کو بیان کیا جاتا ہے انشاء اللہ ارباب ذوق کیلئے باعث اطمینان ہوں گے۔ جاننا چاہیئے کہ ہم امامت کو واقع ہونے اور لیاقت رکھنے کے اعتبار سے پاتے ہیں ایک امامت عامہ، دوسری امامت خاصہ امامت عامہ تو وہ ہے جس کا ذکر کیا جاچکا ہے یعنی تلوار کے ساتھ قلم سے شبہات کو دور کرتا ہے اور مخالفتیں اور جھگڑے تلوار کے ذریعہ دور کئے جاتے ہیں اور بے شک قریبی زمانے میں کوئی ان اوصاف سے موصوف نہ ہوگا، یا قابل نہ ہونے سے یا اپنے مددگاروں کی کمی سے پس امامت عامہ کو ان ہی مواقع کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن امامت خاصہ تلوار اور مددگاروں کے ہونے پر مشروط نہیں ہے کیونکہ یہ اوصاف تو دعوت عامہ کیلئے مقرر ہیں پس ان کا نہ ہونا امامت خاصہ کیلئے رکاوٹ نہیں ہے بلکہ یہ اوصاف اس امامت کو واقع کرنے والے ہیں یہاں ایک لطیفہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ امامت عامہ میں غیر کی شرکت ممنوع ہے جیسا کہ خلافت صغریٰ وکبریٰ کے سلسلہ میں کہا جاچکا ہے یعنی امامتِ ظاہری کیلئے ایک شخص کے سوائے دوسرا ضروری نہیں کہ جس سے امامت ظاہری کا قیام ہو۔ لیکن خلافت معنوی کیلئے ایک ہی وقت میں چند اشخاص بھی موزوں ہوسکتے ہیں جن میں سے ہر ایک قوم کی امامت اور ہدایت میں مشغول ہوسکتا ہے۔ چنانچہ احکام کا نفاذ حدود اللہ کا قیام شیاطین وسلاطین ممالک کی سرحدوں کا دِفاع فوجی تیاری حق تزویج (؟ صغار کی شادیاں) صدلات کی وصولی، زبردستوں چوروں، نفس، شیطان اور لٹیروں اور شہوت پرستوں پر غلبہ جمعہ اور عیدوں کا قیام یہ لوگ کر سکتے ہیں اور رفع شبہات اور قطع منازعات کیلئے جس چیز کی ضرورت ہو اس کو انجام دے سکتے ہیں چنانچہ مشائخ عظام اور ان کی پیروی کرنے والوں کے حالات سے معلوم ہوسکتا ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ یہ جماعت دنیا میں

نہ ہوا گر یہ لوگ دنیا میں نہ ہوں گے تو خود دنیا باقی نہ رہے گی جیسا کہ حدیث ہے کہ ان ہی لوگوں کی وجہ سے دوسروں کو رزق دیا جاتا ہے اُن پر بارش برسائی جاتی ہے اور اس امت میں انہی کی وجہ سے بلاؤں کو دور کیا جاتا ہے۔ بلکہ ایسا ہے کہ بعض بعض کا امام ہوتا ہے چنانچہ بیٹے کا امام باپ اور شاگرد کا امام استاد جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہوتا ہے۔ یہ آیتیں ان ہی معنوں کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔ اور حدیث کے الفاظ کہ ''جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا''۔ ضمیر کے پھیرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے فقہ میں ایک فروعی مسئلہ ہے کہ اگر دو شخص باہم نماز پڑھیں تو چاہیئے کہ ایک ان میں سے دوسرے کا امام بن جائے ایک ہی فضیلت سے وہ افضل نہیں ہوجاتا ہے تعجب ہے کہ جس کا قد لمبا ہے وہ امامت کیلئے زیادہ موزوں ہے اور جو شخص چند فضیلتوں اور اوصاف میں زیادہ تر لوگوں سے کچھ کم وزیادہ ہے۔ اس کی امامت مناسب نہیں ہے حالانکہ حدیث صلعم اسی مطلب پر مشتمل ہے۔

مشائخ عارفوں میں سے ایک نے ایسا کہا ہے کہ ساتوں اقلیموں میں سے ہر ایک اقلیم میں ایک قطب ہوتا ہے اور اس اقلیم کے امور کا انتظام اسی سے ہوتا ہے اور ہر شہر میں بھی ایک قطب ہوتا ہے اور اس شہر کے امور کا قیام اسی سے ہوتا ہے۔ اور ہر محلّہ میں ایک قطب ہوتا ہے بلکہ ہر گھر میں ایک قطب ہوتا ہے کہ اس گھر کے تمام امور کا اسی پر انحصار ہوتا ہے جیسے کہ صاحب خانہ ہو پس اس سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ امامت عامہ منقطع ہے لیکن امامت خاصہ منقطع نہیں اور اس میں کوئی بحث نہیں بلکہ بحث تو اس معاملہ میں ہے کہ آدمی دین ودنیا کے امور جو کہ معاش اور معاد سے متعلق ہرگز اس کی پیروی نہیں کرتا اور کبھی بھی شیخ وامام وپیشوا اور خلیفہ نہیں بناتا اور کسی کو بھی ایک حیثیت سے قابل تسلیم نہیں سمجھتا اس دنیا میں اس کو اپنا قائد تسلیم کرلے۔ پس بیشک اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ وہ بے دین مرے گا۔ جب کہ آنحضرت علیہ السلام کا قول ہے کہ جس کا کوئی شیخ نہ ہو اس کو دین نہیں گزرا کہ اس کی امت میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ اور ایسا کبھی نہ ہوگا کہ امت اس کی نظیر سے خالی رہے۔ چنانچہ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کبھی کسی بلا میں مبتلا ہوجائیں تو اس طرح کہا کریں۔ کہ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یہ کلمہ تمہیں اس پریشانی سے چھٹکارا دلاتا ہے اس لئے دنیا میں باطنی امام موجود ہے اگرچہ امام ظاہری موجود نہ ہو اور حقیقت میں امام اور خلیفہ میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ چنانچہ شیعہ کہتے ہیں کہ امامت خاص ہے۔ چنانچہ راہبر کوئی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مختلف اعتبارات سے مثلاً شیخ پیشوا، ہادی۔ دانا۔ بالغ، کامل، مکمل، امام، خلیفہ، قطب، صاحب زماں، جام جہاں نما، آئینہ گیتی کشا، تریاک، بزرگ اکسیر اعظم، گوگرد احمر، وکبریت الاحمر وعیسیٰ صفت، جو مردوں کو زندہ کرتا ہے، خضر صفت جس نے آب حیات پی لیا ہے، اور سلیمان جو پرندوں کی زبان جانتا ہے۔ اور یگانہ عصر وساقی باقی مجلس وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ سب جو کہا گیا ہے صوفیوں کی بات ہے۔ لیکن اہل سنت کا صحیح اعتقاد یہ ہے کہ ان کے پاس امامت کیلئے عصمت

شرط نہیں ہے لیکن امامیہ (شیعون) کے پاس امامت کیلئے عصمت کی شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا عہد بے انصافوں کو نہیں پہنچتا (امامیہ کا یہ) قول حجت نہیں کہ اِن کے پاس غیر معصوم ظالم ہے اس مسئلہ میں یہ لوگ مخاطب نہیں ہیں۔ اور امامت ان (شیعوں) کے پاس چار شرطوں سے موصوف و مشروط ہے وہ (چار شرائط یا اوصاف یہ ہیں کہ) عدالت توحید۔ عصمت اور ریاست دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کے پاس امامت کی دو قسمیں ہیں امامت متبوع اور امامت تابع امامت متبوع نبیوں کی امامت ہے آدم سے خاتم علیہما السلام تک اور امامت تابع ان کے اوصیاء کی امامت ہے۔ اور وہ (امامت) بارہ اشخاص تک محدود ہے یعنی ہر متبوع کے بارہ تابع ہوتے ہیں اوصیاء میں سے چنانچہ آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، و مصطفےٰ علیہ السلام کے توابع ۷۲ ہوتے ہیں کہ ہر نبی کیلئے ۱۲ اوصیاء تھے اور حضرت محمد علیہ السلام کے آخری وصی حضرت مہدی آخر الزماںؑ ہیں۔ اسی طرح مشائخ کے رسالوں میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن امامت وسطی بعثت کے بعد کی امامت ہے اور وہ مخصوص نہیں ہے۔ جب کہ کہا جا چکا ہے بلکہ عام ہے کہ امامت اور خاتم امامت مہدی آخر الزماںؑ ہیں اور بالاتفاق ان کو محمد مہدی کہتے ہیں۔ اور امامیہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ وہ امام حسن عسکری کے فرزند ہیں اور زندہ ہیں۔ اور دشمنوں کے ڈر سے ظاہر نہیں ہوتے اور جب وقت آجائے گا اور انصار و اعوان پیدا ہو جائیں گے تو وہ ظاہر ہو جائیں گے آج کل اپنے چاہنے والوں کی نظروں سے چھپے ہوئے ہیں اور جب ظاہر ہوں گے تو رہنمائی بھی کریں گے اور بعض (شیعہ) یہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے انہیں نہیں دیکھا اور نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ یہ لوگ اُن کا انتظار کر رہے ہیں غار سر من رائی سے جس کو عوام غار سامرہ کہتے ہیں اہل سنت کے پاس ایسا اعتقاد منع ہے چونکہ مہدیؑ کے بارے میں حدیث ہے کہ وہ محمد بن عبداللہ ہوں گے۔ وغیرہ اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ مہدیؑ کے تعین اور انکے خروج کے بارے میں بہت سے مشائخ اور علماء نے غلطی کی ہے اور اس مسئلے میں بہت سے قتل کئے گئے ہیں اور اب کیا ہوگا (معلوم نہیں) اور بعض اہل کشف کے واقعہ پر بھروسہ نہیں ہوسکتا ہے جیسا کہ شیخ المشائخ سعد الدین الحموی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ عالم حقالیقین میں ہے۔ اور وہ الوہیت ہے۔ اور یہ الٰہیت عالم اخوان میں یہ اور یہیں سے یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ کبھی نہیں مریں گے جیسے خضرؑ و الیاسؑ جو حق تعالیٰ کی جانب سے آبِ حیات پی چکے ہیں۔ اور اس آیت میں ان کے خروج کا اشارہ ہے۔ ''اور وہ اگر صبر کرتے یہاں تک کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا''۔ (سورہ حجرات ۵) یہ آیت اُن (مہدیؑ) کے خروج کا اشارہ ہے۔ اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی) کی خوشخبری سنا دو'' (سورہ بقرہ آیت ۱۵۵) یعنی خروج مہدیؑ کی خوشخبری لیکن وہ تاریخ جو خروج مہدیؑ کے متعلق مشائخ سے روایت کی گئی ہے کتابوں کے مراتب کے لحاظ سے مختلف ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا بیان دوسرا ہی مطلب رکھتا ہے۔ کیونکہ

یہ معنی کوئی راز نہیں ہے جو وہ ہر نا محرم کے درمیان رکھتے ہیں جو راز سے واقف ہو جاتا ہے اس کی زبان بند کر دیتے ہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد حضرات کے سوا دوسرے کو اس راز کی خبر نہیں اور اگر اتفاقاً دریائے تحقیق کے تموج سے ایک موج ساحلِ وجود پر گراتے ہیں۔تو سوائے کل کے لئے اشارہ و کنایہ کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بات وہ ہے کہ جس کے باطن میں ہماری امید یقین سے بڑھ کر ہے۔الخ ان کا ظاہر نہ ہونا ممکن نہیں ہے بقول مخبر صادق علیہ السلام جس نے مہدیؑ کے خروج کا انکار کیا اس نے کفر کیا اس بات سے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔اور انکے بارے میں حدیثیں بہت ہیں اور ائمہ و مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے اور تواتر کی حد تک پہنچ چکا ہے اور ان کے خروج کا سب کے سب انتظار کر رہے ہیں۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کرے۔اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے''اے کاش میں بھی انکے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد حاصل کرتا''(سورہ النساء آیت ۳) حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مبارک نام ہیں ایک ازلی نام ہے جسد سے وابستہ ہونے سے پہلے کا وہ احد ہے، دوسرا نام دنیاوی جسد میں آنے کے بعد ہے اور وہ محمدؐ ہے۔ اور ایک نام ابدی ہے جو آپ کا آخری نام ہے اور وہ محمود ہے۔الخ پس لاہوت میں ایک نقطہ ہوتا ہے جس کو مختلف صفات کی وجہ سے، حیات، علم، ارادہ، قدرت سمع بصر پکارتے ہیں۔ملکوت میں عقل اول اور نفس کلی اور شرع کی زبان میں اس کو ملائکہ کرّوبی اور روحانی سمجھتے ہیں اور ناسوت کے عالم میں اس کو آدمؑ۔ابراہیمؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کہتے ہیں۔اور جب وہ نقطہ ولایت وسطی کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے تو اس کو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، جعفرؒ، بایزید، جنیدؒ اور محمد مہدیؑ نام دیتے ہیں۔جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

اگر عشق تجھے اپنا چہرہ دکھائے تو
تیرے آئینے وجود میں جان نظر آئے
(اگرچہ کہ) وہ دائرہ ایک نقطہ سے بڑھ کر نہیں ہے
(لیکن) اس سے سینکڑوں دائرے ظاہر ہوتے ہیں
وہ نقطہ تیری اور حرکت سے
زمانے میں سینکڑوں دائروں کو ظاہر کرتا ہے
تیزی کی وجہ سے نقطہ کا دور قائم (نظر) آتا ہے
اور ایک جگہ پر ٹھیرا ہوا دکھائی دیتا ہے
وہ نکتہ تیرے لئے غیب کی شہادت دیتا ہے

ظاہر اور نمایاں ہوکر نظر آتا ہے
ہر لحظہ تیرے لئے جمال مطلق کو
این و آن کی صورت میں دکھاتا ہے
اس نقط کو بیان کرتا ہوں کہ کیا چیز ہے
اگر چہ کہ تم کو صرف گمان معلوم ہوتا ہے
جان لے کہ وہ نقطہ نور کا ظل ہے (سایہ ہے)
وہ نور جان کے سِواء معلوم ہوتا ہے
اگرچہ کہ وہ نور ہمارے پیغمبر کا ہے
(وہی نور) اب تجھے حق (واضح طور پر) دکھائی دیتا ہے

اس طرح حضرت جامع رسالت محمد مہدی علیہ السلام کی معرفت میں فرما چکے ہیں کہ حضرت رسالت پناہؐ نبوت کا زمانہ (گزرجانے کے بعد) دوسری مرتبہ خروج نہیں کریں گے کہ اولیاء کی صورت میں ظاہر ہوں اور آخری بار مہدیؑ کی صورت میں ہوں گے۔ کہ مختلف صورتوں میں اپنے دین کی نصرت کریں اور ہم نہیں جانتے کہ اس بیان اور تناسخ میں کیا فرق ہے۔ اختلاف کی وجہ کہی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مولانا جلال الدین نے اس مطلب کو جیسا کہ مشہور ہے اپنی فارسی زبان میں بیان کیا ہے مستزاد

(۱) ہر لحظہ وہ چالاک محبوب ایک نئی شکل میں ظاہر ہوا اور میرا دل لے کر چل دیا۔
(۲) ہر دم ایک دوسرے ہی لباس میں وہ یار نمودار ہوا کبھی بوڑھا اور کبھی جوان بن کر۔
(۳) کبھی کسی حوض یا چشمہ میں گارے کے مانند نیچے اتر گیا (غواص معانی)
(۴) کبھی پہاڑ کے نیچے سے خشک مٹی کی شکل میں برآمد ہوا۔ بعد میں اسی سے دنیا بنی۔
(۵) کبھی نوحؑ (پیغمبر) ہو گیا اور اپنی بدعا سے ساری دنیا کو ڈبویا اور خود کشتی میں بیٹھ کر چلا گیا۔
(۶) کبھی خلیلؑ (ابراہیمؑ) بن گیا اور آگ کے (دل کے) بیچ سے نکل آیا آگ گلزار بن گئی۔
(۷) یوسف بن کر ملک مصر سے اپنی قمیص روانہ کی جو دنیا بھر کو روشن کرنے والی تھی۔ دیدۂ یعقوب علیہ السلام سے نور کی طرح ظاہر ہوا۔ یہاں تک مشاہدہ ہو گیا۔

حق بات یہ ہے کہ یہ بیضا (موسیٰ کے روشن ہاتھ) میں وہی تھا چرواہوں کا کام کر رہا تھا۔ پھر لکڑی بن گیا اور سانپ کی

شکل میں ظاہر ہوا۔اسی سے سحر کرنے والا ہو گیا۔تھوڑی دیر تک زمین پر گھومتا رہا تفریح کی خاطر۔

پھر عیسیٰؑ بن گیا اور گھومنے والے گنبد پر ظاہر ہوا۔تسبیح پڑھنے والا بن گیا۔

ایوبؑ بن کر رات دن صبر کرتا رہا اور آپ ہی رنج اور بلا بن گیا۔اور دل میں نالۂ امان بن گیا۔اس کی آنکھیں تمام کی تمام جان بن گئیں یونسؑ بن کر مچھلی کے پیٹ میں دریا میں رہا۔طہارت کی غرض سے موسیٰ بن کر دیدار کا طلب کرنے والا بنا اور طور پر چلنے لگا یہ تمام وہی تھا جو کہ آتا تھا اور جاتا تھا۔جسے لوے ہر قرن میں دیکھا آخر میں اُس عرب کی شکل میں ظاہر ہوا اور دنیا کا بادشاہ بن گیا۔نسخ کیا ہے؟اور تناسخ کیا ہے۔حقیقت میں وہ دلبر زیبا تلوار بن کر کرار کے ہاتھ میں ظاہر ہوا اور دنیا کو قتل کرنے والا بن گیا۔نہیں نہیں وہ تو وہی تھا جس نے اناالحق کہا تھا۔منصور کی صورت میں اور وہ جو سولی پر چڑھا منصور نہیں تھا۔ ناداں غلط خیالوں میں پڑ گئے۔

رومؔی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہیں کہتا ہے اس کا انکار مت کرو۔جو شخص انکار کرتا ہے کافر بن جاتا ہے اور دوزخیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔سید علی ہمدانیؒ شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ جب جبرئیلؑ حضرت رسول اللہ علیہ السلام پر نازل ہوتے ،رسالت کی ادائی سے پہلے رسول علیہ السلام سبق لیتے تھے اور وہ احکام پڑھتے کیونکہ باطن میں واقف تھے علم الٰہی سے یہاں تک کہ فرمان الٰہی پہنچا۔اور قرآن کی وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے کے لئے جلدی نہ کیا کرو (۱۱۴ طٰہٰ) یعنے ولایت کے اظہار کا وقت نہیں ہے اس وقت اعمال نبوت انجام دیجئے نیز خاتم ولایت شریعت کے تابع ہوتا ہے۔ظاہر میں اگر چہ ان احکام کو باطن میں حق سے لیتا ہے کیونکہ خاتم ولایت واقف ہے اس سے جو عالم میں ہے احکام الٰہی سے،اور احکام الٰہی میں ایک شریعت محمدی ہے پس خاتم الاولیاء باطن میں اُن احکام کو معدن سے لیتا اور جو چیز لیتا ہے وہ محمدؐ کے پاس لاتا ہے۔لیکن ظاہر میں رسول سے لیتا ہے اور جان لو کہ اس کی شرع میں جو ثابت ہو اس پر عمل کرتا ہے اور فصوص الحکم میں مذکور ہے ’’اگر چہ کہ خاتم الاولیاءؑ شریعت میں تابع ہے اس حکم کے جو خاتم المرسل شرعی احکام میں لائے ہیں پس یہ پیروی خاتم الاولیاءؑ کے مرتبہ کے لئے مضر نہیں ہے اور نہ مخالف ہے اس چیز کی جس (رویت حق) کی طرف ہم گئے ہیں کیونکہ ایک وجہ کے اعتبار سے خاتم الاولیاء کم تر مرتبے والا ہوتا ہے۔جیسا کہ وہ ایک وجہ سے برتر مرتبے والا ہوتا ہے،اور ہماری ظاہری شریعت میں وہ چیز ظاہر ہوئی جس کی طرف ہم گئے ہیں۔حضرت عمرؓ کی فضیلت کے معاملہ میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ نے جو حکم کیا تھا اور کھجور کی تائیر کے معاملے میں پس کامل کیلئے لازم نہیں ہے کہ ہر چیز میں اس کے لئے پیشوائی ہو اور حقیقتاً کاملوں کی نظر معرفت حق کے معاملہ میں پیشوائی کے لئے ہے۔کاملوں کو اسی سے تعلق ہے دنیاوی حوادث سے ان کے دلوں کو کوئی تعلق نہیں ہوتا۔پس وہ چیز ثابت ہوگئی جس کا ذکر ہم نے کاملین کی

نظر کے بارے میں کیا ہے اور وہ برتر ہے مرتبہ میں علماء باللہ سے اور نہیں ہے یہ علم اصلاً کسی کے واسطے مگر خاتم المرسلؐ کے لئے اور خاتم الاولیاءؑ کے لئے اور نبیوں اور رسولوں میں سے کوئی بھی حق تعالیٰ کو نہیں دیکھتا ہے مگر نورِ طاقدان خاتم المرسلؐ سے اور نہیں دیکھتا ہے کوئی ولی، اللہ تعالیٰ کو مگر خاتم الاولیاءؑ کی مشکوٰۃ سے (یعنی تمام رسول، خاتم المرسلؐ سے فیض لیتے ہیں اور وہ خود اپنے باطن سے فیض حاصل کرتے ہیں کہ وہ باطن خاتم الاولیاء ہے)۔اور تمام پیغمبر آدمؑ سے خاتمؑ تک ہر ایک نور طاقدان خاتم الانبیاءؐ سے فیض لیتے ہیں اگرچہ کہ یہ نبیؐ مادی حیثیت میں آخر میں پیدا ہوئے ہیں۔پس خاتم الانبیاءؑ اپنی روحانیت کے ساتھ موجود تھے اور یہ بات آپؐ کے ارشاد سے ثابت ہے کہ میں اس وقت نبیؐ تھا جب کہ آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور آپ کے سوائے دوسرے پیغمبر مبعوث ہونے کے بعد پیغمبر ہوئے اور اسی طرح خاتم الاولیاءؑ ولی تھے اس وقت جب کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔اسی لئے حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ خاتم ولایت کی مدح میں فرماتے ہیں۔

(۱) جدائی اور فراق کی وجہ سے عالم کی جان نکل آئی اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے۔

(۲) (آپؐ کے سوا) دوسرا کوئی رحمتہ اللعالمین نہیں ہے پھر آپ محرومون سے فارغ کیوں بیٹھے ہیں۔

(۳) اے لالہ سیراب خاک سے اٹھ۔نرگس کی طرح کب تک سوئے گا اٹھ۔

(۴) یمن کی چادر سے سر مبارک باہر نکالئے کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک زندگی کی صبح ہے۔

(۵) ہماری غمگین رات کو (روشن) روز بنا دیجئے اپنے دیدار سے ہمارے روزگار کو کامیاب کیجئے۔

(٦) عنبر کی بو دینے والا جامہ تن مبارک پر پہن لیجئے اور سر مبارک پر کافوری عمامہ باندھ لیجئے۔

(۷) اپنے گیسوؤں کو سر کے نیچے لٹکائے اپنے پائے مبارک پر سرورواں کو ڈالئے۔

(۸) طائف کے خوشبودار سرخ رنگ کے چمڑے سے اپنے پاوؤں کیلئے نعلین بنوائے اور ہماری جانوں کے رشتہ سے اِن نعلین کو تسمہ لگوایئے۔

(۹) ایک عالم نے تیرے راستے میں آنکھیں بچھا دی ہیں اور فرش کی طرح پابوسی کی دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۰) جو گر چکے ہیں ان کی مدد کیجئے اور دل دادگان کی دل داری کیجئے۔

حضرت نظامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آپؐ ہی دونوں عالم میں منتخب (ہستی) ہیں
اگر آپ کے جیسا کوئی اور بھی ہے تو وہ بھی آپ ہی ہیں

خواجہ حافظؒ فرماتے ہیں۔

اے دل یہ خوشخبری سن کہ ایک مسیحا نفس
آرہا ہے کہ اس کے انفاسِ خوش سے کسی اور کی بو آرہی ہے

اہل اسلام میں تمام کامل اور اُمت رسول علیہ السلام کے تمام فاضل اس بات پر اتفاق کر چکے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کو جو بزرگیاں حاصل ہیں وہ اُمت مرحومہ میں کسی کو نصیب نہیں ہیں حضرت رسولؐ نے کسی کے حق میں ایسا نہ فرمایا کہ اگر دنیا (کی زندگی سے) ایک روز بھی باقی رہ جائے تو خدائے تعالیٰ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ میرے اہلِ بیت سے ایک مرد کو مبعوث کریگا اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے والد کے نام کے جیسا ہوگا اور اس کی ماں کا نام میری ماں کے نام کے جیسا ہوگا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کے آنے کا وعدہ فرمایا ہے اور جو شخص خلیفۃ اللہ کے موعودیت کا انکار کرے کافر ہوجائے گا۔ اسی لئے فرمایا جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ صرف مہدیؑ کا انکار کفر نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام موعودات کا انکار موجبِ کفر ہے۔ فرمایا جس نے دجال کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔ یعنی اگر کوئی انکار کرے کہ دجال نہ آئے گا تو کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ دجال کا انکار رسولؐ مختار کے فرمان کے انکار کی طرف لیجاتا ہے۔ اگرچہ احادیث خروجِ مہدیؑ خروجِ دجال، خروجِ یاجوج ماجوج، دابتہ الارض اور عیسیٰؑ کا نزول اَحاد کی قسم سے ہیں۔ لیکن بہت سی روایات تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہیں جن میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور مہدیؑ کی عصمت رسولؐ ایزدی کے فرمان سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بے شک وہ میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔ یعنی تحقیق کہ مہدیِ موعودؑ میرے قدم پر قدم رکھے گا اور خطا نہ کرے گا۔ اور رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کالی جھنڈیاں دیکھو جو خراساں کی طرف سے آئی ہیں تو وہاں آجاؤ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے یعنی رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب سیادت کی جھنڈیاں دیکھو جو خراساں کی جانب سے آرہی ہیں پس ان کے نزدیک چلے جاؤ کیونکہ اُن میں مہدیؑ ہے جو اللہ کا خلیفہ ہے۔ اور اُمت رسول اللہؐ میں یہ عصمت ان کے سوائے (مہدیؑ کے سوائے) کسی اور کو حاصل نہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا ہے کہ کبھی صحیح کہتے ہو اور کبھی غلط۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''میری اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے کہ میں اس اُمت کے شروع میں ہوں اور اس اُمت کے آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور مہدیؑ جو میری اہل بیت سے ہیں اس اُمت کے درمیان ہوں گے۔ پس حضرت رسولؐ نے مہدیؑ کو اس اُمت کے ایمان کی ہلاکت کو دفع کرنے کا باعث قرار دیا ہے۔ اور اس حدیث سے بھی بہت سی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ مہدیؑ کا آنا ضروری ہے اور اس کے آئے بغیر اُمتِ رسول اللہ ﷺ ایمان کی ہلاکت سے نجات نہ پاسکے گی اس لئے ان کا آنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح رسول علیہ السلام کی ذات سے

اُمت کی ہلاکت کا دفع ہونا ہے اسی طرح مہدیِ موعود علیہ السلام سے اُمت کی ہلاکت دفع ہوگی۔اسی ضمن میں مہدیؑ کی تسویت رسول مقبولؐ سے ثابت ہوتی ہے۔تیسری بات آمد کے زمانے کا وعدہ۔چہارم یہ کہ ان کی بعثت کا زمانہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس اُمت کا درمیانی زمانہ ہوگا۔پس جس طرح رسولِ مقبولؐ نے فرمایا تھا اسی طرح صاف صاف طور پر وقوع میں آچکا ہے اور نیز اس حدیث کے مضمون سے دوسری باتوں کا بطلان بھی ہوجاتا ہے کہ عیسیٰؑ ومہدیؑ ایک زمانے میں آئیں گے اور دوسری بات جو اس حدیث سے اِشارتاً معلوم ہوتی ہے کہ وہ مہدیؑ اپنے زمانے کے مختار ہوں گے جس طرح رسول علیہ السلام اپنے زمانے کے مختار تھے اور کوئی بھی آنحضرتؐ کے مقابل کا نہیں ہے اور شیخ محی الدینؒ ابن عربی فصوص میں لکھتے ہیں کہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء علم میں مساوی ہیں یعنی خاتم انبیاء و خاتم اولیاء علم سکوتی میں برابر ہیں۔اور اس علم سکوتی کا جو سارے علوم سے اعلیٰ ہے خاتمین علیہما السلام کے سوائے کوئی اور حاصل نہیں ہے۔اور محی الدینؒ عربی کا قول ہے کہ تمام انبیاء خاتم الرسل سے فیض اٹھاتے ہیں اور خاتم الرسل کو اپنے باطن سے فیض ملتا ہے اور وہی ذات مہدی علیہ السلام ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت خاتم رسالتؐ نبی ہو چکے تھے اگرچہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے اور اسی طرح مہدی علیہ السلام ولی ہو چکے تھے اور آدمؑ ابھی پانی اور مٹی میں تھے پس یہ شرف و بزرگی اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے خاتم الولایت کے کس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے۔غور سے دیکھئے کسی کو بھی یہ شرافت اور بڑائی حاصل نہیں ہے۔یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تو بہت بڑے فضل والا ہے۔اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے حضرت مہدیؑ کو خاتم الاولیاء فرمایا چنانچہ ارشاد کیا کہ:۔

آگاہ ہوجاؤ کہ خاتم الاولیاء موجود ہوں گے (تشریف لائیں گے)۔اور خاتم کا مرتبہ سب سے اونچا ہوتا ہے اور اس مرتبہ پر اس اُمت مرحومہ میں ان کے سوائے کوئی نہیں پہنچا ہے اور محی الدین عربی رحمتہ اللہ علیہ فصوص الحکم میں لکھ چکے ہیں کہ روز حشر تمام انبیاء خاتم الانبیاءؐ کے جھنڈے تلے رہیں گے۔اور جملہ اولیاء خاتم ولایت محمدیہؐ کے جھنڈے کے نیچے رہیں گے۔پس ان مضامین سے تسویت مہدیؑ رسول مقبولؐ کے ساتھ اور آپ کی فضیلت اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اولیاء پر ثابت ہوتی ہے اور محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مہدی آخرالزماں بعض پیغمبروں سے افضل ہوں گے اور ہمارے نبیؐ کے عدیل ہیں اور یہ فضیلت مہدیؑ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔حضرت رسالتؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرما چکے ہیں کہ اگر ابوبکرؓ کا ایمان ایک پلہ میں اور تمام اُمت کا ایمان دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو یقیناً ابوبکرؓ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوجائے گا بہ نسبت تمام اُمت کے ایمان کے پلّہ کے اور ابوبکرؓ کا ایمان ایک پلّہ میں رکھیں اور دوسرے پلہ میں نبیوں میں سب سے کم نبیؑ کا ایمان رکھیں تو نبی علیہ السلام کا ایمان ابوبکرؓ کے ایمان کے پلہ کے مقابل بھاری ہوجائے گا۔

اُس پلّہ کے مقابل یہ پلہ کچھ بھی نہیں ہوگا پس کم ترین نبی علیہ السلام کی شان ایسی ہے تو سرورِ انبیاءؐ کی شان کیسی نہ ہوگی کہ تمام الوالعزم انبیاءؑ ان کی ذات سے فیض حاصل کرتے ہیں اور روزِ حشر تمام انبیاء اس سرورؐ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مہدیؑ میرے دین کی نصرت کے لئے مبعوث ہوگا اور رسم عادت و بدعت کو زائل کردے گا اور میری سنت کو قائم کرے گا پس یہ مضمون آپؑ کی شرافت اتم اور کامل کرامت کیلئے مضبوط دلیل ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی اور بزرگی نہیں اور آپؑ کا مبعوث ہونا صرف اسی غرض کے لئے ہے اور رسول اکرم ﷺ نے یہ بات کسی اور کی شان میں نہیں فرمائی ہے اور کسی کو ایسی بشارت نہیں دی ہے نہ ابوبکرؓ کو ایسی بشارت دی ہے اور نہ عمرؓ کو باوجود کہ شیخین سے اسلام کو بڑی قوت حاصل ہوئی ہے۔ اور آنحضرتؐ کو عمر فاروقؓ سے جو مدد ملی ہے کسی سے ایسی مدد ظاہر نہ ہوئی آپ کئی ملکوں کو اپنے اقتدار میں لائے۔ اور بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اِس نصرتِ ظاہری کو بطور نصرت شمار نہ فرمایا بلکہ مہدیت کے دعوے کو نصرت شمار کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ دعوئے مہدیت کے بعد آپ نے بطور سزا کسی پر تلوار نہیں چلائی ہے۔ بلکہ خدا کے راستے میں اپنے آپ کو مکمل طور پر حوالے کردیا ہے۔ عمرؓ کی نصرت اور مہدی علیہ السلام کی نصرت میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ عمر فاروقؓ نے انسانوں کے سروں کو ظاہری بتوں کے سجدے سے رہا کرایا اور خاتم الاولیاءؑ نے لوگوں کو باطنی بتوں کی پرستش سے رہا کیا اور ان کے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کیا اور شرک عظیم سے کہ اس سے چھٹکارا پانا مشکل کام ہے محفوظ کیا اور اس کام کی تکمیل بھی حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم چھوٹے جہاد سے واپس ہوئے ہیں۔ بڑے جہاد کی طرف۔ بدعت نو پیدا چیز کو کہتے ہیں پس کوئی چیز نئی نہیں ہے صرف ہمارا موہومی علم خود ہم کو درمیان میں لاتا ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اسی بات سے منع کیا ہے کلمہ طیبہ کے معنوں میں فرمایا ہے کہ جو کچھ بھی ہے تو ہے میں کچھ نہیں ہوں۔ اے حافظ تو خود درمیان یہ خودی کا پردہ ہٹادے

اور اسی غرض کیلئے حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے۔

صاحبِ زماں مہدیؑ کا کرم ہے کہ آپؑ نے حقیقتِ احد کو ظاہر کردیا۔

کونین ابدی طور پر زندہ ہوگئے کیونکہ جو چیز بھی ہے وہ ولایت سے ظاہر ہوئی ہے۔

جو آپ کے مبارک دم سے تلقین ہوگیا۔ ایک ہی دم میں اس کا قدم فرشتہ سے بلندتر ہوگیا ہے۔

اس کی نو پیدائش قِدم میں گم ہوگئی۔ کیونکہ جو چیز بھی ہے وہ ولایت سے ظاہر ہوئی۔

سنت نبوی کو قائم کرنے سے یہی مقصود ہے کہ نبی علیہ السلام کے قول و فعل حال کی متابعت کریں حضرت نبی علیہ السلام کے فعل و حال یہ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ”اپنے رب کے پاس شب بسر کرتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے

اور پلاتا بھی ہے اور اللہ کے ساتھ میرا ایسا وقت گزرتا ہے کہ اس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے اور سعدالدین حموی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مہدیؑ ہرگز خروج نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کے نعلین کے تسموں سے توحید کے اسرار سنے جائیں گے اور یہ فضیلت آپؐ کے سوائے کسی اور کو حاصل نہیں ہے اور ابوذرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بھائیوں کے دیکھنے کی بڑی آرزو رکھتا ہوں کہ ان کی شان انبیاء کی شان جیسی ہوگی اور وہ لوگ خدائے تعالیٰ کے پاس شہداء میں شمار ہوں گے۔ اور یہ لوگ حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے باپوں ماؤں اور بھائیوں اور بہنوں اور بیٹوں سے دوری اختیار کریں گے اور یہ لوگ اپنا مال چھوڑ دیں گے اور اپنے نفس کو ذلیل کردیں گے، اور نفسانی خواہشوں اور دنیاوی فضول چیزوں کی طرف رغبت نہ رکھیں گے اور مسجدوں میں جمع ہوجائیں گے اور محبت الٰہی میں بہت اندوہگیں رہیں گے۔ ان کے دل اور روحیں اللہ کے لئے وقف ہوں گے اور ان کے عمل صرف للہ ہوں گے اور جب کبھی ان میں کا کوئی شخص بیمار ہوجائے گا اس بیماری کا ثواب خدائے تعالیٰ کے نزدیک ہزار سال کی عبادت کے ثواب سے افضل ہوگا۔ اگر تو چاہتا ہے اے ابوذر تو میں اس سے بھی زیادہ بیان کروں انہوں نے عرض کیا کہ بیان فرمائیے۔

پس فرمایا کہ ان میں سے کوئی شخص وفات پائے گا تو اہل آسمان اتنا رنج وغم کریں گے کہ گویا کوئی آسمانی ہستی وفات پائی ہو۔ اگر تو چاہتا ہے اے ابوذرؓ تو اس سے بھی زیادہ کہوں انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہؐ آپؐ نے فرمایا کہ اگر ان میں کا کوئی شخص جُوں کی وجہ سے تکلیف اٹھائے گا پس اس کو خدا کے نزدیک ستر حج اور غزوؤں کا ثواب حاصل ہوگا گویا اس کے لئے اولاد اسماعیلؑ میں سے چالیس میں سے ہر ایک بارہ ہزار افراد کے برابر ہوگا۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس سے بھی زیادہ بیان کروں اے ابوذرؓ۔ عرض کیا کہ بیان فرمائیے فرمایا کہ اگر ان میں کا کوئی شخص اپنے اہل کو یاد کرے اور اس کے بعد غمگین ہوجائے تو (اُس کے لئے) ہر سانس کے بدلے ہزار ہزار درجے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس سے زیادہ بیان کروں گا۔ کہا کیوں نہیں یارسول اللہؐ۔ فرمایا اگر ان میں سے کوئی اپنے ساتھیوں میں جماعت کے ساتھ دو (۲) رکعت نماز گذارے تو اُس کی یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے پاس افضل ہے اس شخص کی عبادت سے جو کوہ لبنان میں عبادت کرے اور اسے عمر نوحؑ عطا ہوئی ہو۔ اگر چاہو تو اس سے بھی زیادہ بیان کروں۔ عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہؐ۔ اگر ان میں کا کوئی شخص ایک بار تسبیح پڑھے پس قیامت کے روز اس کے لئے اس بات سے (یہ تسبیح) بہتر ہے کہ اس کے ساتھ دنیاوی سونے کے پہاڑ چلیں۔ اے ابوذر اگر اس سے بھی زیادہ چاہتے ہو تو اور زیادہ کہوں۔ عرض کیا کہ فرمائیے یارسول اللہؐ۔ فرمایا ان میں سے کسی کے گھر کی طرف نظر کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے بیت اللہ کو دیکھنے سے جو کوئی اس کی طرف دیکھتا ہے گویا وہ اللہ کو دیکھتا ہے جس کسی نے اس کی ستر پوشی کی گویا کہ اس نے اللہ کی ستر پوشی کی اگر کسی نے اس کو کھلایا گویا کہ اس نے اللہ

تعالیٰ کو کھلایا۔ اگر تو چاہے تو اس سے زیادہ بھی بیان کروں اے ابوذر۔ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ فرمایا ان لوگوں کی بزرگی خدائے تعالیٰ کے پاس اس درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ بہت سے لوگ جو گناہوں سے بوجھل ہو گئے ہوں اور اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہوں وہ لوگ اگر ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی نظر کرے گا اور ان کے گناہوں کو بخش دے گا بوجہ اس بزرگی کے جو ان لوگوں کی خدائے تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور فرمایا کہ اے ابوذر ان کا ہنسنا عبادت ہے ان کی خوش طبعی تسبیح ہے ان کی نیند صدقہ کا حکم رکھتی ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ان کی طرف ستر مرتبہ دیکھتا ہے اے ابوذر۔ میری آرزو ان لوگوں کو دیکھنے کی ہے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنا سر مبارک نیچے کر لیا اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے یہاں تک ان سرورؐ عالی مرتبت کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے مجھے ان کے دیدار کا کتنا شوق ہے یعنے میں ان کی ملاقات کا بہت شوق رکھتا ہوں۔ فرمایا اے اللہ انہیں حفاظت سے رکھ اور ان کی مدد کر ہر مخالف کے مقابل۔ اور قیامت کے روز ان کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک بخش اس کے بعد یہ آیت پڑھی (ترجمہ) آگاہ ہو جاؤ کہ اولیاء اللہ کو خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہے کہ خدائے تعالیٰ اس قوم کو تمام قوموں پر فتح یاب کرتا ہے اور کبھی بھی کار حق میں ان کو شکست نہیں ہوتی آنحضرتؐ کی حدیث ہے: میری اُمت کا ایک طبقہ ہمیشہ غالب رہے گا اس کے مخالف اس کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ حکم خدا آجائے یعنے رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں ایک جماعت ہوگی کہ ہمیشہ فتح یاب رہے گی۔ مخالفت کرنے والوں کی مخالفت سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ امر خدا آجائے۔

مولانا جلال الدین رومی کہتے ہیں۔

میں رحمت کا ایک پوشیدہ خزانہ تھا
میں نے ایک ہدایت یافتہ امت کو ظاہر کیا

ایضاً

(۱) ہر دور کے لئے ایک ولی قائم (قطب ہے اور قیامت تک یہ آزمائش جاری ہے۔
(۲) پس امام حی وقائم وہی ولی ہوگا چاہے حضرت عمرؓ کی نسل سے ہو یا حضرت علیؓ کی۔
(۳) مہدئ ہادی وہی ہے وہ راہ جو پوشیدہ بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے۔
(۴) وہ نور کے مانند بھی ہے عقل اس کی جبرئیل ہے اس سے کم درجہ کا ولی اس کی قندیل ہے۔
(۵) سمجھ لو کہ اس قندیل سے ہمارا طاقچہ کم ہے اس کا نور مرتبے کے لحاظ سے ایک خاص ترتیب رکھتا ہے۔
(۶) کیونکہ نور حق سات سو پردے رکھتا ہے نورِ دل کے پردے چند طبق رکھتے ہیں۔

(۷) ہر پردے کے پیچھے قوم کیلئے مقام ہے۔ یہ پردے صفت درصفت ہیں بادشاہ امام ہیں۔

(۸) آخری صفت والے اپنی کمزوری سے ان کی آنکھیں زیادہ نور کی طاقت نہیں رکھتیں۔

(۹) وہ پہلی صفت اپنی بصارت کی کمزوری سے زیادہ روشنی کی تاب نہیں لاسکتی۔

(۱۰) روشنی (نور) تو حیات اول ہے اس احوال (بھینگے) کے لئے رنج جان وآزمائش ہے۔

(۱۱) بھینگا پن آہستہ آہستہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور جب وہ سات سو سے گزر جاتا ہے تو دریا ہوجاتا ہے۔

مولانا جلال الدینؒ رومی حضرت خاتم الرسالتؐ کی مدح میں فرماتے ہیں۔

حضرت احمدؐ نے اس دنیا میں کتنے ہی بتوں کو توڑ دیا تاکہ امتیں یا رب کہنے والی بن جائیں اگر (حضرت) احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی تو تُو بھی اپنے باپ دادا کی طرح بت کی پوجا کرتا۔

تیرا یہ سر سجدہ سے آزاد ہو چکا ہے تاکہ تو جان لے کہ امتوں پر ان کا کیا حق ہے۔

اگر تجھے شکر ادا کرنا ہے تو اس آزادی کا شکر کر کہ باطن کے بُت سے تیری ہمت کو انہوں نے چھڑایا۔

جب تیرے سر کو بتوں سے چھڑایا اسی قوت سے تو دل کو آزادی دلا۔

اگر تو اس شکر سے اپنا منہ موڑلیتا ہے تو اس لئے کہ باپ کی میراث تجھے مفت ملی ہے۔

میراث لینے والا مال کی قدر کیا کرسکے رستم کی تو جان گئی زال کو سب کچھ مفت ملا۔

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظاہری بتوں کی یعنی لات وعُزّیٰ وغیرہ کی پرستش سے چھڑادیا ہے اور تمام اُمتوں پر اس بات کیلئے آپؐ کا شکر یہ واحسان واجب اور لازم ہے پس وہ قوت اور قابلیت اور وہ استعداد کہ جس کی مدد سے ہم پرستش (بتاں) سے باز رہ گئے ہیں اگر ہم سعی وکوشش کریں گے تو بُتانِ باطنی کی پرستش سے بھی یعنی نفس وشیطان سے بھی باز رہ سکیں گے۔ لیکن ہم لشکر دولت اسلام سے اسی وجہ سے نافرمانی کرسکے ہیں کہ یہ بڑی دولت ہم مفت میں پائے ہیں۔ چنانچہ رستم تو مرگیا اور اس کا مال زال کے ہاتھ لگا۔ الحاصل ان اشعار سے اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کا کام یہ ہے کہ عوام الناس کو بتوں کی پرستش سے چھڑائیں اور ظاہری بتوں کی پرستش سے روک دیں کیونکہ آپؐ اسی کام پر مامور ہیں اور حضرت خاتم الاولیاءؑ اس کام پر مامور ہیں کہ عام وخاص لوگوں کو خواہش نفس سے رہا کرائیں اور خدائے تعالیٰ سے واصل کرائیں۔ اسی لئے تم لوگ آپؑ کی ذاتِ بابرکات کے منتظر تھے حضرت مہدیؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

(۱) ازل سے اللہ تعالیٰ کی کائنات کی مخلوق شاہنشاہ کے انتظار میں تھی۔

(۲) کہ وہ خلوت گاہ کے گوشہ سے کب برآمد ہوں گے کیونکہ ہر چیز ولایت سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) حضرت آدم صفی اللہؑ سے لے کران کے زمانے تک کون ومکان میں ان کے غلغلے رہے۔

(۴) اُن کے آفتابِ رخ کے دیدار کے لوگ منتظر رہے کیونکہ ہر چیز ولایت ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) بلکہ تمام عالم حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ وعیسیٰؑ (علیہ السلام)

(۶) ان کی صحبت کے بیحد مشتاق تھے۔ کیونکہ ہر چیز ولایت ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس اگر ہم حضرت مہدیؑ کو پہچان لیں اوران کے شکر واحسان کو جان لیں تو خواہش نفسی سے رہا ہو جائیں گے جیسا کہ بتوں کی پرستش سے رہائی پا چکے ہیں لیکن ان کی تصدیق کی دولت کی قدر ہم کیا جانیں اوران کا مرتبہ کیا پہچانیں کہ دولت کی یہ تصدیق ہم تک موروثی ماں کی طرح پہنچی ہے اور مال کی قدر اسی شخص کو ہوتی ہے کہ جس نے مال جمع کیا ہو۔ اسی طرح اس دولتِ تصدیق کی قدر اُن ہی لوگوں کو ہوگی جواُن کی صحبت میں رہ چکے تھے اوران کی ملازمت کے شرف سے سعادت اُخروی سے مشرف ہو چکے تھے۔ کسی شخص نے میاں سید قاسم بن میاں سید یوسف رحمتہ اللہ علیہم سے پوچھا کہ محمدین یعنی حضرت رسول اللہؐ اور حضرت مہدیؑ مراداللہ کے درمیان بہت کچھ فرق معلوم ہوتا ہے فرمایا کیا تفاوت معلوم ہوتا ہے بولا حضرت پیغمبر علیہ السلام کومعراج ہوئی کہ ان کی شان میں یہ آیت ہے۔ **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی مسجد الاقصی الذی** (آیت) اور آپؐ پر کتاب نازل ہوئی اور آپؐ پر وحی نازل ہوا کرتی تھی اور آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور نئی شریعت کے احکام نافذ فرمائے اور کلمہ کو فرض قرار دیا۔ اور آپؐ صاحب معجزات و حُجۃ قاطعہ ہیں۔ (میاںؒ نے) فرمایا کہ معراج کا نتیجہ باری تعالیٰ کی رویت ہے اوروہ رویت یہاں سر کی آنکھوں سے حضرت مہدی کو حاصل ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا۔ لیکن حضرت رسول خداؐ نے اس کے معنی محققین کے ضابطہ کے مطابق بیان نہیں فرمائے اوراس پر آپؐ مامور نہیں تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اپنی زبان کو نہ ہلاؤ۔ پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ پس حق تعالیٰ نے مہدیؑ کے بیان کو اپنے بیان سے نسبت دی اور یہ بھی فرمایا کہ ''اللہ ایک ایسی قوم کولائے گا'' الخ مہدیؑ کہتے ہیں۔

قرآن کے معنوں کیلئے مبعوث ہوئے ہیں خدا کے پاس سے۔

اورحضرت رسول اللہ ﷺ صاحب کلمہ ہیں اور حضرت مہدیؑ کے زمانے میں کلمہ کا نتیجہ یعنی سراپا کلمہ ہو جانا ظہور میں آیا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت ہیں۔ لیکن حقیقت جو شریعت کا مغز ہے حضرت مہدیؑ کی زبان سے سب کے روبرو بیان ہوئی کہ حضرت صدیق ولایتؓ عقیدہ شریفہ میں لکھتے ہیں کہ حقیقت شریعت اور رضوان کے بیان

کرنے والے ۔حقیقت کو شریعت پر مقدم کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمیں جو بھیجا ہے خاص طور پر اس لئے کہ وہ احکام و بیان جو ولایت محمدی سے تعلق رکھتے ہیں مہدیؑ کے واسطہ سے ظاہر ہوں اور فرمایا ''ثم ان علینا بیانه '' یہ بیان مہدیؑ کی زبان سے ہوتا ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ پر جبرئیلؑ وحی لائے جاننا چاہیئے کہ حضرت محی الدین عربیؒ خاتم الاولیاءؑ کے وصف میں لکھتے ہیں کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام اس معدن سے (فیض) لیتے ہیں کہ جس معدن سے فرشتہ لیتا تھا اور (حضرت) رسول (علیہ السلام) پر وحی کرتا تھا۔ اور حدیث کی کتابوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کی فضیلت میں مذکور ہے کہا گر حضرت رسول علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ایک زمانے میں ہوتے اور کوئی شخص حضرت مہدی علیہ السلام سے کوئی مسئلہ پوچھتا اور اس کے بعد وہ شخص حضرت رسول علیہ السلام سے پوچھتا تو حضرت رسول علیہ السلام (جواباً وہی) بات فرماتے جو حضرت مہدی علیہ السلام فرما چکے تھے۔نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا یہاں بھی جبرئیل ہیں لیکن اس بات کا دعویٰ نہیں ہے۔ اور نہ تو میں (ایسے دعویٰ پر) مامور ہوں جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولایت خوی کے اظہار پر مامور نہ تھے اور حضرت مہدی علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ مجھے تعلیم دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف بغیر کسی واسطے کے ہر روز نئی (تعلیم) جب قرآن مجیب حضرت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی مراد مہدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے صادر ہوئی۔ اور آپؑ کی مقدس دلیل، جو اخلاق انبیاءؑ ہے اور جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ ان اخلاق کے جامع تھے حضرت مہدی علیہ السلام بھی اخلاق نبویؐ کے جامع تھے محمدین کے درمیان کوئی فرق نہ تھا۔ امام الاولین و آخرین کی فضیلتیں تحریر میں لانا، ریگستان کی ریت کو شمار کرنا اور دریا کا پانی ناپنا ہے۔ جب آپؑ صلب پدر سے ماں کے رحم میں منتقل ہوئے تو حضرت علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ آفتاب آسمان سے نیچے اتر آیا اور بی بیؓ کے گریباں میں پوشیدہ ہو گیا جب چار مہینے گزر گئے بی بیؓ کو غیب سے آواز آئی کہ مہدیِ موعودؑ آ گئے اور کبھی کبھی اپنی والدہ کے شکم میں بھی باتیں کرتے تھے اور جب پیدا ہوئے تو کثافت جسمانی اور بدنی کدورت سے پاک و صاف تھے اور (مختون) ختنہ شدہ تھے جیسے کہ بعض انبیاءؑ مختون پیدا ہوئے تھے۔ اور جب آپؑ روتے تو سننے والے جاذب الی الحق ہو جاتے تھے اور جب آپؑ کی پیدائش ہوئی جونپور کے نواح کے تمام بت سرنگوں ہو گئے۔ اور سب لوگوں نے ہاتف کی غیبی آواز سنی کہ ''کہہ دو حق آ چکا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ اور باطل بھاگنے ہی والا تھا''۔ اور جب بات کرنے کے دن آ گئے تو آپؑ کی زبان مبارک سے پہلی بات نکلی کہ مہدیِ موعود آ گیا اور سات سال کی مدت میں حافظ قرآن ہو گئے اور جب بارھویں سال کو پہنچے تو تعلیم کے حصول سے فراغت پائی اور اسد العلماء کا لقب ملا۔ اور خضر علیہ السلام نے شیخ دانیال رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں سوالات کئے اور حضرت میراں علیہ السلام نے اِن کے شافی جوابات دیئے اور ان کی تمام مشکلات حل کر دیں اور آپؑ جہاں کہیں جاتے سر

مبارک پر ابر سایہ فگن ہوتا تھا۔اور آپؑ کی عمر ۱۲ سال کی ختم ہوئی تو خضر علیہ السلام نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت آپؑ کے سپرد کردی اور آپؑ سے تلقین بھی ہوئے،اور خضرؑ کا تلقین ہونا آپؑ کے علم لدنی کی بلندی (کثرت) کی دلیل ہے اور خضر علیہ السلام کے رتبہ پر نظر فرمائیے کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت حق جل جلالہ کے فرمان سے حضرت خضرؑ کی خدمت میں پہنچے اور آپؑ کی خدمت میں واثق طور پر رہے اور جب ان سے جدا ہونے لگے تو حضرت خضرؑ نے اِن سے کہا کہ جو علم آپؑ رکھتے ہیں مجھے وہ علم نہیں ہے،اور جو علم میں جانتا ہوں ویسا علم آپؑ کو نہیں ہے اور وہ علم یہی علم لدنی تھا۔کہ جس کے ظاہر کرنے کیلئے حضرت مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور جب جونپور کے بادشاہ کو حضرت میراں علیہ السلام نے روح رسول اللہ ﷺ کے حکم سے فرمایا کہ اہل اسلام کو نہ چاہیئے کہ کافروں کی اطاعت کریں تو وہ بادشاہ گوڑ کے حاکم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوگیا گوڑ کو گیا جب اس سے مقابلہ ہوا ہار گیا اور کھلی ہوئی شکست پایا اس وقت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے پندرہ سو سواروں کے ساتھ مقابلہ کیا اور دلپت کی فوج کو شکست دی اور دلپت کو قتل کیا اور اس کے بعد ۱۲ سال تک حق کے جذبے میں مستغرق رہے۔سات سال تک کچھ نہ کھائے اور اس حالت میں سرورؑ کی خوراک کا حساب کیا گیا تو پانی غلہ روغن گوشت ۳۵ رطل ہوئے اور ان سات سالوں میں حالانکہ آپؑ کامل استغراق رکھتے تھے،لیکن بوقت نماز پورا ہوش آجاتا تھا کہ اپنے ہوش سے نماز ادا کرتے تھے اور اس میں کبھی کوئی تقصیر نہیں ہوئی اور حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد سارے فرائض جو تجھ سے ادا ہوئے اس غرض سے کہ ہم نے تجھ کو خاتم ولایت محمدیؐ مقرر کیا ہے۔اور وہ جذبہ کچھ ایسا تھا کہ ایک روز فرمایا کہ الوہیت کی تجلی لگاتار ایسی ہوی ہے کہ اگر اس دریا سے ایک قطرہ ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر ہوش میں نہ آئے۔

اور وہ لوگ جنہوں نے حضرت مہدیِ موعودؑ کو ایذا پہنچائی اور گستاخی کی اس کی سزا پائے چنانچہ چندیری کے سجادے گستاخی کی سزا پائے اور چوں جب سلطان غیاث الدین بادشاہ مانڈو نے کمال آرزو کے ساتھ اصحابِ آنحضرتؑ کو بلایا اور تصدیق کی اور حضرتؑ کی خدمت میں بہت سا سامان،بھجوایا اور جب وہ سامان حضرت خاتم الولایت کی خدمت میں آیا وہ تمام سامان لانیوالوں کو بخش دیا اور مروارید کی تسبیح جو لاقیمت تھی اور اس کی قیمت ایک کرڑ محمودی تھی،ایک دف زن کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ متاع دنیا تھوڑی ہے اور سلطان کے معروضوں کو سن کر فرمایا کہ سلطان کی تمام آرزوئیں پوری ہونگی جب احمد نگر آئے وہاں کا بادشاہ نظام الملک جو لڑکا نہ رکھتا تھا حضرتؑ کے حضور میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ حضرت کی دعا سے مجھے لڑکا پیدا ہو۔پس حضرت خاتم الولایتؑ نے اس کو اس کی درخواست کے اظہار کے بغیر پان کا پسخوردہ عطا فرمایا۔پس اس بادشاہ نے نہایت تعظیم کے ساتھ اس پسخوردے میں کچھ خود کھایا اور تھوڑا اپنی ملکہ کو کھلایا۔پس اسی شب اس کے صلب سے

اس خاتون کے رحم میں نطفہ منتقل ہو کر ٹھیر گیا اور نو مہینے کی مدت میں لڑکا پیدا ہوا کہ جس کا نام برہان نظام الملک تھا اور جب آپؒ دولت آباد تشریف لائے تو حضرت سید محمد عارفؒ کی زیارت کیلئے گئے اس کے ایک کونے میں باؤلی تھی اس میں آپؒ نے کلی کی پس وہ باؤلی جس کا پانی بہت کھارا تھا میٹھا ہو گیا۔نقل ہے کہ اسی علاقہ میں سوکھی مسواک کو زمین میں گاڑھ دیا اسی وقت انار کا درخت اگ آیا آپؒ کا بول اور غائط نظر نہ آتا تھا۔اور آپؒ کے جسم مبارک کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا اور زمین پر کسی طرف گر سکتا جب کہ آپؒ سرتا پا نور تھے نور کا سایہ نہیں ہوتا اور کبھی جسم شریف پر مکھی اور مچھر نہیں بیٹھے اور مکھی کیسے بیٹھ سکتی جب کہ آپؒ سرتا پا نور تھے اور آپؒ جس راستے سے گذرتے وہ راستہ خوشبو سے معمور ہو جاتا اور جس نے حضرتؒ کے ہاتھ کی بو سونگھی کئی دنوں تک وہ خوشبو اس کے ہاتھ سے نہ جاتی۔

نقل ہے کہ شاہ دلاورؒ اور بہت سے لوگوں نے آپؒ کی خوشبو کی رہبری میں راہ ہائے دراز کو تھوڑی سی دیر میں طئے کر لیا

نقل ہے کہ بیان کے وقت آپؒ کے آنسوؤں کے مبارک قطرے جس کسی پر پڑھ جاتے تو وہ تین چار دن تک مدہوش رہتے۔

نقل ہے کہ جس وقت آپؒ بیان فرماتے تھے جو لوگ دور کھڑے ہوتے تھے وہ (آپؒ کا بیان) اسی طرح سنتے تھے جیسے کہ نزدیک بیٹھنے والے۔

نقل ہے کہ آپؒ جس شہر میں جاتے وہاں کے باشندوں کو اُن کی زبان میں سمجھاتے تمام زبانیں آپؒ پر منکشف ہو جاتی تھیں۔

نقل ہے کہ آپؒ توراتؔ، زبور اور انجیل اور فرقان اور گذشتہ نبیوں کے تمام صحیفے یاد رکھتے تھے ایک دن آپؒ نے فرمایا کہ تورات انجیل اور قرآن لائیں۔ بندہ اُن کو از بر پڑھ کر سناتا ہے۔اگر میں ان کو حفظ نہ سناؤں تو مہدیؑ نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت میراں علیہ السلام نے پیر محمد واعظ سے فرمایا کہ کیا حالت ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ میں بہت کچھ ذکر کرا ہوں لیکن کوئی ترقی نہیں پاتا ہوں۔فرمایا بندے کے زانو کے سامنے بیٹھو جب آپؒ کے زانوے مبارک کے سامنے بیٹھ گئے دیکھا کہ نور کا دریا حضرت امام مہدیِ موعود علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے زور شور سے آیا اور وہ دریائے ذخار ان کے دل پر گرنے لگا۔اور خوب جی کو بہت وسوسے آئے تھے اور عمل کی تاثیر نہیں ہوتی تھی آپؒ نے اُن کے دل کو ٹھیک کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت میراں علیہ السلام بیان فرما رہے تھے کہ ایک عالم نے عرض کیا کہ یہ مضمون کس تفسیر میں ہے آپؒ نے فرمایا۔من جانب اللہ اس نے کہا کہ کسی تفسیر میں ہوتا تو بہت بہتر ہوتا۔فرمایا کہ تمہارے گھر میں کتنی تفسیریں ہیں

بولا فلاں فلاں۔فرمایا فلاں تفسیر میں یہ مضمون ہے۔عرض کیا کہ میں نے بارہا دیکھا ہے اس تفسیر میں یہ مضمون نہیں ہے۔فرمایا لے آؤ جب تفسیر لائی گئی اُس کا حاشیہ جو سفید تھا آپؑ نے کھولا بالکل وہی مضمون لکھا ہوا تھا۔

نقل ہے کہ آپؑ کی پیٹھ پر مہر ولایت تھی اور میاں یوسف اور شیخ ممنؒ اس کے دیدار سے مشرف ہوئے تھے اور حضرت میراں علیہ السلام نزدیک یا دور کا راستہ نہیں، جو راستہ سب سے پہلے سامنے آتا تھا اسی پر روآنہ ہو جاتے تھے اگر نہر ہوتی یا پہاڑ اسی وقت وہ ہموار ہو جاتے تھے اور حضرت میراں علیہ السلام جس راستے سے جاتے تھے پتھر اور درخت یہ مہدیِ موعودؑ ہیں کی آواز بلند کرتے تھے جس طرح ابوجہل کے ہاتھ میں کنکروں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی تھی۔

مثنوی

کنکر ابو جہل کی ہتھیلی میں تھے
اس نے کہا اے احمد جلد بتلایئے یہ کیا ہیں
اگر آپ رسول ہیں تو فرمایئے میرے ہاتھ میں کیا چیز چھپی ہوئی ہے
کیونکہ آپ تو آسماں کے راز کی خبر دیتے ہیں
فرمایا کہ تو اگر چاہے تو کہدوں کہ وہ کیا ہے
یا وہ چیز خود کہدے کہ تم حق اور راستی پر ہیں
ابوجہل بولا وہ دوسری بات تو بہت نادر ہے
فرمایا ہاں حق تعالیٰ تو زیادہ قدرت والا ہے
فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں چھ کنکر ہیں
تو ہر ایک سے صحیح تسبیح سن لے
اس کی مٹھی میں سے ہر ایک کنکر
فوراً گواہی دینے لگا
لَآ اِلٰــہ کہا اور اِلَّا الــلّٰــہ کہا
اور احمد رسول اللہ کے موتی پرونے لگا
جب ان کنکروں سے ابوجہل نے یہ سنا

تو غصے سے ان کنکروں کو زمین پر دے مارا
بولا آپ کے جیسا کوئی جادوگر نہیں (نعوذ باللہ)
اور آپ جادوگروں کے سردار اور تاج سر ہیں

نقل ہے کہ میاں یوسف مہاجرؒ کے دروازے پر ایک مجذوب صاحب کئی سال سے رہا کرتے تھے ایک دن اونچی آواز میں کہنے لگے کہ مہدیِ موعودؑ پیدا ہوگئے اس کے بعد ہی وہ غائب ہوگئے میاں یوسف نے پیدائش کی تاریخ لکھ کر کتابوں میں رکھ دی تھی۔ مختصر یہ کہ جب حضرتؑ کی صحبت میں آئے تو وہ قصہ بیان کیا اور گذارش کی کہ وہ کاغذ جو میں نے لکھ رکھا بہت تلاش کرتا ہوں لیکن اپنے کتب خانہ میں نہیں پاتا۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ فلاں کتاب میں کاغذ ہے لے آوٗ۔ میاں یوسف گھر گئے اور وہ کاغذ لائے جب حساب کیا گیا تو اسی روز امام مہدیِ موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

نقل ہے کہ سندھ میں جب قاضی صدرالدین خاتم المرسلین کے موعود کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؑ کو سپاہیوں کے لباس میں دیکھ کر واپس ہوگئے جب آگے بڑھے تو ہاتف کی آواز سنی کہ سید محمدؑ کے نزدیک جا کہ ان کی دعوت حق ہے۔ پس حضرتؑ کی خدمت میں آئے اور مرید ہوگئے۔ اور آنحضرتؑ کی عادت یہ تھی کہ اکثر لوگوں کا نسب اور نام بیان فرماتے تھے جیسا کہ (حضرت) صدیقؓ (ولایت) کا نسب اور ملک بخنؒ کا نام بیان فرمایا تھا۔ اور آپؑ اکثر لوگوں کے دل کی بات بیان کر دیتے تھے اور اُس امام کے بیان کے وقت لوگوں کے متفرق سوالات تمام حل ہو جاتے تھے اور کسی کو پوچھنے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ اگر چہ اُس ہمسر محمدؐ کا قد متوسط تھا لیکن مجموعہ کثیر میں سب سے اونچے نظر آتے تھے اور آپؑ کا حسن اور ملاحت ایسے تھے کہ کوئی بھی اس حسن و ملاحت کو نہ پہنچ سکا۔

نقل ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام میں ۳۰ مردوں کی قوت تھی اور حضرت مہدی علیہ السلام میں بھی وہی قوت تھی۔

نقل ہے کہ ہمیشہ آپؑ کی آواز نرم ہوا کرتی تھی۔

نقل ہے کہ جو شخص بھی حضرتؑ کی صحبت میں ایک گھنٹہ بیٹھ جاتا تھا اچھے اوصاف کا حامل ہو جاتا تھا۔ اور میاں عبد الملک سجاوندیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اے انصاف پسند ذرا دیکھ جب ارباب بصیرت نے اثبات نبوت کیلئے اخلاق حمیدہ اور اوصاف محمودہ سے استدلال کیا ہے تو ان اخلاق سے کامل طور پر متصف ہونے والے کی مہدیت کے اثبات کیلئے تجھے کونسی حدیث ظنی رکاوٹ بن رہی ہے۔ اس لئے کہ وہ اخلاق دلیل قطعی ہیں اور احادیث ظنی سے اُن کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا اور بے شک مہدیؑ کے اوصاف شریفہ اور اخلاق کریمہ آفتاب کی طرح عالم میں روشن و منور ہو چکے اور آپؑ کے کلام کی تاثیر

جہاں میں مشہور ہے اور بیشک آپؐ کی صحبت سے بزدل بڑا بہادر اور جاہل بڑا عالم فاسق عابد بخیل سخی ہو گیا اور حقیقتاً یہی ہے اہل زمین کے دلوں سے جور اور ظلم ہٹا کر قسط اور عدل بھر دینا برخلاف اس کے جس کا ذکر ہم نے کیا حقیقت میں یہی لوگ اہل ارض ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان کے اونٹ گدھوں کے جیسے ہیں۔ اور طوالع میں جو ذکر ہے اس میں یہ بات بھی ہے کہ آپؐ کے بلند اخلاق آپؐ کی سچائی کے گواہ ہیں مثلاً سچائی کی پابندی اور عمر بھر دنیا سے منھ موڑے ہوئے رہنا اور انتہا درجے کی سخاوت کہ اپنے لئے ایک دن کی غذا سے بڑھ کر نہ روک رکھنا اور بہادری ایسی کہ کبھی فرار نہ ہونا اگرچیکہ غزوۂ احد کے جیسا مرعوب کن موقع آجائے اور ایسی فصاحت کہ عرب عربا کے فصیح ترین خطیب آپؐ کے مقابلہ میں گونگے ہو گئے تکلیفوں اور مشقتوں کے باوجود اپنی دعوت پر مصر رہنا مال داروں سے بے نیازی اور فقیروں کے ساتھ تواضع کرنا (یہاں تک طوالع کا کلام تھا) پس اے مصنف غور کر کہ اگر کوئی ایسا شخص پایا جائے جو کسی ممکن بات کا دعویٰ کرتا ہو جو نبوت کے سوا ہو اور ایسے اوصاف رکھتا ہو جو زمانۂ نبوت میں مدعی نبوت کی تصدیق کو واجب کر دیتے ہوں تو کیا واجب نہ کریں گی (امر مہدیت کے) مدعی کی تصدیق اور اس کے ساتھ احادیث ظنیہ سے ترک معارضہ کو امام راغب نے جن دلیلوں کو بیان کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ ہر نبی کے لئے دو نشانیاں ہوا کرتی ہیں ان میں سے ایک تو عقلی ہے جس کو صاحبان بصیرت ہی جانتے ہیں مثلاً اِن پر چمکتا ہوا نور اخلاق کریمہ علوم ظاہرہ کا ہونا اس طرح کہ ان کا کلام مدلل اور صاف ہو کہ سننے والے مطمئن ہو جائیں۔ یہ احوال ایسے ہیں کہ صاحب بصیرت معجزہ طلب نہیں کرتا صرف معاند ہی طلب کرتا ہے۔ اور دوسری نشانی معجزہ ہے جس کا طلب کرنا اس شخص کیلئے ضروری ہے جو کلام اللہ اور کلام بشر میں فرق کرنے سے قاصر ہو۔ اور بعض محققین نے کہا ہے کہ کم سمجھ والا سچے اعتقادات اور نیک اعمال پر معجزوں سے دلیل قائم کرتا ہے۔ اور کامل العقل اعتقادات صادقہ اور اعمال صالحہ سے مدعی کے دعویٰ کی سچائی اور اس کے اتباع کے واجب ہونے پر دلیل لیتا ہے اس لئے کہ روحانی امراض اعتقاد و عمل کی کوتاہی کی وجہ اکثر پر غالب ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سیرت حضرت سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ مہدیِ موعود علیہ السلام

الموسوم بہ

معارج الولایت

﴿ حصہ سوم ﴾

مولفہ

حضرت بندگی میاں سید محمودؒ نبیرۂ حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیرآباد حیدرآباد، دکن

سنہ ۱۴۱۷ ہجری مطابق ۱۹۹۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بندگی میاں سید محمودؒ مولف کتاب معارج الولایت

آپؒ کا اسم گرامی، سید محمود عرف میاں صاحب میاں، والد کا نام حضرت سید عیسیٰؒ عرف سید و میاں، والدہ کا نام بی بی مانجا بنت میاں درویش محمد جاگیردار دھاراسیوں (موجودہ ضلع عثمان آباد)۔

آپؒ ۱۰۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بڑے ہوکر اپنے والد محترم سے تعلیم حاصل کی جو بہت بڑے عالم، ذہین اور فطین بزرگ تھے۔ اور علماء آپؒ کا بیان سن کر عش عش کرتے تھے۔ میاں سید محمودؒ نے اپنے والد بزرگوار کے علم سے کما حقہ استفادہ کیا، اور خود بھی علم و فضل میں درجہ کمال کو پہنچے۔ آپؒ کی تصانیف سے آپؒ کے علم و فضل کا اظہار ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد میاں سید عیسیٰؒ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ گجرات کا سفر کیا اور واپس ہوکر دکن پہنچے۔ اور شہر حیدرآباد کے محلّہ ٹوٹہ گوڑہ میں دائرہ باندھا۔ اور تادم آخر یہیں مقیم رہے۔ اور میاں سید محمودؒ اپنے والد کے ہمراہ رہے۔

حیدرآباد میں موسیٰ ندی کے چادرگھاٹ پل کے شمال میں کسی زمانے میں ایک بڑا میدان تھا، اس میدان کے مغرب میں ایک کوٹھی ہے جو ریذیڈنسی کہلاتی ہے۔ (اور جس میں آج کل کلیہ اناث ہے) اسی ریذیڈنسی کوٹھی کے مشرق میں ایک بڑا میدان تھا جو قطبی گوڑہ تک پھیلا ہوا تھا۔ اس میدان کے مشرق میں محلہ بشیر پورہ آباد تھا، (بشیر پورہ کو بسیط پورہ بھی کہتے تھے) اس میدان میں باغات لگائے گئے تھے اور جن کے اطراف ایک بستی بھی بس گئی تھی اسی کا نام ٹوٹہ گوڑہ تھا۔ یہ آبادی موسیٰ ندی کے شمال میں واقع تھی۔ اس بستی میں مہدوی کثرت سے آباد تھے۔ آپؒ حضرت سید عیسیٰؒ اسی ٹوٹہ گوڑہ میں سکونت پذیر ہوئے اور آپؒ کے ساتھ آپؒ کے فرزند ارجمند حضرت میاں سید محمودؒ بھی رونق بخشِ آبادی ہوئے۔

جب تعلیم ظاہری ختم ہوئی تو میاں سید محمودؒ نے اپنے والد محترم کے ہاتھ پر ۱۰۵۰ھ میں دنیا ترک کی۔ اور طالبان الٰہی کے زمرے میں شامل ہوگئے اور تقریباً ۲۸ سال تک والد و مرشد کی صحبت (صادق) سے استفادہ کرتے رہے اور جب ۱۰۷۷ھ میں میاں سید عیسیٰؒ کا انتقال ہوگیا تو آپ ہی ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت میاں سید محمودؒ کے علمی افادات میں کتاب معارج الولایت (سوانح عمری حضرت مہدی علیہ السلام) اور رسالۂ محمود (سلوک و تصوف مہدویہ) قوم میں مشہور اور موجود ہیں۔ حضرت موصوف، کتاب معارج الولایت کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں۔

(ترجمہ) ایک طویل مدت اور عرصہ دراز سے بعضے مرید و مشتاق اس عاصی سے بار بار اس امر کا تقاضہ کرتے تھے کہ

ہمارے دیکھنے میں کوئی ایسی کتاب نہیں آئی جو حضرت امامنا سید محمد مہدیِ موعود آخرالزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حالات مبارکہ پر مشتمل ہو اور جن کے ضمن میں آنحضرتؐ کے تمام معاملات و واقعات بھی بیان ہوئے ہوں۔اس وجہ سے ہماری درخواست اور آرزو یہ ہے کہ صحیح ترین کیفیات اور واضح ترین واقعات وسوانحات اس امام خاص و عام علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپؑ نے اپنے مرشدوں سے یا اس گروہ کے دیگر بزرگوں سے سنے ہوں یا کتب قومی میں دیکھے ہوں،تحریر میں لایئے اور تفصیل سے لکھ دیجئے تا کہ اس کتاب کے مطالعے سے ہمارے دلوں کو تسکین و تشفی ہو اور دوسری کتابوں کے مطالعے کی حاجت باقی نہ رہے۔

اس بنا پر اس ناقص نے اپنی سماع کے مطابق دینی بھائیوں اور یقینی دوستوں کی خاطر لکھنے کی ابتداء کی۔اور جب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ہوئی تو پھر مشہور نقلوں اور قوم کی کتابوں سے چند معتبر روایات بھی اس کتاب میں درج کردیئے۔اور جب یہ کتاب ختم ہوگئی تو حضرت بندگی میاں سید نور محمدؒ (خاتم کار، آخر حاکم) کے بہرۂ عام کے روز ایک ہزار اٹھتر (۱۰۷۸) ہجری پڑھی گئی اور برادرانِ دائرہ کے اتفاق سے اس کتاب کا نام معارج الولایت رکھا گیا اور یہ کتاب اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔(صفحہ ۵ مطبوعہ)

صاحب کتاب نے تو لکھا ہے کہ کتاب مذکورہ اٹھارہ ابواب پر ترتیب دی گئی۔لیکن آج اس کے صرف پندرہ باب دستیاب ہوئے، اور ۱۶، ۱۷، ۱۸ ویں ابواب، جو ذکر خلفاء و یارانِ آنحضرت (مہدی علیہ السلام) اور ذکر علماء و مشائخین مصدقین اور ذکر امراء و حکام و سلاطین مصدقین پر علی الترتیب مشتمل تھے، دستیاب نہیں ہوئے۔

معارج الولایت، بعض دیگر سوانح عمریوں کے مقابل، مفصل ضرور ہے اور اس میں بہت سی ایسی باتیں ملتی ہیں جو دوسری کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔مثلاً حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ ۱۴؍ جمادی الاول ۸۴۷ھ۔یہ تاریخ سابقہ کتب میں نہیں ہے حتی کہ صاحب شواہد الولایت نے بھی اس تاریخ کا اندراج نہیں کیا ہے۔ولادت کی یہ تاریخ حسابی طور پر بالکلیہ صحیح ہے۔غالباً صاحب تاریخ سلیمانی نے یہ تاریخ معارج الولایت سے حاصل کی ہو۔اس کتاب کی دیگر خصوصیات کا بیان اس مختصر میں ممکن نہیں ہے تاہم اگر کوئی قاری، حضرت مولفؒ کی علمی پرواز کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہو، اسے اس کتاب کا گیارہواں باب پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس باب کے مباحث، اور مولف کے انداز بیان سے، قاری حضرت موصوف کے تبحر علمی کا کچھ اندازہ کرسکتا ہے۔مولفؒ نے اس کتاب میں جا بجا کلام منظوم کے چار چاند لگادیئے ہیں اور کتاب کے ختم پر اس کو بہرہ عام کے مجمع خاص و عام میں سنانا ایک غیر معمولی جراتمندانہ اور منفرد اقدام تھا جو معارج الولایت کی خصوصیات میں داخل ہے۔

اس کتاب کے سوا حضرت میاں سید محمودؒ نے سلوک وتصوف مہدویہ میں ایک بے نظیر رسالہ تحریر کیا ہے جس کی اگر اشاعت وطباعت ہو جائے تو دنیا حقیقی مہدویت سے آگاہ ہو جائے۔ رسالہ محمود میں حقائق واسرار کا ایک سمندر نثر ونظم کی شکل میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حضرت موصوف کے یہ دونوں شاہکار ٹوٹہ گوڑہ میں معرض وجود میں آئے۔ اور معارج الولایت نے ٹوٹہ گوڑہ کے مشرق میں بشیر پورہ (بسیط پورہ۔ کاچی گوڑہ) میں اردو ترجمہ کا جامہ پہنا ہے۔

حضرت موصوفؒ ٹوٹہ گوڑہ والوں کو علمی وروحانی فیضان سے سیراب فرماتے رہے یہاں تک کہ ۲۹؍شوال ۱۰۸۷ھ کو واصل بالحق ہوئے۔ اور تاریخ وصال

''مقبول خدا شد'' (۱۰۸۷ھ)

ہوئی۔ تازہ میت ٹوٹہ گوڑہ سے منچپہ لے جائی گئی اور میاں سید عیسیٰؒ کے پہلوئے راست میں قبلہ کی طرف تدفین عمل میں آئی۔ (ماخوذ از اخبار الاسرار قلمی ودیگر کتب وغیرہ)

فقط

راقم سید افتخار اعجاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

التماس

واضح ہو کہ حضرت امیر میاں صاحب اکیلویؒ نے ۱۳۳۰ھ میں کسی نسخے سے معارج الولایت کو نقل کیا۔ اور آپؒ کے دستخطی نسخہ سے حضرت سید خدا بخش صاحب رشدیؒ رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۷۸ھ میں کتاب مذکور کو نقل کرلیا۔ اور اردو ترجمہ کی غرض سے پہلے کالم میں فارسی عبارت لکھی اور دوسرا کالم اُردو ترجمہ کے لئے خالی چھوڑ دیا۔ لیکن ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ میں حضرت رشدیؒ نے وصال فرمایا اور معارج الولایت بغیر ترجمہ کے رکھی رہی تا آنکہ دار الاشاعت کتب سلف الصالحین مہدویہ کے ناظم حضرت الحاج فقیر محمد انعام الرحیم خاں صاحب مہدوی زائرفرہ نے راقم (سید افتخار اعجاز) سے کتاب مذکور کے ترجمہ کی خواہش کی، پس کتاب ہذا کے آٹھ باب کا ترجمہ بطور حصہ اول شوال ۱۴۱۲ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد نویں، دسویں اور گیارہویں کا نصف حصہ بطور حسہ دوم ماہ شوال ۱۴۱۶ھ مطابق مارچ ۱۹۹۶ء میں منظر عام پر آیا۔ اور اب گیارہویں باب کا باقی نصف، بارہویں، تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں ابواب اس تیسرے حصہ میں پیش قارئین ہیں۔ لیکن اصل کتاب تو ایک ہی ہے، ایک ضروری وضاحت یہ بھی ہے کہ ماہنامہ نور حیات بابۃ ماہ اگست وستمبر ۱۹۷۲ء میں صفحہ ۱۴ پر لکھا گیا ہے کہ حضرت سید خدا بخش صاحب رشدیؒ نے اس کتاب (معارج الولایت) کا فارسی سے اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ لیکن یہ بیان مطابق واقعہ نہیں ہے کیونکہ حضرت رشدیؒ کو ترجمہ کی مہلت نہ مل سکی۔ البتہ ترجمہ ہذا حضرت ہی کے نقل کردہ نسخہ پر مبنی ہے۔ اور چونکہ کسی دوسرے نسخے سے تقابل اور تصحیح کی کوئی صورت ممکن نہ ہو سکی، اس لئے ترجمہ ہذا میں فروگذاشتوں کا پورا پورا امکان ہے جس کے لیئے مترجم معذور ہے۔

والعذر عند کرام اللناس مقبول

فقط

مترجم

سید افتخار اعجاز

مرقوم ۱۸/محرم ۱۴۲۰ھ مطابق مئی ۱۹۹۹ء روز چہار شنبہ

پس جب ہم نے دیکھا کسی ایسے شخص کو جوان امراض روحانی کا علاج کرتا ہے اور لوگوں کو کامل بنا دیتا ہے تو ہم سمجھ گئے وہی طبیب حاذق اور نبی صادق ہے۔ انتہیٰ۔ یہ عبارت منقولہ تفسیر رحمانی میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''**انعمت علیھم**'' کے تحت ہے۔ پس اے منصف غور کر کہ جب ایسا طبیب حاذق مل جائے جو روحانی بیماریوں کا علاج کرتا ہو۔ اور اس کی صحبت اور نصیحت سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں بیماریوں کو شفا بخشی ہو تو اس کی تصدیق کس طرح نہ کی جائے گی اور اس کے دعویٰ کو کس طرح احادیث ظنیہ سے رد کیا جائے گا۔ اور بے شک میں نے اپنے ساتھیوں میں سے بہتوں کو پایا ہے کہ درد فراق سے زاری کرنے والے راتوں کو ذکر خدا میں کھڑے رہنے سے پاؤں سوجے ہوئے، رونے اور بیدار رہنے سے ان کی آنکھیں سوجی ہوئی۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہتیں چیخ کر رونے والے ان میں کے کئی اشخاص کھڑے کے کھڑے آہ کرنے والے، اور ان میں کئی لیٹے ہوئے زاری کرنے والے اور کئی چت لیٹے ہوئے چیخنے والے یہ لوگ اصحاب مہدی کے تابعین ہیں۔ جب کہ اصحابِ مہدیؑ ایسے حاذق طبیب ہیں کہ امراض روحانیہ کے مریضوں کا علاج کرتے ہیں تو امام مہدیؑ کے متعلق تیرا کیا گمان ہے اللہ سیدھی راہ دکھانے والا اور ٹھیک راستے کا الہام کرنے والا ہے۔ سودہ کے مقام پر مخدوم زادگان کی نسل سے ایک لڑکا، حضرت امام آخرالزماںؑ پر شیدا ہو کر والدین کو چھوڑ اور حضرتؑ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اسی طرح بہت سے لوگ اس امام آخرالزماںؑ کی صحبت میں اپنے گھر بار کو چھوڑ دیئے۔ پس مضمون'' **یفرون من الاباء والامھات** '' صاف صاف ظاہر ہو گیا۔ اور وہ امام آخرالزماںؑ ایسے تھے کہ جس کو چاہتے مسلمان اور مصدق کر سکتے تھے چنانچہ معتبر راویوں سے منقول ہے کہ ایک زناردار (برہمن) راستے سے جا رہا تھا۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس کو اشارہ سے بلایا اور فرمایا اپنا تاگہ توڑ ڈال، اپنی پیشانی سے تلک مٹا دے، بس اس شخص نے آپؑ کے حکم کے مطابق تاگہ توڑ ڈالا اور تشقہ میٹ ڈالا اس کے بعد اس کو فرمایا کہ کلمہ طیبہ پڑھ اور میری تصدیق کر اور منبر پر بیٹھ اور قرآن مجید پڑھ پس وہ شخص مہدی علیہ السلام کا حکم بجالایا یعنی کلمہ پڑھا مہدیِ موعود علیہ السلام کا مصدق ہو گیا اور منبر پر آیا اور قرآنِ مجید پڑھا۔ اور حضرت مہدیِ موعودؑ کے فرمان کی برکت سے اسی وقت اس کو قرآن مجید یاد ہو گیا اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے محمدینؐ کو ایسی قدرت دی ہے اگر ان کو منظور ہوتا تو اہل مشرقین کو مسلمان بنا دیتے۔ لیکن ان کا کام رسالت کی تبلیغ ہے اور وہ ہدایت جو خدا تک پہنچانے والی ہے حق عز و جل کا کام ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز سابرمتی ندی میں حضرت مہدی علیہ السلام غسل کر رہے تھے ایک اجنبی شخص سے فرمایا کہ میری پیٹھ مل دے۔ جب وہ شخص حضرتؑ کی پیٹھ مل چکا اس کے بعد حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ اب میں تیری پیٹھ ملتا ہوں۔ پس جب حضرتؑ نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھا وہ شخص فوراً جذبہ حق میں ڈوب گیا اس کو عالم غیب کا معائینہ ہو گیا۔ نقل ہے کہ جب آپؑ جہاز میں تھے، دریا کی تمام مچھلیاں آپؑ کے

دیدار کی مشتاق ہوگئیں جب انہوں نے حضرتؑ کو دیکھ لیا انہیں سکون مل گیا اور طوفان بیٹھ گیا۔ اور جانوروں کی زبان بھی حضرتؑ جانتے تھے چنانچہ فرہ میں حضرت سید عالم نے غسل کیا تھا اور سراطہر کے بال کشادہ کر کے حق کی جانب متوجہ تھے۔ اچانک ایک بڑے سانپ نے سوراخ سے اپنا سر باہر نکالا حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اپنا سر مبارک جھکا دیا سانپ نے عرض کیا کہ ایک بڑی مدت سے حضرتؑ کی ملاقات کا منتظر رہا ہوں۔ پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اپنے پاؤں اس کی طرف لانبے کئے سانپ آپؑ کے مبارک پاؤں پر لوٹ کر دوبارہ اپنی بل میں داخل ہوگیا نقل ہے۔ ایک روز بی بی فاطمہؓ دختر میراں علیہ السلام نے ایک چغد دیکھ کر حضرت سے پوچھا کہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ جانور (پہلے) انسان تھے۔ بی بی فاطمہؓ کے دریافت کرتے ہی چغد نے عرض کیا ہم پہلے انسان نہیں تھے اس کے بعد حضرت میراں علیہ السلام نے بی بی فاطمہؓ سے فرمایا کہ چغد ایسا کہہ رہا ہے۔ نقل ہے تمام سانپ اور جملہ موذی جانور اس صاحب الزماںؑ کے مطیع تھے کہ ان سے ذرہ برابر تکلیف واذیت یارانِ مہدیِ موعودؑ کو نہ پہنچی چنانچہ خراسان کے راستے میں حضرت میراں علیہ السلام تین دن تک موذی جانوروں کے صحراء سے گذرے اور پورے آرام کے ساتھ (دن) گزارے اور رات میں بھی اطمینان قلب سے سوئے۔ اور غضبناک شیر امام اولین وآخرینؑ کے متعلقین کی نگاہبانی کی کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ بندگی میاں شاہ نظامؓ کی لڑکی کی نقل مشتہر خاص وعام ہے اور کسی جابر بادشاہ اور متکبر عالم کی ہیبت حضرت پر نہ ہوتی تھی چنانچہ شاہ بیگ میر ذوالنون اور حاکم جیسلمیر جو جابر حکمران اور قاہر بادشاہ تھے جب امام مہدیؑ سے ملاقات کی تو دل وجان سے معتقد ہوگئے اور اس سچے امام کی تصدیق کی۔ نقل ہے کہ وضو کے وقت آپؑ کے مبارک رخسار سے جو قطرے گرتے تھے آپؑ کے صادق ہونے کی گواہی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہیں اور یہ خلیفۃ اللہ ہیں۔ یہ نقل بندگی میاں نظامؓ سے پوچھے کہ آپ اس سے پہلے یہاں آچکے ہیں اور اب بھی آئے ہیں پہلی بار کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے عرض کیا۔ پہلی مرتبہ صرف مکان کو دیکھا تھا، جس کا مکین نہ تھا اور اب مکان کو مکین کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں کہ کعبۃ اللہ کہتا ہے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرو اور دیکھ رہا ہوں کہ کعبہ حضرتؑ کا طواف کرتا ہے نقل ہے میاں بھیکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز حضرت میراں علیہ السلام غسل فرمارہے تھے اور میاں بھیکؓ آپؑ کے جسم مبارک پر پانی ڈالتے تھے۔ اور آپؑ کے مبارک اور پاک بدن سے پانی کے جو قطرے نیچے گرتے تھے خدا کا شکر کرتے تھے کہ ہم سے حضرتؑ کا مبارک جسم دھلا اور ہم کو دہن مبارک سے شرف اتصال ملا۔ جس نے حضرتؑ کا پس خوردہ پیا وہ آگ میں نہیں جلا۔ چنانچہ ایک عورت کا قصہ مشتہر ہے حضرت رسالت پناہؐ نے جس دسترخوان سے دہن مبارک اور دست مبارک پونچھا تھا، آگ میں وہ نہ جلا جس غلام حبشی کو اپنے دست مبارک سے ملا وہ حبشی گورا ہوگیا یعنے جو چیز نمک کی کان میں گئی نمک بن گئی۔ ایک روز کسی کتے کو جس کو سانپ نے ڈس لیا اور

وہ مرنے کے قریب ہوگیا تھا حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے آیا حضرتؑ نے دہن مبارک سے اس کے منہ میں لعاب ڈالا فوراً صحتیاب ہوگیا۔ایک روز ایک آسیب زدہ نوجوان نے آپؑ کا پسخوردہ پیا۔اس کو صحت ہوگئی مسلمان ہوا مصدق ہوکر آپؑ کی صحبت میں رہ گیا۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام جس راستے سے گزرتے تھے اور جو گھانس آپؑ کے مبارک پانوں کے نیچے روندی جاتی تھی وہ آواز دیتی تھی کہ یہ مہدیؑ ہیں اور یہ خلیفۃ اللہ ہیں۔چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے یہ آواز سنی ہے۔نقل ہے کہ خراسان کے راستے میں حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام ایک شہر میں نزول فرما چکے تھے ایک روز اس شہر کا کوتوال آیا اور جور وظلم سے یاران حضرتؑ کے سلاح وسامان (سپاہی) لے بھاگے اسی رات وہاں کے حاکم نے خواب میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غصے کی حالت میں دیکھا اور حضرت رسالت پناہؐ کی زبان سے سنا کہ تیری سلطنت میں میرے فرزند پر ایسا ایسا ظلم وستم ہوا ہے۔عرض کیا کہ مجھے اس کی خبر نہیں ہے فجر کے بعد اس بات کا انتظام کروں گا اور ان ظالموں کا تدارک کروں گا۔القصہ جب بیدار ہوا اس معاملے کی تحقیق کی اور حضرت سے گذشتہ قصوروں کی معافی مانگی اور کہلایا کہ حضرت کا جو مال واسباب تاراج ہوگیا ہے تلاش کر کے حضرتؑ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔آپؑ نے فرمایا کہ ہمارا مال تلف نہیں ہوا ہے اور ہم تو خدا کے سوائے کچھ نہیں رکھتے۔نقل ہے کہ جس جگہ حضرت میرانؑ نزول فرماتے تھے، حضرتؑ کے وہاں جانے سے پہلے ہی غیب سے آواز آتی تھی کہ مہدیِ موعودؑ آ چکے ہیں۔نقل ہے کہ مجذوبان حق جب حضرت کو دیکھتے تو آپؑ کی مہدیت کی گواہی دیا کرتے تھے چنانچہ شاہ رکن الدین مجذوب نے حضرت کو دیکھ کر کہا کہ بابا بہت اچھے آئے۔نقل ہے کہ جب حضرت ملا معین الدین پٹنی کے گھر پر بحث کی خاطر گئے تھے اس نے دیوار پر بیٹھ کر کہلایا کہ ملا اپنی سواری پر سوار ہوکر اپنے گاؤں کو گئے ہیں۔حضرت میراں علیہ السلام نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ملا ایسی سواری پر سوار ہوا ہے کہ کبھی بھی منزل کو نہ پہنچے گا۔اور حضرت میراں علیہ السلام جس جگہ پر جاتے،آپؑ کے جانے سے پہلے اس مقام پر بہت کچھ بارش ہوجاتی تھی تمام تالاب کنٹے اور باؤلیاں بھر جاتے تھے۔چنانچہ خراسان کے راستے میں کئی بار یہ کیفیت واقع ہوچکی ہے۔حضرتؑ کے دائرے کے اطراف تانبے کا حصار نمودار ہوجاتا اور کوئی شخص رات میں اس حصار سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔چنانچہ میاں جنید مہاجر اس واقعہ کو دیکھ چکے ہیں۔ایک روز حضرت میراں علیہ السلام ایک شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس شہر کے دربان نے یاران مہدیِ موعود علیہ السلام کے سامنے کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو سرکاری محصول دو۔جب حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ اس کو بلاؤ۔اس کے حصے کی چیز (اسے) دی جائے گی۔جب وہ شخص حضرتؑ کے سامنے آیا تو حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے یہ دوہرہ پڑھا۔

ناہم بہرے لونگ ساپری نا ہم پر بت کا ادا

ہم تو بہرین پیو کے بچنا وام کہاں کا لاگا

پس وہ شخص یہ دوہرہ سنکر جاذب حق ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو مصدق مہدیؑ ہو گیا اور آپ کی صحبت میں رہ گیا نقل ہے ایک روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام فرہ میں نہانے کے لئے صحرا میں نہر کے کنارے گئے تھے اور میاں سید سلام اللہؓ ساتھ تھے۔اس وقت ان کے دل میں خطرہ آیا کہ علماء کا خیال یہ ہے کہ مہدیؑ جس جگہ سے گذریں گے زمین کی چٹانیں سرخ سونا بن جائیں گی اور زمین میں سے خزانے باہر آجائیں گے اور ان کو مہدیؑ لوگوں میں تقسیم کریں گے۔پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے میاں سید سلام اللہؓ سے پوچھا کہ اس وقت تمہارے دل میں کیا خیال گزرتا ہے۔عرض کیا کہ علماء کا قول ایسا ہے کہ مہدیؑ جس جگہ سے گزریں گے ٹیلے سرخ سونا بن جائیں گے مختصر یہ کہ جب نہانے سے فارغ ہو گئے فرمایا پہاڑوں اور ریت کو دیکھو پس جب سید سلام اللہ جس طرف بھی نظر ڈالتے سونے کے پہاڑ پاتے تھے اور صحراء کی ریت کو جواہر بے بہا دیکھتے تھے۔اس وقت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر چاہو تو چند تنکے اٹھالو عرض کیا کہ مجھے اس زر کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس سونے میں سے تھوڑا سا لے لیتا ہوں اور اصحابؓ کو دکھلاتا ہوں فرمایا ایک مٹھی یا دو مٹھی لے لو اور یاروں کو دکھلاؤ۔مختصر یہ کہ میاں سید سلام اللہؓ نے ایک مٹھی ریت اپنے کپڑوں کے ایک کونے میں باندھ کر گرہ لگائی اور جب دائرے میں آئے تو ہر ایک سے کہا کہ جس کو سونے کی ضرورت ہو لے لے۔تمام نے کہا ہمیں سونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم حق تعالیٰ کے طالب ہیں۔نقل ہے کہ میراں علیہ السلام کے کارواں کے جانور کبھی بھی بغیر اجازت (کھیت چرنے) منہ نہیں ڈالتے تھے۔نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا بیان سن کر بہت سے جن مصدق ہو گئے۔نقل ہے میاں لاڑ مہاجر بہت افیون کھاتے تھے۔جب ایک مرتبہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا پس خوردہ پی لیا تو افیون کھانا چھوڑ دیا۔اور ان کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچا۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کے کاروان میں ایک کتا تھا جو نماز کے وقتوں میں جاگتا رہتا اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہتا تھا اگر اس وقت کوئی اس کے سامنے کھانا رکھتا تو نہیں کھاتا تھا۔نقل ہے جب حضرت میراں علیہ السلام بندر دیو میں آئے تو وہاں چند روز ٹھیرے اس جگہ ایک شخص شرابی آیا اور حضرت میراں علیہ السلام اس وقت وہ احکام شریعت بیان فرما رہے تھے جو شراب کی حرمت میں وارد ہوئے ہیں اور کسی نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ یہ شخص کہہ رہا ہے کہ اگر حضرت مجھے منع فرمائیں تو میں شراب پینا چھوڑ دونگا حضرتؑ نے فرمایا میرا کام تبلیغ (احکام الٰہی) ہے چاہے کوئی چھوڑے یا نہ چھوڑے مختصر یہ کہ جب وہ (شرابی) اپنے گھر گیا تو شراب کا شیشہ طلب کیا (جب شیشہ لایا گیا تو) دیکھا کہ اس میں ایک چوہا مرا پڑا ہے دوسرا شیشہ مانگا۔وہ پھوٹ گیا۔جب تیسری مرتبہ طلب کیا اور اس (شراب میں) سے (تھوڑی سی شراب) پی تو پیٹ کے درد سے بہت بے قرار ہو گیا،اور حضرتؑ کا پس خوردہ پیا تو پیٹ کا درد دور ہو گیا۔نقل ہے

کہ فراہ میں حضرت ولایت پناہؐ نے نماز جمعہ پڑھنے کے بعد وتر پڑھی۔اس وقت اس زمانے کے تمام عالم کہنے لگے کہ اگر یہ سچے مہدیؑ ہیں تو اسی ہفتے کے درمیان فانی دنیا سے ہمیشہ رہنے والی دنیا کو سفر کریں گے۔یہاں تک کہ دوسرے جمع تک ان کی حیات نہ ہوگی کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح جمعہ ادا کرنے کے بعد وتر پڑھی تھی۔اور اسی ہفتے کے درمیان حضرت خیر البشر کی رحلت ہوگئی اور آپؐ پر دوسرا جمعہ نہیں آیا جس طرح اس شہر کے عالموں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔
نقل ہے کہ جالور میں بیان کے وقت ایک شخص نے پوچھا کہ میرے موتی کہاں ہیں۔فرمایا تیرے موتی جل جائیں جو کچھ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے سن۔آخر کار جب وہ شخص اپنے گھر گیا اس کا تمام سامان اور موتی جل چکے تھے۔نقل ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی رحلت ہوئی اور جنازہ بھی تیار کردیا گیا۔فراہ اور رچ کے حاکموں میں جھگڑا ہوگیا۔فراہ کا حاکم چاہتا تھا کہ حضرتؑ کو فراہ کی حدود میں دفن کرے، کیونکہ حضرتؑ فراہ میں ٹھیرے ہوئے تھے اور حاکم رچ کا دعویٰ تھا کہ حضرتؑ نماز جمعہ کی ادائی کے لئے رچ آیا کرتے تھے آخر کار جب جنازہ لے کر فراہ سے روانہ ہوئے اور ایک باغ میں پہنچے جنازہ ٹھیر گیا۔اور کسی کی طاقت سے بھی آگے بڑھ نہ سکا اور وہ باغ رچ اور فراہ کی حد سے لگا ہوا تھا، پس رچ اور فراہ کے حاکم اس بات پر راضی ہوگئے کہ حضرتؑ کے جنازے (جسد) کو اسی جگہ دفن کریں جب آپؑ کو قبر میں اتارا (اس کے بعد دیکھا تو آپ کو) نہ پایا۔اور اسمٰعیل (سرخ) کلاہ پوش نے جو اہل اسلام کی قبروں کو توڑتا تھا حضرت مہدی علیہ السلام کی قبر کو توڑنے کے لئے پانچ سو سوار روانہ کئے۔لیکن اس کی فوج راستہ کے درمیان ہی تباہ و تاراج ہوگئی اس کے بعد اسمٰعیل کا بیٹا وہاں آیا۔ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ سید محمدؑ کی تربت کو توڑ۔اس کے اشارے پر پہلوان حضرتؑ کی تربت توڑنے پر تیار ہوا اچانک کمر تک زمین کے اندر اتر گیا۔اس کے بعد شاہزادہ بہت کچھ عذر خواہ ہوا۔اور اپنے کئے پر پچھتانے لگا۔

نقل ہے کہ اکثر مورخین کے بیان سے ثبوت حاصل ہوا ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے اکثر واقعات، سید کائنات، سرور موجودات رسول مقبول علیہ السلام والصلوٰۃ کے واقعات سے موافقت رکھتے ہیں چنانچہ حضرت خاتم الرسالتؐ کی پیدائش صحیح ترین قول کے مطابق پیر کی رات میں ہوئی ہے۔اسی طرح حضرت خاتم الولایت کی پیدائش بھی پیر کی رات میں ہوئی ہے۔جب حضرت رسول علیہ السلام پیدا ہوئے تو بی بی آمنہؓ کا گھر نورانی ہوگیا اسی طرح حضرت خاتم ولایتؑ جس رات پیدا ہوئے تو آمنہ ثانیؓ جن کا لقب آقا ملک تھا، کا گھر بہت روشن ہوگیا نقل ہے کہ عبد المطلب سے روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت رسول علیہ السلام پیدا ہوئے۔خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم پر سجدہ کیا اس کے بعد اپنی اصلی حالت پر لوٹ گیا اور فصیح زبان میں فرمایا کہ اللہ اکبر خدائے حضرت محمدؐ نے مجھے اس وقت بتون کی گندگی سے پاک کیا ہے اور بندگی میاں نظامؓ سے مروی ہے کہ کعبۃ اللہ نے حضرت مہدی مراد اللہؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس گھر کے رب کی عبادت کرنا چاہیئے۔

نیز آپؐ نے دیکھا کہ کعبہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کا طواف کیا۔نقل ہے کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو لَآاِلٰہ اِلَّااللّٰہ انی رَسُو لُ اللّٰہ کہااور جب حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھے کہ باتیں کرنے لگے۔اور بی بی آمنہؓ نے ان باتوں کو بار بار سنا ہے کہ مہدیِ موعود آ گیا۔اور پیدا ہونے کے بعد پہلی بات یہی کی کہ مہدیِ موعودؑ آ گیا ہے۔نقل ہے کہ جب حضرت رسول علیہ السلام پیدا ہوئے ختنہ کیئے ہوئے اور ناف بریدہ تھے اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام مختون اور مسرور پیدا ہوئے۔جس طرح رسول اللہ ﷺ کی پشتِ اطہر پر مہر نبوت تھی،مہدیؑ کی پیٹھ پر مہر ولایت تھی۔اور جس رات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے بت خانوں کے تمام بت اوندھے گرے،اسی طرح جس رات حضرت مہدی مراد اللہ پیدا ہوئے تمام بُت مندوروں میں اوندھے ہوگئے اور جس طرح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ویسیر تھے اسی طرح جس زمانہ میں حضرت سید کونین مہدی الثقلین کے والدین وفات پائے،حضرت مہدی علیہ السلام بہت کم سن تھے۔نقل ہے کہ جس طرح بحیرا(راہت)نے اپنے عبادت خانے کے چھت سے حضرت محمد ﷺ کے کاروان کو دیکھا کہ دھوپ کی شدت میں ایک ابر کاروان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔اور کاروان کے چلنے کے ساتھ وہ بھی حرکت کرتا تھا۔اور جب حضرت رسول اللہ ﷺ ٹیلوں پر آتے تھے۔بحیرا سنتا تھا کہ پتھر اور درخت اونچی آواز میں کہہ رہے ہیں السلام علیک یا رسول اللہؐ ابوطالب کے ساتھ ایک درخت کے نیچے اترے تو وہ ابر کا ٹکڑا اس درخت پر سایہ کرنے لگا۔درخت کی شاخیں سر سبز ہوگئیں ایک روایت میں ہے کہ نسطورا راہب،سب عیسائی عبادت کرنے والوں کا صدر تھا۔اس کا قائم مقام(بحیرا)اس عبادت خانے میں رہ گیا تھا۔حضرت پیغمبر ﷺ اس سوکھے درخت کے نیچے بیٹھے۔اسی وقت وہ درخت سرسبز وتر وتازہ ہو گیا۔اوراس میں پھل آ گئے۔اس درخت کے آس پاس تمام سبزہ زار اور چمن ہوگیا۔نقل ہے کہ اسی طرح حضرت امام مہدیِ موعود آخرالزماں علیہ السلام نے جب ریگستان کے میدان میں قدم رکھا ایک ابر کا ٹکڑا آپؐ کے سر اطہر پر سائبان بن گیا۔اور جس وقت آپؐ سنگ وحجر سے گذرتے وہ اونچی آواز سے کہتے کہ(یہ)مہدیِ موعودؑ ہیں۔یہ اللہ معبود کے خلیفہ ہیں۔جب آپؐ نے سوکھی ہوئی مسواک کو زمین میں گاڑ دیا فوراً ہری بھری ہوگئی اور پھول اور پھل اس میں لگ گئے۔غرض سات یہودی ملک روم سے بحیرا کے عبادت خانے میں آئے اور یہ لوگ کہانت کے حکم اور کتابوں کے مطالعے سے معلوم کر چکے تھے کہ اس علاقہ میں پیغمبر آخرالزماں علیہ السلام اس درخت موعود کے نیچے اتر پڑیں گے جو بحیرا کے عبادت خانے کے قریب ہوگا اور یہ لوگ اس جگہ قتل کرنے کے ارادے سے آنحضرت علیہ السلام کے آئے تھے اسی روز بحیرا سے ملے تھے۔اور ان میں تین بڑے عالم تھے۔جو عمر اور دانائی میں کمال پر تھے انہوں نے بحیرا سے کہا کہ ہم آسمانی کتابوں سے یہ معلوم کر چکے ہیں کہ آج اس درخت اور صومعہ کے نیچے حضرت محمد ﷺ قریش کے قافلے کے ساتھ اتریں گے۔اب ہم آ چکے ہیں کہ انہیں(نعوذ باللہ)

قتل کر ڈالیں اور بحیرا سے اس معاملے امداد و تعاون طلب کر رہے تھے بحیرا نے صاف صاف دلیلوں سے ان کے دلوں میں بٹھا دیا کہ یہ جواں وہی پیغمبر ہے کہ جس کی نعت وصفت آسمانی کتابوں میں تم پڑھ چکے ہو اور جو شخص توریت انجیل اور زبور پڑھ چکا ہو ان کی پیغمبری کو کس طرح پہنچائے گا اور ان کے قتل کا ارادہ کرے گا۔ میں جانتا ہوں اگر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ جل جلالہ کوئی کام کرنا چاہیں ہو جائے تو پھر کون اس کو روک سکتا ہے کہا۔نہیں تو بولا۔ پس تم لوگ اس شخص پر ہاتھ نہ ڈالو واپس چلے جاؤ۔ ناکام کوشش نہ کرو۔ وہ لوگ انصاف پسند تھے۔ اس معاملہ کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جیسلمیر تشریف لے گئے۔ اور (آپؑ کے لوگوں نے) گائے ذبح کی۔ وہاں کا حاکم بڑے لشکر کے ساتھ اس جماعت کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ جب اس نے حضرتؑ کو دیکھا اس کا غصہ اتر گیا اور کمال عقیدت سے حضرتؑ کے قدم مبارک پر سر رکھ دیا۔نقل ہے کہ سندھ کے بادشاہ نے ملاحوں کو اشارہ کر دیا تھا کہ حضرتؑ کی کشتی کو ندی میں ڈبو دیں۔ انہوں نے بہت کچھ چاہا کہ یہ لوگ غرق ہو جائیں اور حضرتؑ کے کارواں کو کشتی میں چھوڑ کر بیچ ندی سے تمام ملاح چل دئے۔ لیکن تھوڑی دیر میں ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچ گئی۔نقل ہے کہ شاہ بیگ حاکم قندھار کے ملازم جنہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام اور آپؑ کے یاروں پر بہت زیادہ تشدد کیا تھا اور جب حضرت مہدی علیہ السلام مسجد جامع میں اس ملک کے تمام علماء کے درمیان گئے تو شاہ بیگ حضرتؑ کو دیکھ کر بہت معتقد ہو گیا۔ اور تمام لوگوں کو خاموش کروایا اور حضرتؑ کا بیان سنا۔ اور آپؑ کی تصدیق کی اور میر ذوالنون حاکم فراہ بھی اس جماعت کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا اور بہت کچھ امتحان لیا اور سپاہی کو حکم دیا کہ حضرتؑ پر تلوار مارے۔ لیکن اس سپاہی کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگا۔ اور حضرتؑ کی دعا سے ہوش میں آیا اس کے بعد تمام لوگ حضرتؑ کے معتقد ہو گئے۔ جیسا حلیہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اسی طرح حضرت مہدیِ موعود آخرالزماں علیہ السلام کے حلیہ میں کچھ فرق نہ تھا۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر (حضرت) ابراہیم خلیل اللہؑ اور (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ اور بندہ ایک زمانے میں ہوتے تو کوئی بھی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا کہ ان میں (حضرت) خلیل جلیلؑ کون سے ہیں اور (حضرت) محمدؐ امجد کون سے ہیں اور (حضرت) مہدیؑ کون سے ہیں۔ اور جب حضرت میراں سید محمودؓ نے حضرات محمدینؐ کو خواب میں دیکھا تو انہیں پہچان نہ سکے۔ پس حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے جدِ امجد کی پابوسی کرو۔ اور حضرتؑ کا حسن و جمال حضرت محمد ﷺ کے حسن و جمال کے مانند تھا اور تمام لوگوں پر ان کا حسن و جمال فائق تھا اور آپؑ کا مقابل کوئی معلوم نہ ہوتا تھا۔ جس طرح کعبۃ اللہ کی تعمیر میں چاروں قبیلے پتھر اٹھانے پر متفق ہو گئے آنحضرت ﷺ نے پتھر اٹھانے میں ان کی موافقت کی۔ یہاں تک کہ روایت کی جاتی ہے کہ قریشیوں نے اپنی کمر سے تہ بند کھول کر اپنے کندھوں پر رکھ لیئے تھے اور اس پر پتھر اٹھاتے تھے۔ اور حضرت عباسؓ

نے نہایت شفقت کی وجہ سے تا کہ آپ کا کندھا زخمی نہ ہوجائے حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لنگوٹہ کو کھولا اور آپؐ نے چاہا کہ اپنی گردن پر رکھے آپ کا ستر ظاہر ہوگیا آپؐ اچانک نیچے گر پڑے اور مٹی میں لتھڑ گئے۔ اور کہتے ہیں کہ بے ہوش ہوگئے پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا۔ میرا تہبند، میرا تہبند یعنے غیب سے آواز آئی کہ اپنا ستر ڈھانکو۔ اور آنحضرت ﷺ اس خطاب کے سننے سے مدہوش ہوگئے کیونکہ یہ پہلی غیبی آواز تھی جو آپؐ کے بے عیب سمع تک پہنچی۔ پھر جب ہوش میں آئے تو حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ فرمایا مجھے منع کیا جاتا ہے کہ میں (بغیر تہبند کے چلوں پھروں یہاں تک اسی طرح جب حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے آپؑ کا ستر کسی نے نہ دیکھا۔ ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اور وہ آپؑ کا ستر بن گیا۔ جب آپؑ کو کپڑے پہنائے غیبی ہاتھ غائب ہوگیا نقل ہے کہ جس طرح حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں سر کی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھا تھا، جیسا کہ شیخ نظامیؒ نے فرمایا ہے کہ۔

(۱) وہاں تو مطلق ہی پسند کرنا ہے اور خدا کو دیکھ کہ خدا کو دیکھنا ہی ہے۔

(۲) محمد ﷺ کو خدا کا دیدار کسی اور آنکھ سے نہوا بلکہ اسی آنکھ سے جو سر رکھتا ہے۔

(۳) عشق کا وہ سفر ناز کے ساتھ ہوا کہ ایک دم میں گئے اور آگئے۔

(۴) وہ شراب پی، جس میں حق کی آمیزش تھی اور اسکا ایک گھونٹ ہمارے دل پر گرایا۔

(۵) ان کی ہمت گنج (وحدت) سے مالا مال تھی ان کا کل مقصود حاصل ہو چکا تھا۔

اسی طرح حضرت امام مہدیؑ نے حضرت ایزدتعالیٰ کو سر کی آنکھ سے دیکھا۔ چنانچہ حضرت احدیت کا خطاب ہوا کہ اے سید محمد تو نے ہمیں بال بال سے دیکھا۔؟ عرض کیا کہ جی ہاں بال بال سے دیکھا ہے۔ اور جس طرح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتہ کا واسطہ نہ تھا۔ امام مہدی علیہ السلام کو بھی فرشتے وغیرہ کا واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت کا دعویٰ ہے کہ مجھے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہر روز نئی تعلیم دی جاتی ہے اور جیسا کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت، علامات قیامت سے ہے جب فرشتوں نے وحی الٰہی کے طنطنہ (ٹن ٹن) کو سنا تو شدت ہیبت کی وجہ سے سب کے سب بے ہوش ہوگئے۔ یہ گمان کیا کہ گویا قیامت آگئی یہاں تک کہ بعد میں معلوم ہوا کہ خدائی وحی ہے جو نازل ہوئی جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ آپ نے یہ وحی کس کو پہنچائی۔؟ کہا محمد ﷺ کو۔ فرشتوں نے کہا، اللہ اکبر قیامت آگئی بے شک (قیامت) قائم ہوگئی ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کو علامات قیامت میں شمار کرتے ہیں۔ اور حضرت رسول مقبولؐ نے بھی فرمایا ہے کہ ''بھیجا گیا ہوں میں اور قیامت ان دونوں کی طرح''۔ اسی طرح حضرت مہدی آخر الزماںؑ کی آمد کو علامات قیامت میں شمار کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ پیر کے دن نبوت کی دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوئے۔ خاتم ولایت بھی پیر

کے دن مہدیت کی دعوت کے لئے مبعوث ہوئے۔نقل ہے کہ جب حضرت خاتم الرسالتؐ پر آیت ’’اپنے کنبہ والوں کو ڈراؤ الخ نازل ہوئی تو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علی المرتضیٰؓ سے فرمایا کہ اے علی حضرت الٰہی جل وعلیٰ فرماتا ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ اور قریبی قبیلہ والوں کو دعوت اسلام دو اور میں اس حکم کی تعمیل میں بے حد عاجز ہوں۔اور یہ کام مجھ پر بڑا دشوار ہے۔اگر ان کے انداز کے مطابق (ان کے مقابل) کھڑا ہو جاؤں تو مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور طرح طرح کی تکلیف پہنچانے کے لئے کوششیں کریں گے میں نے بھی آخر میں فیصلہ کرلیا کہ سکون کا طریقہ سامنے رکھوں اور سختیوں پر صبر کرتے ہوئے مصلحت اندیش عقل کا دامن تھام لوں۔یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام اتر آئے اور کہا کہ اے محمدؐ، اگر فرمان الٰہی کے مطابق آپؐ اٹھ کھڑے نہوں تو بے شک عقوبت الٰہی (یعنے سزا) میں مبتلا کردیئے جائیں گے۔اور اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے دعوئے مہدیت میں اس مصلحت سے کہ اہل اسلام کے ایمان کی حفاظت کریں تاخیر کی۔اللہ تعالیٰ کا حکم عتاب کے ساتھ ہوا کہ اے سید محمد اگر تو دعوئے مہدیت میں دیر کرے گا تو تیرا حشر ظالموں میں کروں گا۔نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسول مقبولؐ نے لوگوں کو عبادت الٰہی کی دعوت دی اور شرک سے چھڑایا اور کسی سے خوف نہ کیا اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے تمام بڑے بڑے علماء کو اپنی مہدیت کی دعوت دی اور سب لوگوں کو کمال توحید کی طرف بلایا۔نقل ہے جس طرح حضرت رسول مقبول علیہ السلام عالی نسب تھے حضرت مہدیِ موعودؑ بھی عالی نسب تھے۔جس طرح رسول مقبول جھوٹ نہیں بولتے اور وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے، اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام بھی جھوٹ نہیں بولتے۔اور وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے۔نقل ہے کہ جیسا کہ رسول مقبولؐ مہمان نواز تھے ویسا ہی حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بھی مہمان نواز تھے چنانچہ جو چیز آپؑ کو پہنچتی تھی اسے آپؑ فوراً سب لوگوں میں تقسیم کردیتے تھے۔ایک وقت آپؑ کے پاس مٹھائی آئی۔سب کو تقسیم کردی گئی اور تقسیم کے مطابق ایک حصہ حضرتؓ کو ملا۔آپؑ نے اسے لے لیا۔اس کے بعد نیشکر کا انبار آ گیا سب کو تقسیم کردیا ایک حصہ حضرت کو بھی ملا۔حضرتؓ نے مٹھائی تو کسی شخص کو دے ڈالی اور نیشکر کا ٹکڑا لے لیا۔فرمایا مومن ذخیرہ نہیں کرتا اور بادشاہ مانڈو کا سامان سب لوگوں کو دے ڈالا اور موتیوں کی تسبیح بھی ایک دھپڑا بجانے والے کو دیدی اور فرمایا کہ دنیا کی پونجی تھوڑی ہوتی ہے اور جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے کام انجام دیتے، حضرت مہدی علیہ السلام بھی سب کام کرتے۔اپنا پانی آپ لایا کرتے۔اگر کوئی پانی لاتا اور حضرت کے ہاتھ سے ٹھلیا لے لیتا تو اس کو منع بھی کرتے تھے نقل ہے کہ جو لوگ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کرتے اور ہنسی اڑاتے تھے اپنی آپ سزا کو پہنچتے تھے۔اسی طرح حضرت مہدی آخر الزماںؑ کے دشمن عداوت اور خصومت کر کے برے انجام کو پہنچے چنانچہ چندیری کے سجادوں وغیرہ کی نقل مشہور و معروف ہے نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول ﷺ بیت اللہ کا

طواف کر رہے تھے کہ اچانک چند شریر لوگ حضرت سید ابرارؐ پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو ہمارے اور ہمارے بتوں کے بارے میں باتیں کرتے ہو فرمایا۔ ہاں میں ہی ہوں جس نے وہ باتیں کہی ہیں۔ اور اب بھی کہتا ہوں اسی وقت عقبہ ابن معیط نے جرأت کر کے ایک چادر کا کونہ آنحضرت ﷺ کی مبارک گردن میں لپیٹ دیا اس طرح کہ آپ کو سانس لینا دشوار ہو گیا۔ امیر المومنین ابوبکر صدیق ؓ موجود تھے آپؐ نے فریاد کی اور۔ رونے لگے اور کہتے تھے کہ کیا تم لوگ اس شخص کو قتل کر ڈالو گے جو کہتا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر تمہارے پاس آیا ہے۔ پس ان لوگوں نے پیغمبر علیہ السلام سے ہاتھ اٹھالیا اور امیر المومنین ابوبکر صدیق ؓ کو تکلیفیں پہنچانے میں مشغول ہو گئے۔ آپؐ کو مارنے پیٹنے اور ایذاء پہنچانے کی ایسی کوشش کی کہ صدیق اکبرؓ بے ہوش ہو گئے بنو تمیم اور آپ کی قوم کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور ان کو کافروں کے ہاتھوں سے نجات دلا کر گھر اٹھالے گئے۔ اور اس جگہ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام قندھار تشریف لائے اور مہدیت کی دعوت دینی شروع کی تو قندھار کے تمام علماء مشائخ کو یہ بات ناگوار گزری اور حاکم کو بہکا کر چند ملازمین کو حکم دلوایا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کو طلب کریں جب یہ لوگ مہدی علیہ السلام کے سامنے آئے تو بہت تشدد کرنے لگے اس وقت حضرتؑ وضو فرما رہے تھے ان لوگوں نے کہا کہ دیر نہ کیجئے جلد چلئے۔ آخر کار ایک شخص نے حضرتؑ کے کمر بند پر ہاتھ ڈالا۔ حضرتؑ کھڑے ہو گئے۔ اور چند قدم ننگے پاؤں چلے حضرت مہدیِ موعودؑ کے اصحابؓ نے کہا کہ حضرت جوتیاں پہن لیں۔ فرمایا کہ حق کے راستے میں ننگے پاؤں چلنا بہت خوب ہے۔ اگر حق کا کام ہو تو بہت سی منزلوں تک ننگے پاؤں چلا جاؤں گا۔ اور جب اصحابؓ و مہاجر آپؑ کے ساتھ ہو گئے تو ان پر بڑا ہی ظلم وستم کرنے لگے لاٹھی کی سخت مار سے حضرت بندگی میاں دلاورؓ کا سر مبارک زخمی ہو گیا اور آپؑ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قریش نے مقام حجر میں جمع ہو کر آپس میں معاہدہ کیا کہ ہم اگر محمدؐ کو پالیں تو فوراً قتل کر دیں۔ بی بی فاطمہؓ یہ باتیں سن کر رونے لگیں اور آنحضرتؐ کے پاس آ کر صورت حال کو بیان کیا۔ اس کے بعد سرورِ دوعالم علیہ السلام نے مسجد حرام کی طرف توجہ کی جب کافروں کی نظر مقامِ سید ابراہیمؑ پر پڑی تو ان میں حرکت کی طاقت نہ رہی۔ یہاں بھی دو تین مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا ہے کوئی بھی ظالم حکمران حضرت ولایت مآبؑ کی نظر کی تاب نہ لا سکا۔ نقل ہے کہ جس طرح حضرت سید عالم علیہ السلام کی روح پر فتوح تخلیق کے وقت سب سے پہلے پیدا ہوئی۔ اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کی روح پر فتوح تخلیق میں سب سے پہلے پیدا ہوئی تھی کیونکہ امام مہدیؑ ولی تھے حالانکہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں لتھڑ رہے تھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے جملہ انبیاءؑ علیہم السلام سے آن سرور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت، اعانت اور متابعت کا عہد و پیثاق لیا کہ اگر ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کے دین کی نصرت کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

ارشادفرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہدلیا کہ جب میں تم کوکتاب اورحکمت عطاکروں پھرتمہارے پاس کوئی رسول آئے جوتمہاری کتاب کی تصدیق کرے توتمہیں ضروراس پرایمان لاناہوگااورضروراس کی مددکرنی ہوگی۔فرض کروکہ اگرانبیاءعلیہم السلام آنحضرت علیہ السلام کی بعثت کازمانہ پالیتے توان پرآنحضرتﷺ کی متابعت واجب ہوجاتی چنانچہ آنحضرتﷺ کاارشادہے کہ اگرموسیٰؑ زندہ ہوتے توانہیں میری متابعت کے سواکوئی اورگنجائش نہ تھی۔حضرت رسول اللہؐ نے ایک بدوسے فرمایاکیاتونہیں جانتاکہ جنت کی کنجی میرے ہاتھ میں ہےاورقیامت کے دن اس کاخازن ہوں۔اوریہاں بھی تصحیح کامسئلہ واقع ہواہے۔نقل ہے کہ حق تعالیٰ نے جس پیغمبرکاقرآن میں ذکرفرمایااس کی علامتوں کے نام سے ذکرکیاہے جیسے کہ اے آدم تم اورتمہاری بیوی جنت میں رہیں۔اوراے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اوربرکت کے ساتھ اترپڑو۔اور حضرت ابراہیمؑ سے کہا۔اس بات کوجانے دو۔اورموسیٰؑ سے فرمایاکہ اے موسیٰ میں نے تم کواپنے پیغام اوراپنے کلام سے لوگوں میں ممتازکیاہےاورداؤدؑ سے فرمایا۔اے داؤدہم نے تم کوزمین کابادشاہ بنادیا۔اورذکریاؑ سے فرمایاکہ ہم تم کوایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔اوریحییٰؑ سے فرمایا۔اے یحییٰ کتاب کومضبوطی سے پکڑے رہو۔اورعیسیٰؑ سے فرمایا۔اے عیسیٰؑ بن مریم میرے ان احسانوں کویادکروجومیں نے تم پراورتمہاری والدہ پرکئے ہیں۔اورجب ہمارے پیغمبرﷺ کی باری آئی تو فرمایا۔اے نبی اے رسول اورآنحضرتؐ کانام مبارک جوقرآن شریف میں مذکورہےتووہ تعریف وتوصیف کے طورپرہے۔ اوراس کے ساتھ ذکرنبوت اورصفت رسالت بھی پیوستہ ہےمثلاً **وما محمد الارسول اللّٰہ. وآمنوا بما انزل علی محمد. ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین** ۔ایسی مثالیں قرآن میں بہت کچھ ہیں اوراسی طرح حضرت مہدیؑ کانام محمدہے۔قرآن میں صراحت سے مذکورنہیں ہواہے کیونکہ آپؑ اکثرصورتوں میں نبیؐ کے ساتھ پوری پوری مساوات اورپوری پوری مشابہت رکھتے ہیں۔جیساکہ کتاب کشف الحقائق میں لکھاہواہے۔اگریہ کہاجائے کہ قرآن شریف میں مہدیؑ کانام کیوں مذکورنہیں ہواہےصاف طورپر،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی شئی کے ذکر کوترک نہیں کیا۔پھرکس طرح آپؑ کاذکرترک کردیا۔کہاگیاآپؑ کانام مذکورنہیں ہواکیونکہ آپؑ کی دعوت نبیؐ کی دعوت کی طرح تھی،آپؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کی طرح آپؑ کاصبرنبیؐ کےصبرکی مانند،آپؑ کاتوکل نبیؐ کےتوکل کے جیسااکثر صورت اورسیرت میں آپؑ نبیؐ کے مساوی تھے انتہیٰ۔اورآنحضرتﷺ نے فرمایامہدیؑ مجھ سے ہے کشادہ پیشانی،اونچی ناک جٹ بھنویں۔بے شک وہ میرے نقش قدم پرچلے گااورخطانہیں کریگایعنی میری پوری پوری پیروی کریگا۔ہم کہتے ہیں کہ مہدیؑ نبیؐ کےکل اخلاق سے متصف ہوگاقطعی ثبوت کی بناپر۔جیساکہ حدیث میں واردہواہے۔حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایااگردنیاکے(ختم ہونے میں)صرف ایک دن باقی رہ جائے تواللہ تعالیٰ اس ایک دن میں

میرے اہل بیت سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا جس کا نام میرا نام ہوگا۔اس کے اخلاق میرے اخلاق ہونگے۔اور حدیث میں ہے کہ مہدیؑ مجھ سے ہے اس کا نام میرے نام کے جیسا ہوگا اوراس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔کہا گیا۔اس کا نام میرا نام اس کی کنیت میری کنیت کا مطلب کیا ہوا؟ ہم کہتے ہیں کہ مہدیؑ، رسول اللہؐ کے تمام صفات صوری ومعنوی کے ساتھ موصوف ہوگا،اور تمام اسماء الٰہیہ کا مظہر ہوگا،جیسا کہ رسول اللہ ﷺ تھے۔اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جہاں ذکر محمدؐ ہو وہاں بندے کا ذکر ہے۔ہاں کیوں نہ ہوگا آپؑ رسول اللہ ﷺ کا باطن ہیں۔اور باطن کو ظاہر سے ایک تعلق ہوتا ہے نیز محمد ﷺ سرتاپا ولایت تھے،اور مہدیؑ بھی سرتاپا ولایت ہیں۔لیکن محمد ﷺ احکامِ ولایت کے اظہار پر مامور نہ تھے اور مہدی علیہ السلام مامور ہیں۔نقل ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ،آپ کو نام اور کنیت سے نہیں پکارتے تھے،اسی طرح میرانؑ کے اصحابؓ،حضرت مہدیؑ کو نام اور کنیت سے نہیں پکارتے تھے۔جس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے جامع کلام دیا گیا ہے یعنے تھوڑے سے لفظوں میں بہت سے معنے۔اور بعض کہتے ہیں کہ جامع کلمات سے مراد قرآن شریف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ عام ہے جو مشتمل ہے قرآن فصاحت بلاغت کے ساتھ گفتگو اور پرلطف اشارات پر آنحضرت کے پس حضرت مہدی علیہ السلام بھی اسی طرح کلام فرماتے تھے کم الفاظ اور زیادہ معنے۔چنانچہ حضرت کے بیان کے وقت بے شمار لوگ جمع ہوجاتے،اور مختلف سوالات اپنے دلوں میں سونچ لیتے اور الگ الگ زبانیں جانتے (بولتے) تھے لیکن حضرت کے بیان سے تمام لوگوں کی تشفی ہوجاتی تھی۔اور تمام لوگوں کے سوالات حل ہوجاتے تھے۔یہاں تک کہ کسی کو سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔اگر جوامع الکلم سے مراد قرآن ہے تو وہ حسب حال ہے اس محبوب ذوالجلال کے قرآن کے معنے بتانے کیلئے آپؑ مبعوث ہوئے خدا کے پاس سے اور جس طرح خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک مہینے کی مسافت ہوکہ دشمن پر میرا رعب چھاجاتا ہے۔''اسی طرح بہت سے ظالم لوگ،حضرت کو دیکھ کر نرم دل ہوگئے اور اپنی عداوت چھوڑ دی۔اور حضرتؑ کی تصدیق کرلی۔نقل ہے کہ جو مال کافروں سے (جنگ میں) لے لیا جاتا تھا،سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال تھا اسی طرح کافروں کا مال جو للہ آجاتا تھا وہ مہدیؑ اور آپؑ کے اصحابؓ کے لئے حلال تھا۔جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ تمام مخلوق کے لئے مبعوث ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کیسے ہلاک ہوگی جبکہ میں اس کے اول میں ہوں،اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہیں اور مہدیؑ جو میری اہل بیت سے ہیں اس کے درمیان ہیں۔اور ان دونوں کے درمیان ایسی کج فہم جماعت ہے جو نہ میری ہے اور نہ میں اس کا ہوں یعنے میری اُمت کس طرح ہلاک ہوگی کہ میں اس اُمت کے اول میں ہوں،اور اس اُمت کے آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور مہدیؑ میرے اہل بیت سے اس اُمت کے درمیان ہیں۔اور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان ایک

جماعت ہے تیڑھی، نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ثوبانؓ ثوری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔جب تم ان کالی جھنڈیوں کو دیکھو جو خراسان کی طرف سے آچکی ہیں تم ان کے پاس آؤ کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ موجود ہے۔دوسری روایت جب تم ان کالی جھنڈیوں کو دیکھو جو خراسان کی طرف سے آچکی ہیں تو ان کے پاس آؤ اگرچہ کہ تمہیں برف سے رینگتے ہوئے جانا پڑے۔کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے۔آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر صدی کے راس پر میری اُمت میں مہدی پیدا ہوگا۔نو مہدی تو لغوی ہوں گے اور دسواں مہدیِ موعودؑ ہوگا پس اس پر جو ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے اس سے کفر کیا اس نے مجھ سے کفر کیا۔زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اما بعد اے لوگو میں تم جیسا بشر ہوں۔قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آجائے اور میں قبول کروں۔میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں نور اور ہدایت ہے۔کتاب اللہ کو لے لو اور اس کو مضبوط تھام لو اور میرے اہل بیت۔اپنے اہل بیت کے بارے میں ہیں تمہیں خدا کو یاد دِلاتا ہوں۔اگر لفظ عترت مطلق ہو تو مطلق (کا قاعدہ ہے کہ وہ) فرد کامل کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ اہل بیت نبیؐ میں سوائے مہدیِ موعودؑ کے کوئی کامل نہیں۔آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مہدیؑ کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔جس طرح رسول اللہؐ کی دعوت انسان اور جنات دونوں کے لئے تھی اور بہت سے جن حضرت رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھ کر مشرف بہ ایمان ہوئے اسی طرح خراسان کے راستے میں جنوں کی ایک جماعت حضرت مہدیؑ کی مصدق ہو چکی ہے۔نقل ہے کہ جس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاءؑ مجھ پر ختم کئے گئے ہیں، اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ پر اولیاء ختم کئے گئے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں نزول فرمائیں گے تو شریعت محمدیؐ کے تابع ہوں گے۔اور احکام طریقت میں حضرت مہدیِ موعودؑ کی اتباع کریں گے۔اسی وجہ سے حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں ان کے (عیسیٰؑ کے) دو حشر ہوں گے ایک حشر ہمارے ساتھ، دوسرا حشر انبیاءؑ کے ساتھ۔تمام پیغمبر، حضرت خواجہ اولیاء کی اتباع کی ہوس رکھتے تھے لیکن صرف حضرت عیسیٰؑ کی دعا مقبول ہوئی ہے۔

(۱) اللہ کی کائنات کی تخلیق سے شاہنشاہ کے انتظار میں تھے۔

(۲) کہ وہ اپنی خلوت کے گوشہ سے کب برآمد ہونگے کیونکہ ہر چیز کا ظہور ولایت سے ہے۔

(۳) ان کا غلغلہ آدمؑ سے لے کر ان کے زمانے تک کون ومکان کے درمیان ہو رہا تھا۔

(۴) ان کے رخ کے آفتاب کے دیدار کے لئے (سب بے چین تھے) کیونکہ ہر چیز کا ظہور ولایت سے ہے۔

(۵) بلکہ سارا عالم آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ تک۔

(۶) ہر ایک کو ان کی صحبت کی بڑی ہوس تھی کیونکہ ہر چیز کا ظہور ولایت سے ہے۔

اور جس طرح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے اور اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بھی رحمت عالمیان تھے کیونکہ ان کی شان میں آیا ہے کہ ان آسمان کے اور زمین کے رہنے والے خوش رہیں گے، اور خاتمین کا وجود رحمت ہے مومنوں اور کافروں کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا۔ اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں ان معنوں کے موجود ہونے کا اشارہ کیا ہے، یعنے ان کے اہل بیت میں اور وہ زمین والوں کے لئے امان ہیں جس طرح وہ امان تھے ان کے لئے اور اہل بیت نبیؐ میں کوئی کامل نہ ہوگا سوائے مہدی علیہ السلام کے اور (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا محمدؐ کو کہ ''ہم نے تم کو عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔ پس مہدیؑ بھی اس آیت میں شریک ہیں اور حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ زمین پر پیغمبروں کا گوشت حرام ہے۔ اور نبیوں کے جسد قبر میں بوسیدہ نہیں ہوتے۔ نقل ہے کہ اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر بندے کی پیٹھ زمین سے چسپاں ہو جائے تو میں مہدیؑ نہ ہونگا۔ آخر ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسالت پناہؐ نبیوں کے لئے شاہد، ولیوں کے لئے مبشر، دشمنوں کے ڈرانے والے، متقیوں کو دعوت دین دینے والے اصفیاء کے لئے سراج اور متقین کے لئے منیر تھے، اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ عارفوں کے لئے شاہد تھے کہ ان کو صرف عارفوں نے ہی پہچانا۔ اور اندھے دل والے نہ پہچان سکے آپؑ مومنوں کے لئے مبشر تھے رویت الٰہی کے آپؑ نے فرمایا کہ جب تک چشم سر، یا چشم دل، یا خواب میں خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا۔ منکرین کے لئے نذیر تھے اور مخلوق کو خدا کی طرف بلانے والے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **قل هذه سبيلي** الخ۔ کہہ دو میہ میرا راستہ ہے میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر، میں اور میری اتباع کرنے والا۔ اور خلائق کے لئے روشن چراغ تھے جیسا کہ حضرت رسول اللہؐ تھے یا خدا کو دیکھنے والوں کے لئے سراج منیر تھے چنانچہ حضرت صدیق ولایتؓ نے پہلی ہی ملاقات میں فرمایا کہ پھوٹ جائیں میری آنکھیں اگر حضرتؑ کو درمیاں دیکھا ہو بلکہ میں نے اسی لحظہ میں خدا کو دیکھا۔

اور اس وقت حضرت مہدیِ موعود مراد اللہ علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہو جس میں چراغ ہو اور چراغ ایک قندیل میں (اور) قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنے) زیتون کا نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے، جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی

(ہورہی ہے)۔خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے(سورہ نور آیت ۳۵)۔اس طاق سے مراد محمدﷺ کا سینہ ہے اور چراغ سے مراد نور نبوت محمدﷺ ہے۔قندیل سے مراد قلب محمدﷺ ہے اور درخت سے مراد محمدﷺ کی ولایت ہے۔روغن سے مراد صدیق ولایتؑ ہیں جو مہدیؑ کی ذاتی صفت سے موصوف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔نقل ہے کہ جب انبیاءؑ نے دارفنا سے رحلت کی ان کی بساط لپیٹ دی گئی۔اوران کی میراث تقسیم ہوگئی۔اوران کی بیویاں دوسرے لوگوں کے نکاح میں چلی گئیں۔لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہیں کہ آپؐ کی بساط قیامت تک بچھی ہے اور آپؐ کی شریعت مضبوط ہے اور آپؐ کا دین دنیا کے ختم ہونے تک مربوط رہے گا مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) (حضرت) مصطفیٰ (علیہ السلام) سے حق تعالیٰ نے بوجہ الطاف وعدہ کیا کہ اگر آپ انتقال بھی کر جائیں تو وہ سبق فنا نہ ہوگا۔

(۲) میں کتاب اور آپ کے معجزوں کو بلند کرنے والا ہوں اور قرآن میں کمی وبیشی کو روکنے والا ہوں۔

(۳) میں دونوں عالموں میں آپ کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ظالموں اور نافرمانوں کو آپؐ کی بات سے دور کرنے والا ہوں۔

(۴) کوئی بھی اس میں زیادتی یا کمی نہیں کرسکتا آپؐ میرے سوائے دوسرا بہتر محافظ تلاش نہ کریں۔

(۵) میں آپؐ کی رونق روز بروز زیادہ کرتا ہوں اور آپؐ کے نام کو سونے اور چاندی پر نقش کرواتا ہوں۔

(۶) آپؐ کے لئے منبر اور محراب بناتا ہوں محبت میں میرا قہر، آپؐ کا قہر ہوجاتا ہے۔

(۷) ڈر کر آپؐ کا نام چھپادیتے ہیں۔جب نماز کی صف جماتے ہیں تو چھپ جاتے ہیں۔

(۸) اب تک آپؐ کا نام چھپا کرلیتے ہیں اے ذوفنون اذان بھی وہ لوگ خفیہ طور پر دیتے ہیں۔

(۹) کفار لعین کے ڈر اور خوف سے دین زمین کے اندر چھپ جاتا ہے۔

(۱۰) میں آفاق کو روشن منارہ بناتا ہوں دونوں چشم عاق کو اندھا کردیتا ہوں۔

(۱۱) آپؐ کے نوکر شہر اور شان وشوکت حاصل کرلیں گے اور آپؐ کا دین ماہی سے بلند ہوکر ماہ تک پہنچ جائے گا۔

(۱۲) قیامت تک ہم اس کو باقی رکھیں گے۔اے مصطفیٰؐ آپؐ دین کے منسوخ ہونے کا اندیشہ نہ کریں۔

(۱۳) اے ہمارے رسولؐ آپؐ کوئی جادو (جادوگر) نہیں ہیں آپؐ سچے ہیں اور موسیٰؑ کے ہم خرقہ ہیں۔

(۱۴) قرآن آپ کا عصاء (موسیٰؑ) کے مانند ہے۔کفر کو اژدھے کی طرح نگل جاتا ہے۔

(۱۵) اگر آپؐ زیر خاک سوبھی جائیں تو آپؐ کا فرمایا ہوا سمجھ لیجئے ان کے لئے عصاء کے مانند ہوگا۔

(۱۶) آپؑ اگر زیر زمین سوتے بھی رہیں تو وہ پاک گفتار اس وقت مانند عصاء ہوگی۔

(۱۷) آپؑ کے عصاء پر قاصدین ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔شاہا آپؑ اچھی نیند سوجائیں۔

(۱۸) جسم تو سوتا رہے گا لیکن نور جان آسمان میں ہوگا اور باطل سے جنگ کے لئے آپ کمان چڑھائیں گے۔

اسی طرح حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود (مہدیِ موعودؑ) کے دین متین کی بساط قیامت تک بچھی ہوئی رہے گی جیسا کہ حضرت (مہدیؑ نے خود) فرمایا ہے کہ مہدیؑ اور مہدوی لوگ قیامت کے قائم ہونے تک (باقی) رہیں گے۔معتبر راویوں سے منقول ہے کہ حضرت خاتم ولایتؑ کی رحلت کے وقت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے رونا شروع کیا۔جب حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کہ روتے کیوں ہو۔عرض کیا کہ حضرت اس دنیا سے رحلت فرمارہے ہیں اور ہمارے درمیان میں سے چلے جارہے ہیں فرمایا کہ جب تک تم (لوگ) میرے احکام کے پابند رہو گے تو جان لو کہ مہدیؑ تمہارے درمیان ہے۔اور اس وقت رونا چاہیئے کہ جب تم لوگوں میں احکام ولایت کی پابندی نہ رہے اور قیامت تک طریقت کے یہی احکام باقی رہیں گے۔اور یہ احکام کبھی منسوخ نہ ہوں گے۔اور حضرت روح اللہ علیہ السلام (حضرت عیسیٰؑ) بھی ان ہی احکام کی پیروی کریں گے۔اور خاتم ولایت کی کامل پیروی کی وجہ سے سرتاپا مسلمان ہوجائیں گے۔جس طرح قرآنِ مجید تبدیلی اور تغیر سے محفوظ رہے گا (اسی طرح احکام ولایت بھی رہیں گے) اور جس طرح حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ (حضورؐ کے انتقال کے بعد کسی کے بھی نکاح میں نہ آئیں (اسی طرح) حضرت مہدی علیہ السلام کی ازواج بھی کسی کے نکاح میں نہ آئیں۔جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم نہیں ہوئی اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔اسم محمدی میں کئی لطائف ہیں امام جعفر صادقؓ اسم محمدیؐ کی تفسیر میں فرماتے ہیں میم کے معنے امین و مامون، ح کے معنے حبیب ومحبوب، دوسرے میم کے معنے مبارک اور میمون، اور دال کا مطلب دین ہے، اور بعض ارباب اشارت نے کہا ہے کہ میم اول منت سے کنایہ ہے۔حا کا اشارہ محبت کی طرح ہے اور دوسرا میم مغفرت کے معنے رکھتا ہے۔دال ہمیشہ نگاہ رکھنے کی طرف اشارہ کررہا ہے دین اسلام پر گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ، آپ کے اسم عالی کے حرف اول سے آپؐ پر اور آپؐ کی اُمت پر میں نے احسان کیا ہے دوزخ سے رہائی دے کر۔دوسرے حرف کی وجہ سے محبت کا القاء کیا آپؐ کے قلب میں اور آپؐ کی اُمت کے تاکہ میرے سواء غیر کو پسند نہ کریں اور تیسرے حرف کی وجہ سے آپؐ کی اور آپ کی اُمت کی مغفرت کردی اور چوتھے حرف کا مطلب یہ ہے کہ میں ضامن ہوچکا ہوں کہ ہمیشہ آپؐ کے دین کی نگہبانی کروں اور آپؐ کی اُمت کے دین کی بھی حفاظت کروں اور قیامت تک ان کو زوال نہ ہو۔پس جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے چار حرفوں میں لطیف نکات ہیں اسی طرح

حضرت محمد مہدیؑ کے اسم مبارک میں بھی لطیف نکات ہیں۔اسی وجہ سے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے کہ اسکا نام میرے نام کے جیسا اس کی کنیت میری کنیت کے جیسی۔ چنانچہ جس طرح حضرت خاتم المرسل ؐ کو شفاعت کا عہدہ دیا گیا ہے اسی طرح حضرت خاتم ولایتؑ کو تصحیح کا عہدہ دیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا جو اس بندے کے سامنے صحیح ہوا وہ حق تعالیٰ کی درگاہ میں مقبول ہوا۔حضرت رسالت پناہؐ نے فرمایا ہے کہ میرے ہاتھ میں اس دن (قیامت کے دن) لواء الحمد ہوگا (حمد خدا کا پرچم)۔دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ میں حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن لیکن یہ کوئی فخر کی بات نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا یہ کوئی فخر کی بات نہیں اور اس دن حضرت آدمؑ اور ان کے سوا سب رسولؑ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔اسی طرح حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ کوئی بھی میرے واسطہ سے خالی نہیں ہے ایضاً سوائے خدا کے کوئی اور مہدیؑ سے بڑھکر نہیں۔ایضاً میں باطن میں متبوع ہوں اور جس طرح تمام انبیاءؑ خاتم الانبیاءؑ کے جھنڈے تلے ہوں گے اس طرح تمام اولیاء خاتم الاولیاء کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونگے۔ فتوحات اور فصوص میں اس عنوان کی تشریح ہوچکی ہے۔اور جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت رسولِ خداؐ کو کوثر دیا ہے کہ **انا اعطینا ک الکوثر** اسی طرح حضرت مہدیؑ کو خاتم ولایت محمدیؐ بنایا ہے کوثر کے معنے خیر کثیر ولایت کے سوائے کچھ نہیں کہ تمام نبیوں کو اسی چشمہ سے سیرابی اور شادابی حاصل ہے۔

یقین کے ساتھ جان لے کے ہر نبیؑ کی دو جہت ہوتی ہیں
ایک ان کی ولایت دوسرے ان کی نبوت

اور چونکہ حضرت مہدیؑ، حضرت رسول اللہؐ کے باطن ہیں اس لئے صاحب فصوص فرماتے ہیں کہ تمام نبیوں کو خاتم الانبیاءؑ سے فیضان حاصل ہوتا ہے اور خود خاتم انبیاءؑ کو ان کے باطن سے فیض ملتا ہے۔اسی باطن کو خاتم الاولیاء کہتے ہیں۔ اور عبدالرزاق کاشی وغیرہ لکھتے ہیں کہ خاتم الاولیاء سے مراد امام محمد مہدی آخرالزماںؑ ہیں کہ آخری زمانے میں خروج کریں گے۔غرض کہ اُمت میں امام مہدیؑ کو فضیلت حاصل ہے کسی اور کو نہیں ہے۔کسی نے محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے جو جلیل القدر تابعین سے تھے، پوچھا مہدیؑ افضل ہیں یا حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔فرمایا مہدیؑ ان دونوں سے بڑھکر ہیں۔اور فرمایا کہ وہ تو بعض نبیوں سے بھی افضل ہیں۔اس روایت کو حافظ عبداللہ نعیم بن حماد نے کتاب فتن میں ذکر کیا ہے۔اور عوف بن منبہ سے روایت ہے کہ ہم آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا کہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس سے بڑھکر نہونگے۔اس روایت کو امام عمر دارانی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اگر تو سوال کرے کہ مہدیؑ ابوبکرؓ وعمرؓ کس طرح اور کس دلیل سے افضل ہونگے حالانکہ ان اصحابؓ کی افضلیت پر اُمت کا اجماع ہوچکا ہے کہ قسم بخدا انبیاءؑ

کے بعد (ان سے بڑھ کر) کسی شخص پر سورج طلوع وغروب نہیں ہوا ہے۔ (جواباً) ہم کہتے ہیں کہ اُمت کا اجماع صرف اس بات پر ہوا ہے کہ یہ حضرات (صرف) اپنے زمانے کے (سب سے) بڑے عالم (عارف) تھے نہ کہ تمام اُمت کے عالم۔ یہ معنے لفظ طلعت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ لفظ ماضی ہے اور ماضی سے زمانہ مستقبل مراد نہیں لی جاسکتی۔ اور مہدیؑ کے ظہور کا زمانہ درمیان اُمت ہے کہ وسط میں ابوبکرؓ نہ تھے پس مہدیؑ اس حدیث میں داخل نہیں ہیں اور پس ابوبکرؓ کا مرتبہ مہدیؑ سے بڑھکر نہ ہوگا۔ اور اس بات کی تائید حضرت باری تعالیٰ کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ بے شک خدائے تعالیٰ نے آدمؑ نوحؑ اور خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمران کو تمام جہاں کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔ (آل عمران آیت ۳۳) اگر اس سے تمام عالم مراد لیں گے تو آل عمران کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح ہوجائے گی اور یہ بات جائز نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ عالمین سے مراد اُن کا زمانہ ہے نہ کہ تمام زمانے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جب فرشتوں نے (مریمؑ سے) کہا کہ مریمؑ خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور پاک بنایا ہے اور جہاں کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔ (آل عمران آیت ۴۱) پس اس جگہ تمام دنیا کی عورتیں مراد نہیں ہیں بلکہ بی بی مریمؑ کے زمانے کی عورتیں مراد ہیں اگر اس سے تمام جہاں کی عورتیں مراد لیں گے تو لازم آئے گا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ بی بی مریم کو فضیلت دے دیں حالانکہ یہ ان پر فضیلت رکھتی ہیں۔ پس بات کو ذرا سمجھ۔ اور واضح ہو کہ حضرت نبی علیہ السلام سے جو حدیثیں مہدی علیہ السلام کے حق میں وارد ہیں، بڑی خصوصیتیں رکھتی ہیں کہ (ایسی خصوصیات) حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ مہدیؑ امام خاص ہے جو مخلوق کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بلاواسطہ، دلائل قطعیہ کے ساتھ، جن کا وہ خود معاینہ کرے گا، دعوت دے گا۔ اور تمام اولیاء۔ مخلوق کو دلیل اور روایت کے ذریعہ دعوت دیتے ہیں اس لئے یہ فضیلت کسی کو حاصل نہیں ہے سوائے ان کے، پس معلوم ہوا کہ مہدیؑ ابوبکرؓ سے افضل ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مہدیؑ مخلوق کو دعوت دینے پر خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کہدو یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ذریعہ میں اور وہ جو میری اتباع کرے گا۔ پس مہدیؑ اتباع محمدؐ میں ہیں اور حضرت خاتم الرسلؐ کے عقلی معجزات میں مذکور ہوا ہے کہ آپؐ ارباب شرک وخذلان کے ملکوں میں نشو ونما پائے اور وہاں سے اصحاب علم ودانش اور ارباب درک وبنیش کے ملکوں میں آپؐ کو سفر کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور ان دو وقتوں میں جبکہ آپؐ نے بصرہ اور شام کا سفر کیا تھا۔ اس مختصر سی مدت میں اکتساب فضائل اور کمالات کا آپ کو موقع نہ ملا۔ اور زمانے کے عالموں اور فاضلوں میں سے کسی ایک سے بھی مصاحبت اور مجانست کا موقع حاصل نہ ہوا۔ اور کسی حکیم یا فلسفی سے علم وحکمت کی تعلیم نہیں پائی اور کسی استاذ کے شاگرد نہ ہوئے۔ ان سب باتوں کے باوجود خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات، افعال، اسماء اور احکام کی معرفت میں

اس بلندی کو پہنچے کہ تمام عقل مند، علماء حکماء روئے زمین کے، کمالِ لعم اور حکمت، وفورعقل وفطنت میں انہوں نے آپؑ کا مقام تسلیم کرلیا اور آپؑ کے فرماں بردار ہو گئے۔ اور تمام ارباب دانش وبنیش نے اعتراف کیا کہ دلائل کی تقریر کرنے میں مسائل کی وضاحت میں اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا امکان نہیں رکھتا ہے۔ اہل کتاب علماء اور فنون تواریخ وحساب کے ماہرین نے مغلق مسائل اور مشکل سوالات کے ذریعہ بار بار آپؑ کا امتحان لیا۔ اور آپؑ کے کسی جواب میں بھی غلطی نہ نکال سکے۔ آپؑ نے جو کچھ کہا اور جو کچھ خبر دی، وہ سب عقل ونقل کے مطابق واقع ہوئی۔ پس جس کسی کو عقل سلیم وذہن مستقیم حاصل ہو وہ ان حالات کو دیکھے تو یقیناً جان لے گا۔ اس قسم کی علم وحکمت ایک امی کو حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔ صرف حضرت الٰہی کی تعلیم اور ربانی ہدایت سے جل ذکرہ بے شک حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسی دلیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت اور آپؐ کی رسالت کی سچائی بنایا ہے اور بالکل یہی حالت حضرت خاتم الولایت علیہ السلام کی تھی کہ جب بسم اللہ خوانی کے بعد کبھی کبھی آپؑ شیخ دانیالؒ کے مدرسہ جاتے۔ اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؑ شیخ دانیالؒ سے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ لیکن آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہ تھی اور دوسرے طالب علموں کی طرح علوم درسیہ میں آپ کوشش نہیں کرتے تھے۔ جس وقت آپؑ اس عالم ناسوت میں ظاہر ہوئے، تمام آسمانی کتابوں کے مضامین حق تعالیٰ کی مراد کے مطابق آپؑ کو (زبانی) یاد تھے۔ جب آپؑ سات سال کی عمر کو پہنچے حافظ قرآن ہو گئے۔ اور بارہ سال کی عمر میں تمام عربی علوم میں کامل مہارت حاصل کرلی۔ اور حضرت شیخ دانیالؒ کی مجلس میں کبھی کبھی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے، اور مشکل سوالات کرتے۔ اور جب اس کی تفہیم حضرت شیخ نہیں کرسکتے اس وقت حضرت سید محمدؑ ان کی مشکلات حل کردیتے اور حضرت خضرؑ آپؑ کے جوابات تسلیم کرلیتے تھے آخر کار ایسا ہوا کہ اس اطراف کے علماء نے آپؑ کو اسد العلماء کا خطاب دیا اور اس زمانے میں اس ملک کے تمام علماء حضرت سید محمد جون پوری کے سامنے اطفال وبستان معلوم ہوتے تھے۔ اور کوئی عالم آپؑ کے روبرو تقریر نہیں کرسکتا تھا اور اس کے بعد آپؑ جذبہ حق میں مستغرق ہو گئے۔ بارہ سال کی مدت گذری۔ اور جب اس محبوب ذوالجلال کی عمر کے ۴۰ سال گزر گئے تو مخلوق کی ہدایت میں مشغول ہو گئے آپؑ کوئی کتاب نہیں پڑھتے۔ اور ہمیشہ سفر میں رہتے اس زمانے میں بھی فاضلان دہر اور کاملان عصر کا آپؑ سے بحث ومباحثہ کی جرأت نہ تھی۔ مکۂ معظّمہ کے علماء، احمد آباد کے عالم نہروالہ سندھ، خراسان وغیرہ مقامات کے علماء آپ کی تردید نہیں کرسکتے تھے اور بہت سے علماء نے بارہا آپؑ کا امتحان لیا اور کسی جواب میں آپؑ کی غلطی ثابت نہ کرسکے۔ ملا معین الدین پٹنی جو علمائے گجرات کا صدر تھا، حضرت خاتم ولایتؑ کی ہیبت سے اپنے گھر سے باہر نہ نکلا۔ اور خراسان کے علماء جیسے ملا علی فیاض، وملا علی درویش وملا علی شیروانی وملا مخدوم، نے اپنے سوالوں کے تشفی بخش جوابات پائے۔ اور حضرت مہدیِ موعودؑ کے مصدق ہو گئے پس جو شخص طبع رسا اور فہم وذکا رکھتا ہے یقین کے

ساتھ جان لے گا کہ اس قسم کے علم وحکمت تعلیم الٰہی کے بغیر ممکن نہیں اور یہی دلیل دعویٰ ختمیت ولایت اور مہدیت حضرت سید محمدؑ کی سچائی کی معرفت ہے۔ نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت اور اظہار رسالت سے پہلے ہرگز اس قسم کے مسائل کے مانند اور اس قسم کے دلائل لانے میں مشغول نہ تھے اور نبوت اور رسالت کی بات آپؐ کی مبارک زبان پر جاری نہ ہوئی تھی اگر پہلے ہی ایسے معنوں کو ظاہر فرماتے اور اسی قسم کی گفتگو میں مشغول رہتے تو مخالفین کہتے کہ آپؐ نے ان مقاصد کے حاصل کرنے اور ایسے عالی مقدمات کی ترتیب میں عمر شریف صرف کی ہے، اور اپنا وقوت روایات کلام سعادت انجام کی تخلیق میں گذرا ہے یہاں تک آپؐ کو ان مطالب کے اظہار میں مہارت حاصل ہوگئی۔ آپؐ کی عمر شریف کے چالیس سال گذرے اس مدت میں ایسی کوئی گفتگو آپؐ نے نہیں کی۔ ان دعوؤں میں سے کسی دعویٰ پر زبان نہ کھولی۔ بعد میں اچانک ان مطالب کو ظاہر کیا اور ایسی گفتگو کی کہ اولین اور آخرین میں سے ہر ایک ان آیتوں میں سے کسی آیت پر معارضہ کرنے سے عاجز آ گیا پس یہ دلیل کافی ووافی ہے۔

اس بات پر جزم ہے کہ (آنحضرتؐ کا) یہ کلام حضرت باری تعالیٰ جل ذکرہ کے پاس سے حضرت سیدنا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا تھا کہ سرور کائنات ؐ کی نبوت پر دلیل قاطع اور برہان ساطع بن جائے۔ یہی کیفیت حضرت مہدیِ موعودؑ میں مشغولیت رکھتے تھے۔ اور اس سے قبل آپؑ عالموں کے پاس نہیں گئے۔ اور نہ ان کے پاس بیٹھے (بلکہ) ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہتے۔ اور مخلوق سے کنارہ کش۔ اور مخلوق سے میل جول برا سمجھتے تھے۔ ان سب باتوں کے باوجود گجرات اور خراسان کے تمام لائق وفاضل لوگ آپؑ کے سامنے عاجز ثابت ہوئے۔ یہی دلیل کافی ہے آپؑ کے سچے (مہدیؑ) ہونے کے لئے۔ نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسالت مآبؐ نے رسالت کے فرائض ادا کرنے میں انتہائی مشقت کی کافروں کی دھمکیوں کے باوجود اپنا دعویٰ (نبوت) نہ چھوڑا اور اس معاملے میں کسی صورت قول وفعل سے کوئی تبدیلی نہیں لائے۔ شروع رسالت سے آخر تک ایک ہی طریقہ پر مستقل طور پر قائم رہے اور کسی صورت انحراف نہیں کیا۔ اور مال، جاہ، آسائش نفس اور فراغت خاطر کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ سختیوں اور رنج وتعب پر صبر کیا اور اپنے ابلاغ وتبلیغ میں کسی فتور اور قصور کو آنے نہ دیا۔ ہزاروں دشمنوں میں آپ تن تنہا ہو کر بھی ضرب وحرب، قتل اور طعن کا اندیشہ نہ کیا اور آخر کار حضرت الٰہی جل وعلا کی مدد اور دستگیری سے دنیا بھر کے دشمنوں پر فایق ہوئے۔ اور ہر وہ شخص جس کی فطرت میں انصاف کا ایک ذرہ بھی ہے تو وہ جان لے گا کہ یہ کام پروردگار کی مدد کے سوائے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا اور اسی طرح حضرت خاتم ولایتؑ نے خدائی پیام پہنچانے میں انتہائی مشقت گوارا فرمائی۔ مخالفین کی ایذا دہی اور رنج رسانی سے نڈر رہے۔ باوجود یہ کہ مخالفین بہت شرارت کرتے رہے اور ہر جگہ سے آپؑ کے اخراج اور تاراج کرنے کے لئے مستعد رہے اور بہت تشدد ظاہر کیا لیکن

آپؑ اپنے طور پر مستقل مزاج رہے اورتادم آخر اپنے دعویٰ پر ثابت اور قائم رہے اور خدائی احکام کی تبلیغ میں کوئی کمی نہیں کی اور قندھار میں ایک لاکھ دشمنوں میں تن تنہا چلے گئے اور کسی سے نہیں ڈرے۔اور اپنے دعوے کو چھپایا نہیں باوجود یہ کہ ایک شخص نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ اس ملک کے لوگ بہت سخت مزاج اور غصہ ور ہیں اور ہم لوگ ہندی ہیں۔اور ہم ان کی زبان نہیں جانتے اور نہ وہ لوگ ہماری زبان جانتے ہیں اگر حضرت چند روز تک اپنے دعویٰ کو پنہاں رکھیں تو مصلحت سے دور نہیں ہے۔فرمایا اگر حق تعالیٰ کے حکم سے دعوئے مہدیت کرتا ہوں تو کبھی نہیں چھپاؤں گا اگر اپنے نفس کی خواہش پر یہ دعویٰ کرتا ہوں تو چھپاونگا۔اور تمہیں میرے دعویٰ کی سچائی اب معلوم ہو جائے گی۔آخر کار حضرت مہدی علیہ السلام تمام مخالفین پر غالب آ گئے۔اور کوئی بھی حضرتؑ سے بحث نہ کر سکا۔اور آپؑ کے پیرو ہندوستان اور خراسان میں آپؑ کے احکام کے اظہار میں زبردست کوشش کرتے رہے۔بے شمار لوگوں نے امام علیہ السلام کے احکام کو سنا اور آپؑ کے پیرو ہو گئے۔اور وہ شخص جو ذرہ برابر انصاف اپنی طبیعت میں رکھتا ہے جانتا ہے کہ یہ کام سوائے حضرت پروردگار کی اعانت و نصرت کے حاصل نہیں ہوسکتا۔نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ اپنے مدعا کے ثابت کرنے کے لئے توریت،انجیل اور زبور اور سابقہ صحیفوں سے دلیلیں اور شہادتیں بے شمار و بے عدو منکروں پر لائے اور اپنی سیرت کا تذکرہ اور اپنے صفات کا بیان کتب سابقہ میں سے لفظ بلفظ دشمنوں کو پڑھ کر سنائے۔قولہ تعالیٰ۔وہ جو (محمدؐ) رسول (اللہ) کی جو نبی امی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (سورہ اعراف) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا کہ (عیسیٰؑ نے کہا اے لوگو) میں ایک پیغمبر کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔(آل عمران)۔حق تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبرؐ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں (بقرہ)۔اور اس آیت کی طرح کی بہت سی آیتیں قرآن شریف میں ہیں۔

اگرچہ جس طرح یہ تمام آیتیں جملہ مغیبات سے تھیں۔یہود و نصاریٰ اس عناد کی وجہ سے تصدیق نہیں کرتے تھے۔اسی طرح نعت مہدی آسمانی کتابوں میں نہوتی اور حضرت رسول اللہؐ آپؑ کے آنے کی خبر نہ دیتے اور علماء و عرفا سابقین ان کا وصف بیان نہ کرتے تو علماء فضلا زمانہ اور دوسرے لوگ کس طرح آپؑ کے گرویدہ ہوتے اور آپؑ کے ارشادات کو کس طرح قابل تسلیم قرار دیتے؟ پس یہ دلیل آپؑ کے سچے ہونے کے لئے کافی و وافی ہے۔

نقل ہے کہ اور جب قریش نے عیش و عشرت کی زیادتی،کثرت مواشی پر غرور کی بنا پر آنحضرتؐ کو ایذا پہنچانے میں حد سے تجاوز کیا تو آپؐ نے ان پر نفریں کیں کہ اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی پامالی کو شدید کر دے اور ان پر قحط سالی بھیج جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں بھیجی گئی تھی۔حق سبحانہ و تعالیٰ نے چند سال تک ان پر بارش کو روک لیا۔یہاں تک کہ ان کی

کھیتی اجاڑ اور تجارتیں نقصان میں، جانور ہلاک و انسان بھوک پیاس سے قحط اور سوکھا تمام قبیلوں میں پھیل گئے۔

یہاں تک کہ سب کے سب عاجزی کے ساتھ حضرتؐ کے روبرو آئے اور درخواست کی کہ ان کی آسودگی کے لئے دعا فرمائیں سخاوت سے کام لیں جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے ان کے سروں پر بادل چھا گئے اس طرح گویا کہ دریا نے اپنے دہانے ان پر کھول دئے۔اتنی بارش ہوئی کہ اصحابؓ پریشان ہوگئے،آپؐ سے دوبارہ التجاء کی دوسری مرتبہ آپؐ نے اپنے دست حق پرست دعا کے لئے اٹھائے عرض کیا کہ اے اللہ ہمارے اطراف برسا اور ہم پر نہیں، پہاڑوں پر اور وادیوں کی وسعت میں بارش رُک گئی اطراف میں (بارش) ہوئی اور شہر میں ایک قطرہ پانی کا نہ گرا۔اسی طرح جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام خراسان کے حدود میں پہنچے حضرت کے اصحابؓ پیاس سے بہت بے قرار ہو گئے اور حضرت مہدیؑ کی دعا سے ضرورت کے مطابق پانی برسا اور تمام گڑھے پانی سے بھر گئے اور چند منزلوں تک یہ کیفیت ظاہر ہوتی رہی۔نقل ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے آنحضرتؐ سے استدعا کی گئی کہ آپؐ دعا فرمائیں حضرت رسول اللہؐ نے ان کی شفایابی کے لئے دعا کی فی الفور اس مرض سے انہیں نجات مل گئی اسی طرح جب حضرت مہدیِ موعودؑ بندر دیو پہنچے ایک شخص پیٹ کے درد سے بہت چیخ رہا تھا۔آپؑ نے اپنا پسخوردہ دیا اور اس کے حق میں دعا کی فی الفور اس نے صحت پائی۔نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کے قلب کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو راہ راست پر قائم رکھ۔اس کے بعد حضرت علیؓ کو کسی بھی قضیہ میں شک اور تردد کا شائبہ تک نہ ہوتا،اور اس قضیئے کی حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تھی۔دوسرا واقعہ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن عباسؓ کی پیشانی پر دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو حکمت اور تاویل قرآن سکھا دے اس دعا کی برکت سے آپؓ مفسروں کے بادشاہ ہوگئے۔ اور اسی طرح حضرت میراں سید محمد مہدی آخر الزماں علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے۔اور آپؑ کے سامنے سے ایک زنار دار کافر گزرا۔اسے آپؑ نے اشارے سے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ اپنا جیو توڑ ڈال،اپنی پیشانی سے ٹیکہ مٹادے اور کلمہ طیبہ پڑھ اور بندے کی تصدیق کر کہ میں مہدیِ موعودؑ ہوں۔اور منبر پر بیٹھ اور کلام اللہ پڑھ۔پس اس شخص نے آپؑ کے حکم کو پورا کیا اور حضرتؑ کی فرماں برداری کی اور منبر پر برآمد ہوا اور آپؑ کی دعا سے اس کو قرآنِ مجید حفظ ہو گیا اور آیات قرآنی کے معانی پوری فصاحت کے ساتھ بیان کئے۔اور حضرت صدیقِ ولایتؓ نے بھی کسی سے ایک حرف بھی نہ پڑھا تھا صرف حضرت مہدیِ موعودؑ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ (علم) کو پہنچ گئے کہ کوئی عالم و فاضل حضرت صدیقؓ سے بات نہیں کرسکتا تھا۔اور آپؓ کی تصانیف سے آپ کی علمی شان ظاہر ہے اور مہدی علیہ السلام کے اکثر اصحابؓ کے حالات اسی قسم کے ہیں۔ نقل ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت رسول اللہؐ کا پانی کا لوٹا بھر دیا تھا آنحضرتؐ نے ان کے حق میں چار دعائیں

کیں کہ اے اللہ ان کا مال زیادہ کر دے، اولاد بہت دے۔عمر طویل کر دے اور مغفرت عطا کر۔اس دعا کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ۸۰ ہزار جریب کھیتی کی زمین عطا فرمائیں اور ان کے نخلستان اور باغات سال میں دو مرتبہ فصل لاتے تھے اور ان کو ۱۰۵ لڑکے، ۴۵ لڑکیاں ہوئیں۔اور عمر شریف ۱۱۳ سال ہوئی اور اپنی آخر عمر میں اپنے مکان کے ایک کونے سے ایک غیبی آواز سنی کہ اے انس یہ تین دعائیں تو میں نے قبول کر لی ہیں۔اپنا دل خوش رکھو کہ چوتھی بات کو بھی رد نہ کروں گا بلکہ خاطر جمع رکھو ہم نے تم پر رحمت کر رکھی ہے اسی طرح سلطان غیاث الدین نے حضرت خاتم ولایتؑ کی خدمت میں عرض کروایا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مظلوم اور مومن مروں اور شہادت کا درجہ پاؤں پس حضرت میراں علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ سلطان کی تمنا قبولیت کے درجے کو پہنچے گی آخر وہی ہوا جیسا کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی دعا اور توجہ کی وجہ سے پیر محمد واعظ کو (روحانی) ترقی ہوئی اور خوب جی کا دل ٹھیک ہو گیا۔اور ان کے شکوک اور وسوسے دفع ہو گئے اور حضرتؑ کی دعا سے دریا کا طوفان ساکن ہو گیا اور نہر سانبرمتی کے کنارے ناواقف شخص کی پشت پر ہاتھ رکھا تو فی الفور اس کو عالم غیب کا معائنہ ہونے لگا۔حضرت رسول اللہؐ کے معجزوں میں بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے بہت سی غیب کی باتیں بتائیں جن میں سے بعض کا تعلق زمانہ ماضی سے تھا اور بعض کا آنے والے زمانے سے اور زمانہ ماضی کی جو کچھ خبر دی مثلاً گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام کے واقعات اور گزری ہوئی قوموں کے واقعات جس طرح قرآن مجید میں یک بیک ظاہر ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کو قدیم کتابوں میں پڑھ لیا گیا ہو یا کسی سے ملاقات ہوئی ہو اور وہ واقعات اصل کے مطابق تھے۔کسی واقعہ کی کسی نے بھی مخالفت نہ کی سب نے تصدیق کی۔اور جو مستقبل سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے بعض تو قرآن مجید میں مذکور ہیں جیسا کہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا تھا دو گروہوں سے ایک گروہ تمہارا مسخر ہو جائے گا۔اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الٓمّٓ ۔اہل روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے عنقریب غالب ہو جائیں گے چند ہی سال میں۔یہ واقعہ بھی جیسا کہ فرمایا ویسا ہی ہوا۔ارشاد ربانی اے محمدؐ ہم نے تم کو فتح دی، کھلی ہوئی فتح اور یہ فتح بھی میسر ہوئی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔اے پیغمبرؐ جس خدا نے تم پر قرآن کے احکام کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا۔حضرت الٰہی جل ذکرہ کے وعدہ کے مطابق دوبارہ مکہ کو لائے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے۔دین کا اظہار ہوا اسی طرح ہوا جس طرح فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہو گئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔یہ واقعہ بھی حقیقتاً ہو گیا اور بعض دوسری باتیں جن میں آنے والے زمانے کی خبریں دی گئی ہیں وہ بھی ظاہر ہو گئیں۔مثلاً (حدیث) مجھے زمین (دنیا) دکھائی گئی پھر میں نے

اس کے مشرقی و مغربی کناروں کو دیکھا میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جو کچھ کہ مجھے دکھایا گیا۔اور اپنے کاتب کے بارے میں آپؑ نے خبر دی تھی، کہ اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔آخر وہی ہوا کہ زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔اور حضرت علی، عثمان حسین رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کی بھی خبر دی تھی۔اور اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ نے بھی گذشتہ اور آئیندہ کی خبریں دیں جو پوری ہوئیں۔جب آپؑ زیارت کے لئے سید محمد عارف کے روضہ پہنچے جن کو عوام شیخ ممن پکارتے ہیں۔تو فرمایا کہ انہیں شیخ ممن مت پکارو۔ان کا اصلی نام سید محمد عارف ہے۔اور گلبرگہ میں شاہ مکنند نبیرہ سید محمد (گیسو درازؒ) کے واقعہ کی خبر دی اور ملک بخنؒ کو ان کے (اصلی) نام سے پکارا۔اور صدیقِ ولایتؓ کا حسب ونسب بیان فرمایا اور جالور میں ایک حجام کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ سید ہیں اور اپنے فرزند سید علی کے حق میں فرمایا کہ یہ مہدیؑ کا نطفہ ضائع نہ ہوگا اور بادشاہ خراسان سلطان حسین کی وفات کی تاریخ کی اطلاع دی۔اور بہت سے لوگوں کا حسب ونسب بھی بیان فرمایا۔اور یہ سب واقع کے مطابق ثابت ہوئے اور آنے والے واقعات کی جو کچھ خبر دی وہ پوری ہوئی۔چنانچہ صدیقِ ولایتؓ حاملِ بار امانت حضرت بندگی میاں سید خوندمیر کے حق میں فرمایا کہ تم خدا کے راستے میں تین جگہ دفن ہوگے اور میری وفات کے بیسویں سال تمہاری شہادت واقع ہوگی۔اور پہلے دن فتح اور دوسرے دن تمہاری شہادت ہوگی اور اگر دنیا بھر کے بادشاہ (مل کر) تم پر حملہ کریں تو بھی ہر ایک کو شکست ہوگی اور تم کو فتح حاصل ہوگی اور (یہ بھی) فرمایا تھا کہ میرے سارے اصحاب تمہاری مخالفت ظاہر کریں گے اور ان میں سے کوئی تمہاری کمک نہ کرے گا اور فرمایا کہ جہاں مصطفٰے علیہ السلام کی ولایت کا بار آجاتا ہے وہاں سر جدا، تن جدا اور پوست جدا ہوتا ہے۔اور اگر ایسا ہی ہو تو جان لو کہ میں سچا مہدیِ موعود ہوں ورنہ مجھے جھوٹا سمجھنا۔آخر کار ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت مہدیِ موعودؑ کی زبان سے صادر ہوا تھا۔اور جب ثانی مہدیؑ خوند افاطمہؓ کے شکم پر انگلی سے ٹکورے مار رہے تھے تو فرمایا کہ اس دختر کو انگلی سے نہ مارو کیونکہ خدائے تعالیٰ اس دختر کے شکم سے ایک صاحبزادے کو پیدا کرے گا جو میرے زمانے کا عمل قائم کرے گا اور فرمایا کہ فیضان کے تمام دروازے بند ہو جائیں گے مگر اس دختر کے صاحبزادے کے فیضان کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔آخر کار ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔اور میاں مخدومؓ اور میاں عزیز اللہؓ کے حق میں فرمایا کہ اگر یہ لوگ چند روز اور زندہ رہیں تو (روحانی) ترقی کریں گے لیکن وہ دونوں حضرات دس دن کے اندر وفات پا گئے۔اور فرمایا کہ اس بندے (کے وصال کے) بعد سے قیامت تک فیضِ مہدیؑ باقی رہے گا اور فرمایا کہ تا قیامت مہدی اور مہدویاں رہیں گے اور فرمایا کہ جیسا کہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیاء ہوئے ہیں اسی طرح مہدیؑ اور مہدیؑ کے اصحابؓ کے بعد بھی اولیاء اللہ پیدا ہوں گے اور شاہ دلاورؓ کے حق میں فرمایا کہ ان کے نزدیک علماء باللہ حاضر ہوں گے اور فرمایا کہ میری پیٹھ خاک سے نہیں چپکے گی آخر کار حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا تمام کلام وقوع میں آیا۔اور اس

میں کسی چیز کی کمی یا زیادتی نہیں ہوئی۔پس یہ بات بھی آپؑ کے مہدیت کے دعویٰ کی صحت اوراس امام انام علیہ السلام کے سچے ہونے کے لئے کافی ہے حضرت سرورعالمﷺ کے معجزات حسیہ تین قسم پر ہیں۔چنانچہ ذاتی صفاتی اورخارجی۔اسی طرح کہ حضرت سرورعالمؐ کے بعض ذاتی معجزے یہ تھے کہ آفتاب کی روشنی اورگرمی میں حق سبحانہ وتعالیٰ ابرکاایک ٹکڑا بھیج دیتا تھا کہ سرمبارک پرسایہ کرے اوراسی طرح حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام کے سرمبارک پرابرسایہ کرتا تھااوراسی طرح آنحضرت سرورعالمؐ کادست مبارک جس چیز تک پہنچتا تھااس میں خیروبرکت ظاہرہونے لگتی تھی اورحضرت سرورعالمؐ کی مبارک ہتھیلی میں کنکروں کاتسبیح پڑھنامشہورومعروف ہے۔اسی طرح کاحضرت مہدیؑ کامعجزہ بھی ہے کہ ایک شخص کی پیٹھ پرآپؑ نے ہاتھ رکھ دیاتوفوراًاسے عالم غیب منکشف ہوگیااوردرختوں اورپتھروں سے آوازآتی تھی کہ یہ مہدیِ موعودؑ ہیں۔اورآپؑ نے فرمایا کہ کان رکھنے والاہی اس آوازکوسنتا تھاپس یہ بات بھی حضرتؑ کے معجزہ گوش پردلالت کرتی ہے دوسرے معجزوں میں آنحضرت سرورعالمؐ کے دست حق پرست کایہ معجزہ تھاکہ قتادہ بن ملحانؓ کے چہرے پردست مبارک پھیراتودست مبارک کی برکت سے قتادہؓ کے چہرے پرنوراورروشنی ظاہرہوئی۔وہ چہرہ آئینہ کے مانندروشن ہوگیا۔ایسی ہی تاثیردست مبارک حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام میں یہ تھی کہ دستِ مبارک سے جس کسی کوبھی مل دیتے وہ روشن چہرے والے ہوجاتے چنانچہ بندگی سید عبدالحیؒ کاقصہ قوم میں مشہورہے۔اورجس طرح حضرت رسول اللہؐ کی پشت مبارک پرختم نبوت کی مہرمزین تھی،اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی پشت مبارک مہرولایت سے مزین تھی۔اورجیساکہ حضرت پیغمبرؐ آخرالزماںؐ کے معجزات دہان میں مذکورہے کہ آنحضرت سرورعالمؐ کالعاب دہن اتناشیریں تھاکہ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں پانی کی ایک باؤلی تھی اوراس کاپانی کھاری تھا۔حضرت سرورعالم صلعم نے اپنے لعاب مبارک اس میں ڈالاوہ پانی اتنا میٹھاہوگیاکہ مدینہ منورہ میں کہیں کاپانی اس سے زیادہ میٹھانہ تھا۔اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے دوتین باؤلیوں میں کہ جن کاپانی کھاری تھالعاب دہن ڈالاوہ پانی بہت میٹھاہوگیا۔آنحضرتؐ کی زبان مبارک کے معجزوں میں سے ایک یہ بھی تھاکہ حضرات حسنینؓ نے پیاس کی شکایت کی توآپؐ نے اپنی زبانِ مبارک ان کے دہن میں رکھ دی توان کی پیاس بجھ گئی۔ اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ نے پہلی ہی ملاقات میں بندگی میاںؓ کے دہن میں اپنی زبان رکھ دی،ان کی پیاس بجھ گئی۔اور جس طرح حضرت سرورعالمؐ تمام لوگوں کی زبان سمجھتے اوران ہی کی زبان میں بات کرتے تھے،اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جس کسی مقام کوجاتے وہاں کی زبان میں گفتگوفرماتے۔اورآپؑ تمام زبانوں سے واقف تھےاورجس طرح حضرت رسول اللہؐ کے جسم شریف کی لطافت اورخوشبوانتہادرجہ کی تھی کہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایاکہ نہ کسی عبیرنے ایسی بودی اورنہ کسی مشک کی ایسی بوسونگھنے میں آئی جوآنحضرتؐ کی نسیم عنبرشمیم سے زیادہ خوشبووالی ہو۔اور روایت ہے کہ کسی نے

آپؑ سے مصافحہ نہیں کیا مگر آپؑ کے دست حق پرست کی پاکیزہ خوشبو کا بڑی مدت تک اپنے ہاتھ میں احساس کرتا۔ اگر دست مبارک کسی لڑکے کے سر پر رکھ دیتے تو وہ لڑکا تمام لڑکوں میں سب سے زیادہ خوشبو والا ہو جاتا اور اگر کسی راستے سے گزرتے تو آپؐ کی پاکیزہ خوشبو سے وہ راستہ پرکیف ہو جاتا۔ اس طرح کہ جو اس شخص آپؑ کے عقب میں آتا وہ، آپؑ کی پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے جان لیتا کہ حضورؐ اس راستے سے گزر چکے ہیں۔ ایسی ہی خوشبو جسمِ مبارک حضرت مہدیِ موعودؑ میں تھی کہ جو شخص آپؑ کا ہاتھ چوم لیتا بڑی مدت تک اس شخص کے ہاتھ سے وہ خوشبو زائل نہ ہوتی اور وہ برتن جو حضرت میراںؑ کے دہان مبارک سے مس ہو جاتا (رگڑ جاتا) اس برتن کے ٹوٹنے تک وہ خوشبو اس میں رہتی۔ اور آپؑ جس راستے سے گزرتے وہ راستہ بہت دنوں تک خوشبو دار رہتا۔ بہت سے لوگ آنحضرتؐ کی خوشبو سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ چنانچہ بندگی میاں شاہ دلاورؒ کا قصہ مشہور ہے۔ اور لکھا جا چکا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی احتلام نہ ہوا، کیونکہ احتلام شیطان کا کھیل ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت سید محمد مہدیِ موعودؑ کو بھی کبھی احتلام نہ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو شیطان کی چھیڑ چھاڑ سے محفوظ اور مامون رکھا تھا اور جس طرح حضرت سرور عالمؐ خواب راحت کے شکریہ میں لیٹ جاتے (آرام کرتے) اور آپؑ کا نازنین قلب (خدا کے) حضور جاگتا رہتا۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ نیند غفلت کی علامت ہے۔ اور غفلت جرم اور ذلت ہے اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ تمام خطاؤں سے معصوم تھے کیونکہ حضرت رسول مقبولؐ نے آپؑ کے حق میں فرمایا کہ وہ میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا، اور ثقہ راویوں کے ذریعہ یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے حضرت مہدیِ موعودؑ کا مبارک قلب ہمیشہ جاگتا رہتا تھا۔ اور جس طرح حضرت نبی اکرمؐ کے مبارک جسم پر مکھی نہیں بیٹھی تھی، اس طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کے جسمِ مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور جس طرح حضرت رسولؐ کو آگا اور پچھا یکساں تھے اور اسی کے مطابق یہ شعر ہے۔

آپؑ کا تمام مبارک جسم نرگ کی طرح آنکھ بن گیا
آپؑ کے اطراف کوئی کانٹا نہیں ہوسکتا تھا

یہی حالت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی بھی تھی آپؑ کے پاکیزہ جسم کی لطافت اس انتہا کو پہنچی تھی کہ آپؑ کا جسم چادر میں سے گزر جاتا تھا۔ اور جس طرح حضرت رسول علیہ السلام جس کسی کے ساتھ کھڑے ہوتے، اگرچہ وہ شخص لانبے قد کا ہوتا، تاہم آنحضرتؐ اس شخص سے بلند نظر آتے تھے اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کا قد بھی تمام لوگوں سے اونچا نظر آتا تھا۔ جس طرح حضرت رسول اللہؐ کے بول و غایط کو زمین نگل جاتی تھی۔ اور کبھی بھی کسی کی نظر میں نہ آتے تھے۔ اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے بول اور غایط کو زمین نگل جاتی تھی اور وہ کسی مخلوق کو نظر نہ آتے تھے۔ اور جس طرح حضرت

رسالت پناہ صلعم کو جمائی نہیں آتی تھی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدیِ موعودؑ کو جمائی سے محفوظ رکھا تھا کیونکہ وہ شیطان کا تصرف ہے۔ اور جس طرح حضرت پیغمبر آخر الزماں علیہ السلام کا شیطان مسلمان ہو چکا تھا کہ خود آپؐ نے فرمایا کہ میرا شیطان اسلام لا چکا ہے۔ یعنے میرا شیطان صرف نیکی کا راستہ بتاتا ہے اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کا شیطان بھی مسلمان ہو گیا تھا یعنے وہ (شیطان ہمیشہ خیر کی رہنمائی کرتا تھا)۔

گیارہویں باب کی دوسری فصل۔ اخلاق کے متعلق

عام لوگوں کی گرویدگی اور مقبولیت، اخلاق ہی کہ وجہ سے ہوتی ہے اور یہی اخلاق حضرت سید کائنات علیہ السلام و الصلوات کے معجزات صفاتی میں مذکور ہیں چنانچہ ان کا ذکر آگے آئے گا۔ اگر یہ اخلاق انبیاءؑ میں نہوتے تو عام لوگ بالضرور ان کے گرویدہ نہ ہوتے اللہ تعالیٰ خود، حضرت رسول مقبولؐ کی شان میں فرماتے ہیں کہ لوکنت الخ (ترجمہ) اے محمدؐ اگر آپ سخت گو اور سخت دل ہوتے تو بے شک لوگ آپؐ کو چھوڑ دیتے اور کوئی بھی آپؐ کا گرویدہ نہ ہوتا۔ اور آپؐ کے نزدیک نہ آتا۔ اور خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کی شان میں خود فرماتا ہے کہ بے شک آپؐ بلند اخلاق پر ہیں۔ اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اخلاق کی بلندیوں کی تکمیل کروں۔ بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولؐ کے اخلاق قرآن پر عمل تھا جو گویا آپؐ کے لئے جبلی اور فطری تھا۔ بعض علماء محققین فرماتے ہیں کہ خلق سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت سے بیزاری دکھائے اور توجہ خدائے تعالیٰ کی طرف کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”دنیا تمہارے لئے ہے۔ اور عقبیٰ تمہارے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ میرے لئے ہیں ایضاً۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اہل آخرت پر دنیا حرام ہے اور اہل دنیا پر آخرت حرام ہے۔ اور اہل اللہ پر دونوں حرام ہیں۔ اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس عبارت میں فرمایا ہے۔ اے کافرو دنیا تمہارے لئے ہے۔ اے ناقص مومنوں عقبیٰ تمہارے لئے ہے۔ اور خدا میرے لئے اور میرے پیرووں کے لئے ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلق عظیم اس بات کو کہتے ہیں جو تجھ سے تعلق قطع کرے تو اس کے ساتھ تعلق جوڑ اور جو تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کردے۔ اور جو تیرے ساتھ بدی کرے تو اس پر احسان کر۔ اور صحیح قول وہ ہے کہ تو اس طریق پر قائم رہ اور اچھا سلوک کرتا کہ خلق اور خلائق اس سے راضی رہیں۔ یہی بات رضا کے معنوں کو شامل ہے۔ کیونکہ رضاء یہ ہے کہ آدمی اپنی مرضی کو ترک کرے محبوب کی مرضی کے سامنے یعنے عاشق کا اپنی صفت سے باہر آجانا۔ اور محبوب کی خاص صفت کے ساتھ ظاہر ہونا۔ اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ کے اخلاق سے اپنے آپ کو سنوارو۔ اور خلق کا مطلب راسخ بینائی (دیدار) ہے جو نفس میں موجود ہے جس کی وجہ سے بلا فکر اور رویت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ خلق کے حدث کا سبب، خاص طور پر نفس کے ذریعہ سے دو

چیزوں سے ہوتا ہے۔ایک تو طبیعت کچھ ایسی ہوتی ہے کہ اس شخص کا اصل مزاج اس کے رجحان کے مطابق کسی کیفیت کے لئے ایسا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ کسی حال کے لئے تیار ہو جاتا ہے مثلاً ذرا سی آواز جو اس کے کان میں پہنچتی ہے۔ یا کوئی ناگوار خبر سنتا ہے تو اس پر خوف اور ڈر چھا جاتے ہیں۔ یا کسی معمولی بات پر اس کی قوت غضبی حرکت میں آجاتی ہے۔اور بہت کم کسی سبب سے قبض واندوہ کثرت سے اس پر چھا جاتے ہیں۔لیکن عادت کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے شروع میں دیکھ سمجھ کر کسی کام کو کیا ہوگا اس میں سخت محنت کی ہوگی جو ایک اعجاز ہے۔اور اس میں اس قدر کوشش کی ہوگی کہ وہ کام سہولت کے ساتھ بلا دیکھے اس سے ظاہر ہوتا رہا اور مزاج بن گیا۔قدماء نے اس کے خلاف کیا ہے اس بات میں کہ خلق نفس حیوان کے خواص سے ہے۔ یا نفس ناطقہ کو اس کے ساتھ لازم گردانںے میں مشارکت ہے۔اور اسی طرح اس بات میں مخالفت کی ہے کہ وہ تو ہر شخص کے لئے طبعی ہے۔(یعنے اس کی فطرت میں داخل ہے) جیسے آگ میں حرارت ہوتی ہے۔یا یہ کیفیت اس کی فطرت میں نہیں ہے۔ایک جماعت کہتی ہے کہ اخلاق قدرتی ہوتے ہیں۔اور ان کا دوسری طرف منتقل ہو جانا ممتنع ہے کیونکہ خلق صورت باطن ہے چنانچہ خلق صورت ظاہر ہے اور جس طرح ظاہری صورت میں تبدیلی کرنا ناممکن ہے جس طرح لانبے کو پست یا پست کو لانبا نہیں کیا جا سکتا اسی طرح باطنی صورت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ایک جماعت کہتی ہے کہ بعض اخلاق قدرتی ہوتے ہیں اور بعض کسی سبب کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں اور راسخ ہو جاتے ہیں ان میں دو فرقے ہیں۔ایک جماعت جو حکماء روحانی کے نام سے معروف ہے وہ کہتے ہیں خیر (نیکی) قدرتی چیز ہے اور شر (برائی) شریروں کی صحبت، شہوتوں پر بار بار عمل، اور فواحش پر تنبیہ کا نہ ہونا (ان وجوہ سے شر) حاصل ہوتا ہے۔کیونکہ لوگ ناپاک مٹی اور میل کچیل سے پیدا کئے گئے ہیں۔اور دنیاوی کدورت ان کے خمیر میں مل گئی ہے نیکی کو قبول کرنا تعلیم اور تربیت کی وجہ سے ہے۔جالنیوس کا قول ہے کہ مذہب اولیٰ باطل ہے کیونکہ اگر تمام لوگوں کی فطرت میں خیر ہے اور برائی صرف کسب سے حاصل ہوتی ہے تو وہ خود شر سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس کی طبیعت میں نیکی نہ ہوتی ہو، مذہب دوم بھی اسی طرح ہے کہ اگر تمام لوگ فطرتاً شریر ہوں تو نیکی سے فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے الخ یہاں تک اس کی تقریر تھی۔اور چونکہ دونوں مذہبوں پر طعن کیا ہے۔اور اس نے کہا کہ میں نے علانیہ مشاہدہ کیا ہے بعض لوگوں کی طبیعت نیکی کا تقاضہ کرتی ہے اور کسی وجہ سے بھی ایسے تقاضہ سے نہیں ہٹتی۔ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔اور بعض لوگوں کی طبیعت کا تقاضہ برائی کی طرف ہوتا ہے اور وہ لوگ درمیانی مزاج رکھتے ہیں۔ایسے لوگ نیکوں کی صحبت میں رہ کر نیک اور بروں کے ساتھ رہ کر برے بن جاتے اور اکثر محققوں کا مذہب یہ ہے کہ اخلاق نہ تو فطری ہیں اور نہ مخالف فطرت بلکہ لوگ اس طرح پیدا ہوئے ہیں کہ جیسی چاہے طبیعت اختیار کریں جو بات ان کے مزاج کے موافق ہو اسے آسانی سے اور جو بات موافق نہ ہو تو اسے دشواری سے اختیار کرتے ہیں۔خاص قسم کے لوگ کی طبیعت پر کسی

خلق کے غالب آنے کا سبب، ابتداء میں ایک ارادہ ہوتا ہے اور بار بار عمل کرنے سے وہ ملک بن جاتا ہے۔اور صحیح مسلک یہ ہے اس مذہب کی حقیقت پر دلیل یہ ہے کہ ہر خلق تبدیل ہوسکتا ہے اور جو چیز بھی تبدیل ہوجاتی ہے فطری نہیں ہوسکتی۔نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی خلق فطری نہیں ہے اور یہ قیاس صحیح ہے۔شکل اول میں ضرب دوم کی صورت میں مقدمۂ کبریٰ سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی مراد طبیعی سے ہے جو قابل تغیر نہیں ہوتی ہے۔اور بیان صغریٰ کھلے طور پر شاہد ہے کہ بچے اور جوان پرورش اور صحبت سے ان لوگوں کی جو کسی خلق میں مشہور ہوئے ان کے افعال کی پختہ پیروی کرکے اس خلق کو اختیار کرلیتے ہیں اگر چہ اس سے پہلے کسی اور مزاج کے حامل ہونگے اور اگر اخلاق قابل تغیر نہو تو قوت تمیز، رویت، رفض انواع تادیب و سیاست و بطلان شرائع اور دیانت اور سہل انگاری نوع انسانی کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں لازمی ہوگی تاکہ ہر شخص اپنی طبیعت کے اقتضاء کے موافق چل سکے۔اور یہ چیز انتظام کو اٹھادینے کا سبب بنتی ہے۔ بقاء نوع کی معذوری اور اس قضیہ کی خرابی اچھی طرح ظاہر ہے۔اور چونکہ جانوروں میں تصرف محسوس اور نظر آنے والا ہے چنانچہ جنگلی شکار کو مانوس کرلیتے ہیں اور سرکش گھوڑے کو رام کرلیتے ہیں پس ایسا تصرف انسانوں میں بہتر طریقہ سے ہونا چاہئے۔اور اگر ایسا نہ ہوتا تو صاحب شریعت (صلعم) اس کی تعریف نہ فرماتے بلکہ قوت باطن کا ازالہ کلی صورت میں نہ ہوسکتا کیونکہ ہر ایک کو ضروری مصلحت کے تحت پیدا کیا گیا ہے اور اہم کاموں کا نظام اس سے جڑا ہوا ہے مثلاً اگر غذا کی خواہش پورے طور پر زائل ہوجائے تو انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔اور اگر شہوت جماع قطع ہوجائے تو نسل باقی نہ رہے۔اگر قوت غضب تمام کی تمام زائل ہوجائے تو اپنے آپ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور نہیں کرسکتا اور ہلاک ہوجاتا ہے لیکن اس قول کا رد، کمی اور زیادتی کے لحاظ سے دونوں ایک مرض کے مانند ہیں، اعتدال کی حد میں لائے جاسکتے ہیں جس طرح مزاج کو انحراف کے بعد حد اعتدال تک پہنچاتے ہیں۔اس معاملے میں لوگوں کے چار گروہ ہوگئے ہیں۔ان کی خواہشات لذات اور ارادے کی پیروی کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ یہ لوگ باطل اعتقادات اور فاسد ارادوں سے پورے طور پر خالی ہوتے ہیں ان میں تصرف اور ان کے اخلاق کی تعریف آسان ہوتی ہے دوسرا گروہ ایسا ہے جو حق و باطل اور نیک و بد میں فرق نہیں کرسکتے ناپسندیدہ اعمال کی عادت کرلیتے ہیں اس جماعت کا علاج دشوار ہوتا ہے کیونکہ جب تک وہ نقوش بد، ان سے زائل نہ ہوجائیں دوسرے کسی نقش کو قبول کرنا جو منافی ہوتا ہے۔اس کی کوئی صورت بھی نہیں نکل سکتی۔تیسری جماعت وہ ہے جن کو برے کاموں کی عادت ہوجاتی ہے۔اور وہ انہی کاموں کو اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن ان کاموں کی بہتری کا اعتقاد ابھی گہرا نہیں ہوتا ایسی صورت کا علاج نہایت ہی دشوار ہوتا ہے۔اور چوتھا گروہ وہ ہے کہ ان کا اعتقاد ایسے معاملات میں گہرا ہوجاتا ہے اسی لئے وہ لوگ قتل، ظلم شر اور فساد پر فخر کرتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں ان کاموں سے ان کی قدر بڑھ جائے گی اور فضیلت زیادہ ہوگی۔ایسی جماعت کا علاج کسی صورت سے نہیں ہوسکتا۔اور ارسطو نے کتاب

اخلاق میں جولکھا ہے کہ شریرلوگ تربیت اورتعلیم سے نیک بن جاتے ہیں پوری طرح قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ اگر شریرلوگوں کا چوتھے گروہ سے تعلق ہے تو ایسے لوگ کسی صورت بھی نیک نہیں بن سکتے۔لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وعظ ونصیحت کی تکرار اور پکڑ دھکڑ مار پیٹ سے ایسے لوگوں میں بھی اثر ہوسکتا ہے پس تادیب اورتنبیہ میں کسی بھی وجہ سے تاخیر نہ کرنی چاہیئے اورکسی کوبھی اس طبیعت کے عمل پر نہ چھوڑنا چاہیئے اور جان لوکہ نفوس بشری اپنی اصل فطرت بداخلاقی سے پاک وصاف ہیں اور بد اخلاقی کی گندگی اور ملکات میں خرابی شریروں سے ملنے اوران کی صحبت میں رہنے سے ہے۔ایسوں کوسنوارنے کے لئے زجر اورتادیب ہی مفید ہوسکتی ہے تعلیم وتعلم ،تکلف وتمرین استعمال کئے جائیں ادب سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے فرزندوں، متبعین اور ماتحتوں کوقانون الٰہی کی قید میں لائیں سزااورادب آموزی، اصلاح اخلاق سے درست کریں آداب پسندیدہ اور اچھی عادتوں کولازم اورمضبوط کردیں۔اس طرح کہ ان کے تمام حالات حسنہ،طبیعت میں راسخ ہوجائیں۔تعلیم تعلم کا طریقہ یہ ہے کہ ارباب حکمت کی خدمت اورایسے لوگوں کی صحبت اختیارکریں جوعطاوبخشش کی آرزورکھتے ہوں۔علوم اورآداب کی تحصیل میں مشغول ہوجائیں۔اوران لوگوں کے اقوال،اورافعال کی پیروی اوراحوال واعمال کی تقلید میں کسی طرح منحرف نہ ہوں تاکہ اس بزرگی تک پہنچ جائیں۔اگرحصول علم کی صورت بن جائے تو ان کی صرف مجالست اورصحبت پراکتفاء کریں کیونکہ صحبت میں بڑااثر ہے۔اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے۔

کسی آدمی کے متعلق کچھ نہ پوچھو بلکہ اس کے احباب کے بارے میں دریافت کروکیونکہ ہرشخص،جس کی صحبت میں رہتا ہے اسی کی پیروی کرتا ہے۔

تکلف اورمشق کا طریقہ یہ ہے کہ جب دریافت ہوجائے کہ خلق مستحسن (موجود) ہے توفہم اورسمجھ جوقابل تعریف خلق ہے اپنے آپ کومشقت سے اس پرقائم رکھیں۔خوشی سے یہ کام کریں اور باربارکرتے رہیں تاکہ بار بارکوشش کی وجہ سے وہ حالت ان کے لئے ملکہ (فطرت اورطبیعت) بن جائے۔مثلاً اگرکوئی شخص چاہے کہ سخاوت کی خصلت اس کوحاصل ہوتومال خرچ کرنے کے عمل کو بار بار کرے۔اورکسی صورت میں بھی مفلسی اورضرورت مندی کوآنے نہ دے یہاں تک کہ بکثرت کوشش کہ وجہ سے یہ معنے اس کوپسند ہوجائیں۔اوروہ شخص سخاوت کی عادت کازیورپہن لے۔یہ سلوک آہستہ آہستہ اختیارکیا جائے ورنہ ایسی عادت حاصل نہ ہوگی۔

کیونکہ وہ شخص جس نے مال خرچ کی عادت پیدانہیں کی ہے پہلی ہی بارمیں چاہتا ہے کہ ایک ہزاردینارکاایثارکرے تو یہ کام اس پردشوارہوجائے گا۔اگرعرصہ درازتک ہرروزایک درم کاایثارکرتارہے یہاں تک کہ اس کوعادت ہوجائے۔پھروہ درم سے بڑھکر دینارتک پہنچ جائے۔پھردودینارسے دس دینارتک اوراس کے بعددس سے سودینارتک۔یہ چیزاس پرآسان

ہوجاتی ہے۔اور یہ حالت ہوجاتی ہے کہ ایک دینار تا ہزار دینار اس کے لئے برابر ہوجاتے ہیں۔ یہ فائدہ تجربہ سے حاصل ہوا ہے۔اسی طرح آدمی ہر باطنی سیرت یعنے خلق کی طرف متوجہ ہوسکتا ہے۔ بے شک اس خلق کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے اگر اخلاق سے وابستگی حاصل نہ ہوسکتی تو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اپنے اخلاق خدا کے اخلاق بناؤ) نہ فرماتے اور صحبت کا اثر بھی کچھ نہ ہوتا۔اور اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت رسول اللہؐ (صحبت میں تاثیر ہے اگر چہ یہ ایک ساعت ہی کی کیوں نہ ہو) کیوں فرماتے۔اس لئے کامل محققین کے نزدیک خلق کے معنے یہ ہیں کہ دنیا اور خلق سے بیزاری کریں چنانچہ حضرت امام آخرالزماںؑ نے فرمایا ہے کہ اے کافرو دنیا تمہارے لئے ہے اور اے ناقص مومنو، عقبٰی تمہارے لئے ہے اور حق تعالیٰ میرے لئے اور میرے پیرو کے لئے ہے پس جو لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں خدا کو پہنچے۔ان کو عاقبت اور اس دنیا سے کوئی غرض نہ تھی۔ وہ لوگ سونے کے پہاڑوں پر نظر نہیں ڈالتے۔اور اوصاف حسنہ رکھنے والے تھے۔ چنانچہ بندگی میاں عبدالملک سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے منصف تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ مہدیؑ کی معرفت ان کے حالات، ارشادات اور تاثرات ہی سے ممکن ہے کتنے ہی ظالم، صاحب جاہ اور متکبر لوگ جو عوام کا خون چوستے تھے، جب آپؑ کی صحبت میں ایک یا دو دن رہے تو اپنی تمام برائیاں چھوڑ دیں اور اپنا مال راہ خدا میں خرچ کردیا اور فقیری اور قناعت اختیار کرلی۔اور کتنے ہی چور، لٹیرے اور نقب لگانے والے، جب آپؑ سے ایک یا دو روز تک مانوس رہے تو اپنے تمام برے اعمال سے رجوع کیا، ذکر وفکر کو اختیار کرلیا مشغولیت الٰہیہ میں مستغرق ہوگئے اور ان سے روحانی بیماریاں دور ہوگئیں اور ان میں صوفیوں کے احوال ظاہر ہوگئے جیسے تجرید اور تفرید بھوک کی برداشت، شب بیداری، قناعت، صبر، عزلت اور مراقبہ۔ یہ تاثیرات آپؑ کے تابعین بلکہ تبع تابعین میں بھی ہمیشہ باقی رہیں۔میں نے ان خصوصیات کا ہزار، دو ہزار بلکہ کئی ہزار لوگوں میں تجربہ کیا ہے۔

پس اے منصف اگر تجھے تصدیق مہدیؑ کے سلسلے میں ان اخلاق سے یقین حاصل نہ ہوا تو بھلا بتاؤ آنحضرتؐ کے زمانے کے اہل بصیرت کو آپؐ کی نبوت کا یقین کیونکر حاصل ہوا۔؟ دعوت الی اللہ میں ہمیشہ آپؑ کا حال فصاحت زبان سے ایسا رہا کہ ہر نفس آپؑ کی طرف مائل ہوگیا شوق اور جذبات کے اوصاف کے ساتھ۔آپؑ کا حال یہ تھا کہ آپؑ ہمیشہ تجلیات ومشاہدات الٰہیہ میں مست، معاینہ اور مکالمہ کے سمندر میں غرق، فانی فی اللہ اور باقی باللہ تھے امر الٰہی سے آپؑ گفتگو کرتے اور آپؑ کا کلام اللہ کی آیات کے ذریعہ ہوتا تھا۔ یہاں تک اگر ہم فرض کریں آپؑ کا ظہور انہی اوصاف کے ساتھ بعثت انبیاءؑ کے زمانے میں، دعوئے نبوت کے ساتھ ہوتا تو آپؑ کی نبوت کو قبول کرنا لازم ہوتا، ان ہی دلائل کی بناپر جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔تو پھر آپؑ کے دعوئے مہدیت کو کس طرح جھٹلایا جاسکتا ہے محض احادظنیہ کی بناء پر حالانکہ آپؑ کی تصدیق کو

اس چیز نے واجب کر دیا ہے جس چیز نے انبیاءؑ کی تصدیق کو واجب کیا تھا یعنے صفت اخلاق نے اور جیسا کہ قرابت صوری کو قرابت معنوی کے ساتھ ایک حق ہے کیونکہ ان میں روحانی تناسب موجود ہے اس لئے اس کو قربت اور قربت الٰہی کہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات خود ''اُمتی اُمتی'' فرمایا۔ کیونکہ تمام عالم وجود باوجود آنحضرتؐ کے لئے بمنزلہ اجزاء کے ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور ہر ایک چیز میرے نور سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (قرآن شریف میں) فرمایا ہے کہ ہم نے تم پر سے بوجھ بھی اتار دیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ رکھی تھی۔ (آیت ۲ اور ۳ سورہ انشراح) یعنے اُمت کے گناہ کی آنحضرتؐ سے نسبت کی۔ اس لئے کہ آپؐ کل کے مقام پر ہیں (کل، تمام)۔ اعضاء کی رویت اذیت کی طرف لے جانے والی تھی۔ اعضاء تو وہی ہوتے ہیں جو جسم کے تابع ہوں اگر کوئی جسم کی فرماں برداری میں نہیں آتا ہو تو اس کو کاٹ دیتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے صفاتی معجزات میں مذکور ہے، اور وہ آپؐ کی نبوت اور سچائی پھر دلیل ہے۔ آپؐ پر عمر بھر میں کبھی جھوٹ بولنے کا اتہام نہیں لگایا گیا نہ تو مذہبی معاملات میں اور نہ دنیاوی معاملات میں۔ اگر ایک بار بھی آپؐ سے کذب وزور صادر ہو جاتے تو آپؐ کے دشمن اس کے اظہار اور شہرت میں کوشش کرتے۔ اسی لئے تو آپؐ نے فرمایا ہے کہ میں جھوٹ بولنے والا نبیؐ نہیں ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہی حالت خاتم ولایتؑ کی بھی تھی کہ ان سے کبھی بھی جھوٹ صادر نہیں ہوا۔ اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر مجھے جھوٹ بولنے والا اور مفتری سمجھتے ہو تو ان کو لازم ہے کہ میرے جھوٹ کا ثبوت فراہم کریں اور مجھے قتل کر دیں ورنہ میں جہاں کہیں جاؤں گا یہی دعویٰ (مہدیت) کروں گا، اگر آپؑ سے کبھی بھی جھوٹ صادر ہو جاتا تو آپؑ کے مخالف آپؑ کے دعوئے مہدیت کے جھوٹ ہونے پر اس کو پیش کرتے۔ اور جس طرح حضرت رسول اللہؐ نے ساری عمر کوئی برا کام نہیں کیا نہ تو نبوت سے پہلے اور نہ نبوت کے بعد، اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام سے کوئی برا کام واقع نہیں ہوا نہ تو دعوئے مہدیت سے پہلے اور نہ بعد اور جس طرح حضرت رسول علیہ السلام کسی جنگ میں فرار نہیں ہوئے، اور نہ کسی دشمن سے منہ موڑا، نہ تو بعثت سے پہلے اور نہ بعثت کے بعد، اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کسی جنگ سے فرار نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ سامنے والے، پر فاتح رہے اور دلپت کا واقعہ جو گوڑ کا حاکم ہے، دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اور ایک وقت، سفر کے زمانے میں چوروں کی ایک جماعت، حضرت میراں علیہ السلام کے کاروان پر دھاوا کرنے کے لئے تیار ہو گئی جیسا ہی حضرتؑ کو اس کی اطلاع ہوئی آپؑ فوراً تیر و کمان ہاتھ میں لے کر کاروان کے سامنے آ گئے۔ تمام چور بھاگ گئے اور کوئی بھی آپؑ کے مقابلہ کے لئے نہیں آیا جیسی شفقت اور رحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت پر بدرجہ اعلیٰ تھی، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم (دل) ہیں۔ (آل عمران) فرمایا شاید آپؐ ان کے لئے رنج کر کے اپنے آپ کو ہلاک

کرلیں گے (کہف) فرمایا۔تمہاری تکلیف ان پر بڑی شاق گزرتی ہے۔وغیرہ اسی طرح مہدی علیہ السلام اپنے تمام اصحابؓ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے،جیسا کہ تمام کتابوں سے ثابت ہے۔اور جس طرح حضرت نبی علیہ السلام کی سخاوت اعلیٰ درجہ کی تھی اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی سخاوت بھی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ایک روز ساتھ قنا طیر زر اور ایک تسبیح جس کی قیمت ایک کروڑ محمودی تھی اور دوسرا سامان آپؑ نے خدا کی راہ میں خرچ کردیا اور کبھی بھی دنیا کے مال کی طرف آپؑ نے توجہ نہ کی چنانچہ آنحضرتؐ کے دل میں دنیا کی کوئی توقیر اور اعتبار نہ تھا اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام دنیا اور اس کے تعلقات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور کبھی بھی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے،اور جس طرح آنحضرتؐ کی فصاحت و بلاغت اعلیٰ درجہ اور کمال کے مرتبے کو پہنچی ہوئی تھی، جوامع کلام اور بدایع حکم سے مخصوص تھی۔تمام قبیلوں کی زبان،حسب ونسب والوں کو جانتے اور ہر شخص سے اسی کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے،اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا بیان نہایت فصیح وبلیغ ہوتا تھا۔یہاں تک کہ تمام علماء اور فاضلان زبان حیرت کرتے،اکثر علماء کہا کرتے تھے کہ رسالت مآبؐ کے بعد ایسی فصیح و بلیغ ہستی کوئی نہیں آئی اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بیان کے وقت تمام لوگوں کے مختلف قسم کے سوالات حل ہوجاتے تھے،اور اپنے مشکل سوالات کو حل کرلیا کرلیتے تھے۔اور آپؑ تمام لوگوں کے حسب ونسب سے واقف تھے۔اور تمام لوگوں کا حسب ونسب ان کے پوچھے بغیر بیان فرماتے۔اور ہر شخص سے اسی کی زبان میں بات کرتے تھے۔اور جس طرح حضرت رسول اللہؐ اہل دنیا اور مال دار اشخاص کے مقابلے میں بلندی اور عظمت پر تھے لیکن فقراء اور غرباء کے ساتھ نہایت تعظیم سے پیش آتے تھے۔اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام اہل دنیا کی تعظیم نہیں کرتے۔کسی حاکم یا دولت مند کی تعظیم نہیں کرتے یہاں جو کچھ تعظیم ہوتی تھی محض فقراء مفلس محتاج لوگوں کی ہوتی تھی۔چنانچہ مالی کے بیٹے کا واقعہ مشہور ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اس کے استقبال کے لئے گئے تھے اور جس طرح آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عقل کا کمال اس مرتبہ کا تھا کہ کسی بشر کے بس کا نہ تھا حالانکہ آپؐ امی تھے اور کسی سے آپؐ نے تعلیم نہ پائی تھی آپؐ کے اعمال و احوال وسیرت اور شمائل اس درجہ کے تھے کہ کسی عالم اور عقلمند کا علم اور عقل اس درجہ پر نہ تھے۔اس طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام علم وعقل کا وہ مرتبہ رکھتے تھے کوئی عاقل،فریس عالم اور فاضل آپؑ کے جیسا نظر نہ آتا تھا۔حالانکہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے متعلقین کے ضابطے کے مطابق کسی سے تعلیم نہیں پائی تھی۔اور نہ آپؑ کسی عالم کی صحبت میں رہے تھے۔اور جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توریت انجیل،اور ساری آسمانی کتابوں میں جو کچھ تھا اسے جانتے تھے، نہ آپؐ نے کسی عالم سے تعلیم حاصل کی تھی اور نہ کتابوں کا مطالعہ کیا تھا یا اہل کتاب علماء کی صحبت میں رہ چکے تھے۔اور اسی طرح حضرت مہدیِ موعود تمام آسمانی کتابوں کے مطالب سے واقف تھے۔چنانچہ حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جس

وقت یہ بندہ تولد ہوا، حق تعالیٰ نے توریت انجیل، زبور اور فرقان کی تعلیم دے دی، اگر بندہ اس وقت توریت پڑھتا تو لوگوں کو یہ شبہ ہوتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسری مرتبہ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اگر انجیل پڑھتا تو لوگ کہتے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اگر زبور پڑھتا تو لوگ کہہ اٹھتے کہ داؤد علیہ السلام ہیں اگر قرآن پڑھتا تو لوگ کہتے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ بندے کے دل میں یہ بات تھی کوئی مجھ سے توریت اور انجیل سے متعلق سوال کرتا تو میں اسے توریت اور انجیل ہی سے جواب دیتا لیکن کسی نے مجھ سے توریت اور انجیل کا سوال نہیں کیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے مجھے بھی دیا گیا۔ اور یہ بات آپؑ کی دعوت کی سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپؑ نے توریت، زبور اور انجیل کی زبان جاننے والوں سے کوئی تعلیم نہیں پائی۔ اور نہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمایا اور ہمیشہ اپنی عمر سفر میں بسر کی اور احکام الٰہی کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ اور جس طرح آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمیع مکارم اخلاق کے جامع تھے، اور تمام شمائل حسنہ آپؑ میں جمع تھے اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بھی جمیع اخلاق حسنہ کے جامع تھے۔ اور جس طرح حضرت سرور عالمؐ اپنے گھر کا کام خود کر لیتے تھے ایسے ہی حضرت مہدی علیہ السلام فرصت میں اپنے گھر کا کام کرتے تھے اور جیسے حضرت رسول عربیؐ کی مجلس میں کسی کے عیب وفحش اور مذمت کا مذکور نہ ہوتا اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے یاروں کی مجلس میں کسی کا عیب یا فحش مذکور نہ ہوتا اور تمام اصحاب مہدیِ موعود علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہا کرتے اور کسی کو کسی وقت بھی بات چیت کی فرصت نہ ہوتی تھی۔

(۱) ان کے کام خدا کی یاد کے سوا نہ تھے۔ کبریاء (خدا) کے سواء ان کی پناہ دوسری نہ تھی۔

(۲) بے فائدہ گفتگو سے وہ زبان بند رکھتے تھے۔ اور کبھی ناپسندیدہ گفتگو نہیں سنا کرتے تھے۔

(۳) ان میں سے کسی کی نظر غیر محرم پر نہیں اٹھتی تھی۔ حکم خدا کی تعمیل میں بہت اطاعت دکھاتے تھے۔

(۴) اپنی امیری عزت، مرتبہ سب کچھ چھوڑ کر الہ العالمین کے وصال کے پیچھے لگ گئے۔

(۵) جو کچھ ان کے پاس تھا اسے ایثار کر چکے، اور اپنے آپ کو موتی اور زر سے بے تعلق کر چکے۔

(۶) غفلت چھوڑ دی، ہشیار ہو چکے، بوجھ اتار کر بے تعلق ہو گئے ہیں۔

(۷) زندہ ہو گئے بلکہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے۔ مخلوق کی اُمید کے لئے ملجاء وماوا بن گئے۔

(۸) ان کو سونے کی پرواہ نہ تھی، اور موتیوں کی وقعت نہ تھی ان کی نظر میں سونا اور پتھر یکساں تھے۔

(۹) کسی نے بھی سرخ سونے کے پہاڑوں کی طرف توجہ نہ کی اور نہ کسی نے موتیوں کی طرف التفات کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خارجی معجزات میں مذکور ہے کہ حضرت الٰہی جل وعلاء کی سنت اس طرح وارد ہوتی رہی

کہ ہر پیغمبر اپنی اُمت کے لئے اس قسم کے معجزے لاتا رہا جس کی طرف ان کی اُمت کا رجحان رہتا تھا چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی زمانے میں قوم کی کوشش جادو حاصل کرنے میں رہی۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی اسی قسم کا تھا جیسے دریا کو پھاڑنا پانی کا خون بن جانا قبطی قوم کے لئے ،عصاء موسیٰ کا تغیر اور اسکا اژدہے میں بدل جانا اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانے والے علوم طب کے حصول کا شدید شوق رکھتے تھے عیسیٰؑ کے معجزے بھی مردوں کو زندہ کردینا، جذام والے اور کوڑھ والے کو ٹھیک کردینا، مقرر کئے گئے لیکن ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کا شوق فصاحت و بلاغت، انشاء و ترکیب بدیعہ، تالیف عبادت منیعہ تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے سامنے ایسا کلام بھیجا جو غایت فصاحت، نہایت بلاغت جزالت اور سلاست میں کامل خستہ اطناب وتطویل سے خالی مخل اختصار وایجاز سے عاری تاکہ قبیلہ قریش کے لوگ جو معدن فصاحت اور بلاغت تھے دشمنی کے باوجود آیت شریفہ کے سامنے انہوں نے سپر ڈال دی (قریش سے کہا گیا کہ آیت قرآن کی طرح کوئی آیت لاؤ) عبارت قرآن پر کوئی اعتراض نہ کرسکے۔یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ ابن مقنع جو اپنے زمانے میں بلیغ ترین شخص تھا، اور اس مقام کو پہنچا تھا کہ قرآن شریف کے مقابلہ میں ایک کلام ترتیب دے چنانچہ اس کام کو شروع کیا اچانک ایک لڑکا گزرا اور اس نے یہ آیت (کہا گیا اے زمین تو اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا، سورہ ہود) پڑھی پس وہ واپس آیا اور جو کچھ بھی ترتیب دیا تھا مٹادیا اس کے بعد کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ (قرآن) انسان کا کلام نہیں ہے۔اور اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کے زمانے میں لوگوں کا رجحان علم تصوف کی طرف بہت زیادہ ہوگیا تھا اور ہندوستان کے ایک حصے میں بہت سے مشائخ نے خدا کو دکھانے کا جھنڈا بلند کیا تھا اور تصوف کی باتیں کرکے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے تھے اور اسی زمانے میں حضرت مہدیِ موعود آخرالزماں علیہ السلام مبعوث ہوئے، اور خدا کو دکھانے کا دعویٰ فرمایا۔آپؑ کے سامنے تمام مشائخ نے سر جھکا دیا اور کوئی بھی آپؑ پر معترض نہ ہوا۔اور نہ آپؑ کے مقابلہ میں آیا۔اور آپؑ کے دعوے کو رد نہ کرسکے۔اور نہ کسی میں ایسی طاقت تھی کہ مہدیِ موعود سے بحث کرسکے۔آپؑ کی بعثت صرف حقائق اور اسرار کے اظہار کے لئے ہے۔اور آپؑ کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل ہوتا تھا آپؑ کا دعویٰ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی واسطے کے ہر روز نیا علم دیا جاتا ہے۔اور اُمت محمدیہ میں یہ دعویٰ سوائے مہدیِ موعود علیہ السلام کے کسی نے نہیں کیا اور ایسا دعویٰ اس امام معصوم کے لئے زیبا ہے آپؑ پر صلوات والسلام ہو ملا حسین کاشفی نے اپنی تفسیر حسینی میں سورہ کہف کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام ثعلبی کی تفسیر میں مذکور ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب کہف کے دیکھنے کی آرزو ہوئی (اسی وقت) جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ یارسول اللہؐ آپؐ ان (اصحاب کہف) کو دنیا میں نہیں دیکھیں گے۔ البتہ اپنے اخیار اصحاب میں سے چار حضرات کو بھیجئے تاکہ یہ لوگ آپ کی طرف سے انہیں دعوت دین دیں۔آنحضرتؐ نے

فرمایا کہ کس طرح بھیجوں اور کس کو وہاں جانے کا حکم دوں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ اپنی چادر پھیلا دیجئے اور امیر المومنین ابوبکر صدیق اور فاروق اور علی مرتضٰی اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے کہیئے (کہ چادر کے چاروں) کونوں پر بیٹھ جائیں اور ہوا، جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھی، اسے بلوایئے (کیونکہ اب اللہ تعالیٰ نے اسے آپؐ کا مطیع کر دیا ہے) اور فرمایئے ان (حضرات) کو اٹھا کر اس غار تک لے جائے۔ حضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔ اور صحابہؓ غار کے دروازے تک پہنچے، اور پتھر کو اٹھایا۔ جیسے ہی روشنی نظر آئی ان کا کتا بھونکنے لگا۔ اور حملہ کیا۔ لیکن جب اس کی نظران حضراتؓ پر پڑی تو دم ہلانا شروع کیا اور اپنے سر سے اشارہ کیا کہ تشریف لایئے۔ یہ لوگ اندر گئے اور کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو لوٹا دیا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پلٹا کر سلام کا جواب دیا صحابہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی، محمدؐ بن عبداللہ نے آپ لوگوں کو سلام فرمایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا محمد رسول اللہؐ پر بھی سلام ہو۔ پھر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کیا اور کہا کہ حضرت پیغمبر اسلام کو ہمارا اسلام پہنچا دیجئے۔ پھر اپنے سونے کے مقام پر لیٹ گئے۔ دوسری مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے مہدی علیہ السلام ان کو سلام کہیں گے اور وہ اس کا جواب دیں گے اس کے بعد ان لوگوں کا انتقال ہوگا اور وہ لوگ قیامت میں اٹھیں گے۔ اسی طرح حضرت امام آخر الزماںؑ نے اپنے بعض اصحابؓ کو اصحاب کہف کے پاس بھیج کر تصدیق کروائی تھی یہ واقعہ قوم میں مشہور ہے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے تین صحابیوں کو اصحاب کہف کے پاس اپنی دعوت قبول کروانے کے لئے بھیجا تھا ان حضرات کے نام یہ ہیں۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ، بندگی میاں شاہ دلاورؓ بندگی میاں ابوبکرؓ۔ مختصر یہ کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کو اپنے فضل سے اعلیٰ مقام پر پہنچایا اور تمام ابنیاءؑ کو جو فضائل دیئے گئے تھے، ذات خاتم ولایت کو ان تمام فضیلتوں کا جامع قرار دیا اگر چہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات دی اور آپ کی اُمت کو غرق کر دیا لیکن حضرت خاتم ولایتؑ کو اُمت محمدیہؐ کی ہلاکت کا دور کرنے والا بنایا کہ آپؑ کی شان میں حدیث آئی ہے۔ میری اُمت کیسے ہلاک ہوگی جب کہ اس کی ابتداء میں میں ہوں اور حضرت عیسیٰؑ آخر میں ہیں اور میری اہل بیت کے مہدیؑ درمیان میں ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی سے بچایا۔ اور اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی کشتی کو دریائے سندھ میں ملاح چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر میں آپؑ کی کشتی کنارے کو پہنچ گئی اور آپؑ پر تلوار نے کام نہ کیا۔ اور جس طرح حضرت موسیٰؑ صاحب ید بیضا تھے اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جس کسی کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ ملتے فوراً اس کا دل روشن ہو جاتا تھا اور اس کو عالم غیب کا معاینہ ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصاء سانپ تو بن گیا لیکن بے زبان تھا، لیکن حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جس جگہ سے گزرتے تھے، تو پتھر اور درخت آپ کی مہدیت کی گواہی دیتے تھے۔ اور جہاں آپؑ نزول فرماتے، آپؑ

کے دائرے کی محافظت کے لئے تانبے کا حصار تیار ہوجاتا تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل پھٹ گیا اور حضرت مہدی علیہ السلام جس طرف توجہ فرماتے، ندیاں اور پہاڑ ہموار ہوجاتے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک چٹان دی گئی تھی کہ اس سے بارہ چشمے جاری ہوگئے حضرت مہدی علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ نے (ولایت محمدؐیہ کا) چشمہ دیا،اس کے فیضان سے بارہ چشمے جاری ہوئے وبارہ چشمے حضرت مہدی علیہ السلام کے بارہ خلفاء ہیں کہ ہرایک خلیفہ ایک چشمہ کے مقام پر ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر کلام باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے اور حضرت مہدی علیہما السلام ہمیشہ دیدار الٰہی سے مشرف رہے دیدار کے مقابلے میں کلام کا مرتبہ کم تر ہے۔اور مہدی علیہ السلام کا دعوئے مہدیت یہ ہے کہ مجھے ہر روز بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے علم ہوتا رہتا ہے۔حضرت ہارون علیہ السلام کو زبان کی فصاحت (بطور معجزہ) دی گئی تھی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ایسی فصاحت و بلاغت دی گئی تھی کہ مختلف سوال کرنے والوں کے مختلف سوال بیانِ مہدیؑ سے سب کے سب حل ہوجاتے کہ پھر کسی کو پوچھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی تھی۔اور حضرت یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن و جمال عطا ہوا تھا،اور حضرت مہدی علیہ السلام کو ایسی ملاحت دی گئی تھی کہ کوئی حسین وجمیل ہستی آنحضرتؐ کے حسن و جمال کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوجاتا تھا اور مہدی علیہ السلام کے ہاتھ میں سوکھی ہوئی لکڑی (شاخ) ہری ہوجاتی اور اس پر پتے نکل آتے تھے۔اور آپؑ کی برکت سے سخت دل بھی نرم ہوجاتے تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے اور شیاطین آپؑ کے مسخر تھے۔اسی طرح حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بھی پرندوں کا کلام سمجھتے تھے اور شیاطین آپؑ کے مسخر تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا،ایک مہینے کی راہ صرف آدھے دن میں طئے کرادیتی تھی۔لیکن حضرت مہدی علیہ السلام بلکہ آپؑ کے خلفاء کے لئے زمین (خودبخود) طے ہوجاتی تھی۔اور ہوا،ان کے حکم کے تحت تھی۔چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے زمانے میں ایک بڑھیا آپؓ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ کئی سال ہوئے ہیں کہ میرا بیٹا گم ہوگیا ہے اور چونکہ بہت سے لوگ آپؓ کی دعا کی برکت سے منزل مقصود کو پہنچ گئے ہیں۔اگر میرے لئے بھی آپؓ توجہ فرمائیں تو بعید نہیں کہ میں بھی اپنے بیٹے کو دیکھ سکوں۔حضرت صدیقؓ نے اسے اشارے سے بتایا کہ شیخ ابراہیمؒ کے پاس جاؤ جب وہ بڑھیا شیخ کے پاس گئی تو انہوں نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا پھر سر اٹھا کر کہا کہ تو اپنے گھر چلی جا کہ تیرا بیٹا آچکا ہے۔جب بوڑھی عورت نے یہ بات سنی تو بڑی خوشی خوشی گھر چلی گئی اور اپنے بیٹے کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں گھی کا کٹھورا لیئے کھڑا ہے۔پوچھا اے بیٹے اپنے قصہ بیان کر بولا میں یہاں سے بہت بڑے فاصلے پر تھا۔اگر پیدل آتا تو دوسال میں بھی نہیں پہنچتا۔چونکہ میں اس ملک میں سیر وسیاحت کے لئے گیا تھا،تو میں نے وہاں شادی بھی کرلی۔اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ مشغول تھا،اور اس ملک کو آنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ میری ماں زندہ نہ ہوگی۔کیونکہ

مجھے اس ملک سے جانے پر عرصہ دراز گزر گیا۔لیکن آج میری بیوی نے کہا کہ بازار جاؤ اور گھی لے آؤ۔اسی لئے جب میں بازار گیا تو تیز آندھی کے جھکڑ چلنے لگے، میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔اور جب آنکھیں کھولیں تو خود کو اس جگہ دیکھا پس بوڑی عورت نے کہا کہ تیرا آنا محض حضرت صدیقؓ کی توجہ سے ہوا ہے کیونکہ ہوا کا مخزن ان کے حکم کے تحت ہے۔اور بندگی میاں شاہ نظامؓ کے لئے زمین طے ہوجاتی تھی۔ایک وقت حضرت شاہ نظامؓ مغرب کی نواح میں بطریق سیاحت گئے ہوئے تھے، ایک فقیر حضرتؓ کے ساتھ تھا۔یکا یک حضرتؓ سے ایک قدم پیچھے رہ گیا تو چھ مہینے کا عرصہ گزرنے پر دائرہ کو آیا اور جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات اور انسانوں کا ایک بہت بڑا لشکر دیا گیا تھا، اسی طرح حضرت مہدیِ موعودؑ کو ملائکہ سے مدد دی گئی تھی۔اسی طرح کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپؑ کے داہنے اور بائیں رہا کرتے تھے۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی اندھے کو بینا کردیتے اور کوڑھ اور جذام والوں کو اچھا کردیتے ، اور مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے اور حضرت خاتم ولایتؑ نے بہت سے لوگوں کو جو دیدار حق میں اندھے تھے، صاحب دیدار بنادیا۔ایسے اندھوں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے۔اور ان کو بڑا عذب ہوگا۔ان کے کان ہیں لیکن وہ سنتے نہیں اور ان کو آنکھیں ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں۔(سورہ اعراف) اس حکیمؑ روحانی نے بہت سے باطنی امراض اور روحانی علتوں کا علاج کیا ہے۔اور روحانی علتیں کوڑھ اور جسمانی جذام سے دو وجہ سے بڑھ کر ہیں کیونکہ ان بیماریوں کا اثر جسموں پر ہوتا ہے۔اور جسم کا نقصان روح کے نقصان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔جسمانی بیماریوں کو جسمانی اطباء جانتے ہیں۔ارواح کی علتوں کو حکماء روحانی جانتے ہیں۔اور اس امام ربانی اور افسر حکمائے روحانی نے بہت سے دل کے مریضوں کو درست کردیا۔اور جو کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ کرسکے آپؑ نے وہ کام کردکھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کو زندہ کردینا میرے لئے آسان کام ہے لیکن جاہلوں کو سمجھانا نہایت مشکل کام ہے، پس حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں بہت سے جاہل جو آپؑ سے مقابلہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ایک ہی دن میں دانا ہوگئے خراسان کے علاقے میں سانپ ڈسے ہوئے مردے جو تعداد میں تقریباً ۴۰ افراد تھے تمام کو آپؑ نے زندہ کردیا۔بلکہ آپؑ کے بعض اصحابؓ نے بھی مردوں کو زندہ کردیا تھا چنانچہ میاں بھیکؒ کا قصہ مشہور ہے۔اور حضرت تشریف اللہؓ نے بھی راجہ کی بیٹی کو زندہ کردیا تھا۔اور بندگی میاں سید عبدالوہابؒ کی دعا سے ان کا بھتیجا میاں سید راجہ محمدؒ زندہ ہوگیا۔اس گروہ مبارک کے بہت سے لوگوں نے مہدیِ موعود علیہ السلام کے صدقے سے مردوں کو زندہ کردیا ہے۔حضرت میراں سید محمودؓ نے سورج کو جو غروب ہوگیا تھا، پھر لوٹا دیا۔اور آپؓ کی توجہ سے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے صحابہؓ نے کامل قدرت اور توانائی حاصل کی۔نقل ہے کہ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت صدیقِ ولایتؓ کو علمائے احمد آباد نے خاتم ولایت کے

ثبوت کے لئے طلب کیا تھا۔اوراس وقت آپؑ کے ساتھ چالیس کامل فقیر بھی تھے اس وقت تمام عالموں نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ ہم سب باتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔لیکن ایک بات میں شک ہے؟ فرمایا وہ کیا بات ہے! ان لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں میں کرامت نہیں ہے۔فرمایا اگر تم لوگ سید محمد جونپوری (کی مہدیت کا) اقرار اور تصدیق کرتے ہو تو اسی وقت دیکھ لو کہ یہ چالیس فقراء جو تمہارے سامنے ہیں، ان لوگوں سے جس پیغمبرؑ کا معجزہ چاہو دیکھ لو۔پس سب کے سب خاموش ہو گئے۔الغرض جو فضیلت امام مہدی علیہ السلام کو حاصل ہے، اُمت محمد علیہ السلام میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔

تیسری فصل۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے خصائص کے بیان میں

نقل ہے کہ ایک شخص نے محمد بن سیرینؒ سے جو جلیل القدر تابعین میں سے تھے پوچھا کہ مہدیؑ افضل ہیں یا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔فرمایا کہ ہر دو سے مہدی علیہ السلام افضل ہیں۔اور فرمایا کہ وہ تو بعض انبیاءؑ سے بھی افضل ہیں۔حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے اس مضمون کو کتاب فتن میں درج کیا ہے۔اور عوف ابن منبہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم ذکر کر رہے تھے کہ اس اُمت میں ایک خلیفہ مبعوث ہوگا۔اس کے مقابلے میں ابوبکر وعمر افضل نہ ہوں گے اور امام عمر دارانی نے اس مضمون کا اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔اگر اس سلسلے میں تو سوال کرے کہ مہدی علیہ السلام ابوبکرؓ وعمرؓ سے کس دلیل کی وجہ سے افضل ہوں گے۔حالانکہ ان اصحابؓ کی افضلیت پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے خدا کی قسم ہے کہ سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا کسی شخص پر بھی نبیوں کے بعد؟ یعنے خدا کی قسم انبیاءؑ کے بعد آفتاب نہ تو کسی پر طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا جو ابوبکرؓ سے افضل ہو۔میں کہتا ہوں کہ اجماع اُمت صرف اس بات پر ہوا ہے کہ وہ (حضرت ابوبکرؓ) اپنے زمانے کے دنیا والوں پر فضیلت رکھتے تھے۔اور آپ (ابوبکرؓ) تمام دنیا والوں پر فضیلت نہ رکھتے تھے۔اور معنے ظاہر ہیں کہ لفظ ماطلعت کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس ماضی سے مستقبل مراد نہ لینا چاہیئے۔اور مہدیؑ کے آنے کا زمانہ وسط اُمت ہے۔اور ابوبکرؓ وسط میں نہ تھے۔پس مہدیِ موعود علیہ السلام اس حدیث کے تحت داخل نہ ہوں گے۔پس مرتبۂ ابوبکرؓ، مہدی علیہ السلام سے افضل نہ ہوگا، اور اس قول کی تائید ارشاد حق تعالیٰ سے ہوتی ہے۔فرماتا ہے۔خدا نے آدمؑ اور نوحؑ اور خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمرانؑ کو تمام جہاں کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔(آل عمران)۔اگر اس سے مراد تمام عالم لیا جائے گی۔یہ جائز نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ ''عالمین'' سے مراد ان کا زمانہ ہے نہ کہ جمیع ازمنہ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اور جب ملائکہ نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا ہے اور ساری دنیا کی عورتوں میں پاک بنایا اور برگزیدہ کیا ہے۔(آل عمران) اس جگہ بھی دنیا بھر کی عورتیں مراد نہیں ہیں۔بلکہ عہد بی بی مریمؑ کی عورتیں مراد ہیں۔اگر دنیا بھر کی عورتیں مراد لی جائیں تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عائشہ صدیقہؓ اور فاطمۃ

الزہراؓ بی بی مریمؑ کوفضیلت دینالازم ہوجائے گا،حالانکہ خدیجہؓعائشہؓ اورفاطمہؓ بی بی مریمؑ پرفضیلت رکھتی ہیں۔پس اس مضمون کوسمجھ اور جان لے کہ جوحدیثیں مہدی علیہ السلام کے حق میں نبی علیہ السلام کی طرف سے وارد ہیں ایسی حدیثیں ابوبکراورعمر رضی اللہ عنہما کے حق میں نہیں ملتیں۔سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مہدیؑ خاص امام ہیں جوخلق کودعوت دیتے ہیں حکم حق سے بغیر کسی واسطے کے اوراس دلیل قطعی کی بناپر جس کا آپؑ مشاہدہ اور معاینہ کرتے ہیں۔حالانکہ تمام اولیاء مخلوق کودلیل اورحدیث کے ذریعہ دعوت حق دیتے ہیں پس ایسی فضیلت کسی ولی کوحاصل نہیں۔سوائے حضرت مہدیِ موعودؑ کے پس معلوم ہوا کہ مہدیِ موعودعلیہ السلام حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہیں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مخلوق کودعوت دینے کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔اے محمدﷺ کہہ دیجئے یہ میراراستہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر میں بھی اوروہ بھی جومیری اتباع کرتا ہے(سورہ یوسف)۔پس مہدی علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تمام اُمت سے بڑھکر ہیں۔کیونکہ پیغمبر خداؐ نے آپؑ کے حق میں فرمایا ہے مہدی میری پیروی کرے گا اور میرے قدم بقدم چلے گا۔اورکوئی خطانہ کرے گا۔اس حدیث کے مضمون سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مہدی تونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہونگے۔اوران کے سارے کام اللہ تعالیٰ اوررسول اللہ علیہ السلام کی جانب سے ہونگے۔اوروہ جوحکم دیں گے اللہ تعالیٰ سے معلوم کرکے ہی دیں گے اوروہ جوکچھ فرمائیں،شرع حقیقی محمدیؐ وہی ہوگی۔

اوراگرفرض کروکہ خاتم الانبیاءؐ اورخاتم الاولیاءؑ ایک ہی زمانے میں ہوں۔اورجبرئیلؑ کاوحی لانا موقوف کردیا جائے ایسی حالت میں امام مہدی علیہ السلام جوکچھ حکم کریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہی حکم فرمائیں گے۔کیونکہ مہدی معصوم عن الخطاء ہیں۔اورقیاس اوراجتہاد کرنے والے نہیں ہیں۔اورآپؑ کوقیاس اوراجتہاد کی ضرورت کیوں پڑے گی آپؑ کوتوہر آن خدائے تعالیٰ سے نئی تعلیم ہوتی تھی۔اورآپؑ کا حال،مطابق فرمان رسول مقبولؐ ہوگا۔جیسا کہ آیت قرآن ہے۔وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگریہ کہ وحی الٰہی کے مطابق بولتے ہیں۔اورجملہ اولیاء محفوظ عن الخطاء نہیں ہیں۔سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ،کی شان میں فرمایا کہ تم خطا بھی کرتے ہواوردرست بھی کہتے ہو۔اورجب حضرت ابوبکرؓ سے کلالہ کامسئلہ پوچھا گیا توآپؓ نے فرمایا میں اپنی رائے سے کہتا ہوں۔اگردرست ہوتو منجانب خدااوررسولؐ ہے اوراگرغلط ہوتو میری طرف اورشیطان کی طرف سے ہے۔اورخدااوررسول خطا سے پاک ہیں۔اب معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ اوردوسرے اصحابؓ معصوم نہیں ہیں۔اورمہدیؑ کی عصمت تومنصوصی ہے۔اورجومعصوم ہے وہ غیر معصوم سے افضل ہوگا۔اوردوسری بات یہ ہے کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے۔چنانچہ رسولؐ نے فرمایا ہے آپؑ کے بارے میں جیسا کہ ثوبانؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا کہ جب تم کالی جھنڈیوں کودیکھو جوخراسان کی طرف سے آئی ہیں پس ان میں آؤ چاہے تم کوبرف پر

سے رینگنا پڑے۔ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے۔ فارسی کا ترجمہ روایت کی گئی ہے کہ ثوبانؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جس وقت تم سادات کے جھنڈے دیکھو خراسان کے حدود میں نمودار ہوں گے، پس ان جھنڈوں میں آجاؤ۔ اور مشقت برداشت کرو چاہے تمہارے جانے کے راستے میں برف ہی کیوں نہ ہو، بے شک اس میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہوگا۔ یہ بشارت حضرت ابوبکرؓ کے حق میں نہیں ہے کیونکہ وہ صحابہؓ کے اتفاق سے رسول اللہؐ کے خلیفہ تسلیم کیئے گئے نہ کہ حکم رسول اللہؐ سے۔ اگر رسول علیہ السلام ان کی خلافت کی صراحت فرمادیتے تو انصار خلافت کی مخالفت نہیں کرتے اور یوں نہیں کہتے۔ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، پس حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے تمسک کیا آپ نے فرمایا ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں ٹھیک طور پر نہیں رکھی جاسکتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدیؑ کو دافع ہلاکت اُمت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبیؐ ہے میری اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جب کہ اس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور میری اہل بیت کے مہدیؑ درمیاں میں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مہدیؑ دین کو کمال تک پہنچائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا مہدیؑ ہم میں سے ہوں گے، یا ہمارے غیروں میں سے حضرت رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ (مہدیؑ) ہم (اہل بیت) میں سے ہونگے اللہ تعالیٰ ان پر دین اسی طرح ختم کرے گا جس طرح اس کو ہم سے شروع کیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ مہدی خاتم اولیاء ہیں چنانچہ ان کے بارے میں حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے اشعار فرمائے ہیں۔

(۱) آگاہ ہو جاؤ خاتم الاولیاء موجود ہونگے
امام العارفین کی ذات فقید المثال ہوگی
(۲) وہ سید مہدیؑ آل احمدؐ سے ہے
وہ ہندی تلوار ہے جب کہ ظاہر ہو
(۳) وہ آفتاب ہے جو ہر بادل اور تاریکی کو دور کرے
وہ موسم بہار کی بارش ہے جو خوب برسے گی

حاشیہ تعریف مذکور ہے کہ جس طرح خاتم الانبیاءؑ تمام نبیوں سے افضل ہیں اسی طرح خاتم الاولیاءؑ سب ولیوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے خاتم ہیں۔ اور وہ خدا کی مخلوق میں سب سے بڑھکر دانا ہیں اس اُمت میں۔ فصوص میں لکھا ہے کہ انبیاءؑ اور رسل میں کوئی ایسا نہیں ہے جو خاتم الرسل کے طاقچہ سے فیض نہ لیتا ہو۔ اور اولیاء میں

سے کوئی ولی ایسا نظر نہیں آتا جو خاتم الاولیاءؑ کی مشکات سے فیض نہ لیتا ہو۔فصوص کے حاشیہ میں ہے کہ تمام رسول، خاتم الرسلؐ سے علم حاصل کرتے ہیں اور خاتم الرسلؐ اپنے باطن سے علم حاصل کرتے ہیں۔اس حیثیت سے کہ وہ (باطن) خاتم الاولیاء ہے دوسری بات یہ ہے کہ اہل اُمت نے اسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ کا آنا رسول اللہ صلعم کے دین کی نصرت کے لئے ہے۔اخبار متواترہ سے ثابت ہے فرض کرو کہ اگر مہدی علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ظاہر ہوتے تو ابوبکرؓ ان کے تابع ہوتے یا نہیں اگر تو یہ کہتا ہے کہ ابوبکرؓ مہدی علیہ السلام کے تابع ہوتے تو ٹھیک ہے اگر تو نے یہ کہا کہ ابوبکر تابع نہ ہوتے، تو ہم تیری بات کو نہیں مانیں گے کیونکہ مہدی علیہ السلام کی بعثت اخبار متواترہ سے ثابت ہے۔اور وہ نبی علیہ السلام کے تابع تام ہیں اور وہ خاتم ولایت محمدیہ ہیں۔اور وہ مخصوص ہیں نبی علیہ السلام کی دعوت کے لئے۔جیسا کہ حدیثوں میں مذکور ہے۔پس ابوبکرؓ ان کے تابع کیونکر نہ ہونگے لیکن دو خلیفے ایک زمانے میں جمع نہ ہوں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو خلیفوں کی بیعت وقت واحد میں لی جائے تو دوسرے کو قتل کردو۔دوسری بات یہ ہے کہ مہدیؑ امام خاص اور خلیفہ رسول اللہؐ ہے بحکم الٰہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن شریف میں) فرمایا ہے۔جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے آزمایا چند کلمات کے ذریعہ ابراہیمؑ نے ان کو مکمل کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے انسانوں کا پیشوا بنادیا ہے۔عرض کیا کہ میرے فرزندوں میں سے بھی ایک کو عوام کا امام بنادیجئے جیسے کہ آپ نے مجھے امام بنایا ہے ارشاد ہوا۔میرا وعدہ ظالم نہیں پائیں گے یعنے خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے فرزندوں میں سے ایک کو امام بناؤں گا۔لیکن میرے وعدہ کا فائدہ (اُمتِ محمدؐ کے) ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔دوسری بات فصوص میں یہ ہے کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں لتھڑ رہے تھے اور محمدؐ نبی ہو چکے تھے۔اسی طرح خاتم الاولیاءؑ۔ولی ہوگئے تھے اور آدمؑ ابھی پانی اور مٹی ہی میں تھے۔دوسری بات فصوص میں یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاءؑ خاتم الانبیاءؑ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونگے، اسی طرح تمام اولیاء، خاتم الاولیاءؑ کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں گے دیگر یہ کہ تفسیر مدارک میں آیت کریمہ ''پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی، اور جن کو ان کے گھروں سے نکالا گیا'' کے تحت لکھا گیا ہے کہ ہجرت تو آخری زمانے میں ہونے والی ہے جیسا کہ ہوئی تھی ابتدائی اسلام میں۔پس جس نے تصدیق کے بعد مہدیؑ کے ساتھ ہجرت نہیں کی اس پر نفاق کا حکم کیا گیا ہے البتہ صرف وہ شخص جو ہجرت کرنے سے معذور ہو۔

دیگر یہ کہ مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے اس عہدہ پر مامور کیا ہے کہ میں تمام مومنوں کی تصحیح کروں جو میرے سامنے تھے اور جو میرے بعد ہوں گے قیامت تک۔میں ہر ایک کو جانتا ہوں کہ اس نے میری مشکات سے کتنا فیض حاصل کیا ہے۔

نقل ہے کہ جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہے۔اور نیکی میں میری مدد کرتا ہے۔اسی طرح مہدی علیہ السلام کا،فرمودہ ہے پس معلوم ہوگیا کہ یہ خصوصیات اُمت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سوائے مہدیؑ کے کسی میں بھی نہیں پائے گئے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

چھوتھی فصل۔آنحضرت کے حلیہ کے بیان میں

اے تقویٰ رکھنے والے مصدق،اے تلاش کرنے والے دیندارائے بطحٰی و یثرب کے شہنشاہ کے فرمانبردار،اے شہنشاہ عجم کی تصدیق کرنے والے۔اے امت کی ہلاکت کے دفع کرنے والے کے مطیع اور مہدیؑ محترم کے مرید۔تو یہ معلوم کر کہ صورت مہدیؑ خاتم الانبیاءؑ (کی صورت کے) جیسی اوران کی سیرت خیر البرایاءؑ کی سیرت کے مثل تھی۔چنانچہ مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر بندہ،مصطفیٰؐ اور ابراہیمؑ ایک زمانے میں ہوتے تو لوگوں کو ہم میں تمیز نہیں ہوسکتی۔ان کا پرنور چہرہ چاند کی طرح چمکتا جگمگاتا ہوا،عنبر کی خوشبو رکھنے والے بال سنبل کی طرح پیچیدہ و تابندہ،جسم اطہر کا پسینہ خوشبودار مانند سنبل و ریحان،کشادہ پیشانی،اونچی ناک،ان کی آنکھیں بڑی اور گوشہ دار،جیسے بنی اسرائیل کی آنکھیں ہوتی ہیں اوسط درجہ کا قد نہ پست نہ لانبا،ایسا سیدھا کہ سرو آزاد شرماجائے صنوبر شوشمشاد کے لئے باعث رشک آپؐ کی پرنور سیاہ آنکھیں،سیاہ،سفیدی مائل بہ سرخ چمکدار چاند کی طرح روشن تھیں۔سیدھے گال پر ایک سیاہ تل تھا۔پلکیں لمبی لمبی،دانت کشادہ تھے۔داڑھی گھنی گال سرخ تھے۔رخسار نرم،ہاتھی دانت سے زیادہ صاف جیسی گردن صاحب معراج کی تھی سر قدس بڑا،ہڈیاں چوڑیں ابروَ مقدس کشادہ،کندھے کشادہ اور ہتھیلیاں اور سینہ دراز انگلیاں لانبی،پیٹھ پر مہر ولایت۔

پانچویں فصل۔شریعت محمدیؐ کے اتباع میں پاس ولحاظ

بزرگان دین سے منقول ہے کہ ایک دن ملادرویش ہروی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کی کہ میرا حال بہت ابتر ہے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا کہ فدوی کو شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ مہدیِ موعودؑ ہیں یا نہیں۔فرمایا لفظ مہدی ایک طرف رکھ دو۔اس کے بعد دیکھو مہدی کی باتیں قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں،عرض کیا کہ ہاں جو کچھ میں یہاں سنتا ہوں کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے مطابق پاتا ہوں۔فرمایا جاؤ کلام خدا اور فرمان مصطفیٰ علیہ السلام پر عمل کرو۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے شیخ صدرالدین سے فرمایا کہ بندہ کو قبول کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے۔کیونکہ میں کوئی نئ

شریعت نہیں لایا ہوں میرا عمل انہیں احکام پر ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان شریعت محمدی کی پیروی میں کوئی فرق نہیں ہے۔کلمہ پڑھنے نماز روزہ حج وزکوٰۃ کی ادائی میں ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔اور جس طرح تم کو چار عورتوں سے زیادہ جائز نہیں ہے میں بھی جائز نہیں رکھتا ہوں۔لیکن مجھے حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ تو مہدیِ موعودؑ ہے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ شرائع ماضیہ کے احکام میں تغیر اور تبدل کے باوجود ایمان لائے۔نقل ہے کہ آپؑ کے ایک صحابیؓ نماز کی ایک رکعت گزرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوئے جیسے ہی امام نے ایک سلام پھیرا اُٹھ کھڑے ہوئے۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عجلت کیوں کی۔اگر امام پر سہو ہوتا، تو تمہاری نماز تباہ ہو جاتی۔عرض کیا کہ مجھے اس معاملے میں کشف ہو چکا تھا کہ امام پر سہو نہیں ہے۔فرمایا اس کو کشف نہیں کہنا چاہیئے کہ اس میں شریعت مصطفےٰؐ کی رعایت نہ رکھی گئی ہو۔فرمایا تمہاری معلومات چولھے میں پڑیں کہ تم نے خلاف شریعت محمدیؐ کیا ہے۔نماز لوٹاؤ۔نقل ہے کہ حضرت خاتم ولایتؑ اتباع شریعت محمدیؐ کا بڑا پاس ولحاظ رکھتے تھے اپنی ازواج کی نوبت (باری) کا بڑا خیال رکھتے تھے۔اور وقت معلوم کرنے کے لئے اپنے آنگن میں میخ نصب کی تھی۔اور یوم وصال کا واقعہ یہ ہے کہ بخار کی شدت تھی آپؑ بی بی بونؓ کے گھر میں تھے۔جب بی بی ملکانؓ کی نوبت آئی۔فرمایا مجھے بی بی ملکانؓ کے گھر لے چلو اس وقت بعض اصحابؓ اور بی بی ملکانؓ بھی حاضر تھے (ان لوگوں نے) عرض کیا کہ حضرت کو شدت کا بخار ہے اس لئے یہیں تشریف رکھیں۔ یہاں تو بوریا بھی ہے اور وہاں کچھ بھی نہیں ہے اور بی بی ملکانؓ نے عرض کیا کہ میں اپنی باری بخش دیتی ہوں۔فرمایا تم نے اپنا حق بخش دیا۔ لیکن حدود شرع محمدیؐ کا لحاظ رکھنا، عین حکم خدا ہے کون ایسا ہے جو اس کو بخش دے۔پھر بھی اصحابؓ نے نہایت انکسار سے عرض کیا تو فرمایا ہمارے بھائی ہماری رعایت تو کرتے ہیں مگر شریعت محمدؐ کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔الحاصل بڑی تکلیف سے بی بی ملکانؓ کے گھر میں آ گئے۔

چھٹی فصل۔آنحضرتؑ کے ناموں کے بیان میں

اگر چہ کہ آنحضرتؑ کے نام بے شمار ہیں۔لیکن چند نام مشہور ہو گئے ہیں سید محمد، ابوالقاسم، اسد العلماء، سید الاولیاء، سید مبارک، مراد اللہ، خلیفۃ اللہ، عبد اللہ۔آپؐ کا اصلی نام عبد اللہ ہے کیونکہ آپؐ اسم ذات باری تعالیٰ کے مظہر ہیں۔اور صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اس سے مراد محمدؐ ہے اس میں ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چہ اُمت میں بے شمار لوگ یہ نام رکھتے ہیں لیکن مہدی کو جو شرافت اور کرامت ہے کسی کو نہیں ہے۔لفظ یواطی سے اشارہ اسی طرف ہے کہ جس طرح رسول اللہؐ تمام رسولوں کے قائم مقام ہیں مہدیؑ بھی یہی مرتبہ رکھتے ہیں۔اب تجھے عذر بتاتا ہوں کہ

اسم محمد کے عدد ۳۱۳ ہوتے ہیں اس ترتیب سے۔میم (۹۰) ح (۸) میم (۹۰) د (۳۵)، جملہ ۳۱۳۔اسی سبب سے امام محی الدین اعرابیؒ نے فصوص میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیاءؐ اور خاتم الاولیاءؑ علم میں مساوی ہیں اور خاتم الاولیاءؑ۔نے فرمایا ہے کہ جو کچھ رسالت پناہؐ کا ذکر ہے ذکر بندہ بھی ہے۔اسی وجہ سے قرآن میں صراحت کے ساتھ ان کا نام نہیں آیا ہے۔کیونکہ دونوں محمدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

بارھواں باب

ذکر بشارات آنحضرتؐ درحق اولیاء پیشین

نقل ہے کہ ایک روز حضرتؐ کے سامنے صدیق اکبراور حیدر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا ذکر آیا۔فرمایا ابوبکرؓ کے مرتبہ کو ملحوظ رکھ کر علیؓ کا فضل جو چاہو بیان کرو۔فرمایا معاویہؓ نے اجتہاد میں خطا کی اور حق علیؓ کی جانب تھا۔طرفین سے شہید ہونے والوں میں جو اصحاب رسولؐ تھے وہ ناجی ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ علی کے تابع ناجی اور معاویہؓ کے تابع ہالک۔اہل تسنن کے مجتھدوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دین کے پہلوان تھے۔اور نبیؐ کے دین میں بہت کچھ موشگافی کی ہے یعنے شرعی مسائل کی تحقیق کی ہے۔اور یہ بھی فرمایا یہ لوگ حق تعالیٰ کے طالب تھے ان کے اقوال اور افعال حق کے لئے تھے۔اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی زبانوں سے سخن راست جاری ہوئے۔تا کہ بندے کے کلام کے شاہد ہو جائیں۔نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک شرعی مسئلہ پوچھا۔اس کو جواب دیگر فرمایا کہ مجھ سے وہ مسئلہ پوچھو جس کے انکشاف کے لئے میری بعثت ہوئی ہے اور مسائل شرعیہ کو اُمت محمدیؐ کے مجتھدوں اور مفسروں کے اجتہادات سے حاصل کرو۔کہ ان کی تحقیق بھی بہتر ہے۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا امام اعظمؒ کا ایمان کمال کو پہنچ چکا تھا۔اس لئے وہ کہا کرتے تھے کہ ایمان نہ تو گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے چاروں اماموں میں (حضرت امام اعظمؒ) کی تعریف کی ہے اور آپؒ کی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔اور اکثر عملیات و اعتقادات امام اعظمؒ حضرت مہدی محترم علیہ السلام کے موافق ہیں۔اور امام شافعیؒ کی بھی تعریف کی ہے اور امام شافعیؒ کے بعض مجتھدات حضرت مہدی علیہ السلام کے بعض اعمال کے مطابق ہیں۔ایک روز بیت الحرام میں حضرت امام محترمؑ نے دیکھا کہ شافعی لوگ بسم اللہ اور آمین زور سے کہتے ہیں۔اور حنفی لوگ سری طور پر ادا کرتے ہیں اسی قوت ہر دو بزرگوں کی ارواح حاضر ہوئیں اور اپنے راویوں کا سلسلہ حضرت رسول علیہ السلام تک پہنچا دیا، اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے دونوں کے عمل کو صحیح اور ثابت رکھا۔ایک دن فرمایا کہ ہمارے بھائی جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں، بلیغ جدو جہد اور بڑی مشقت کر کے اس عالم سے اپنا ایمان سلامت لے گئے اگر ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہماری قدر جانتے۔اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہم تمہیں مفت مل گئے ہیں اور فرمایا ہر نعمت مشقت کے بدلے ملتی ہے۔اور ختم ولایت کی نعمت ایسی ہے کہ اس کا کوئی معاوضہ نہیں ہوسکتا۔اگر ہزار ہزار بار اپنی جان قربان کریں، اور ہزار ہزار مشقت گوارا کریں اور فیض ختم ولایت محمدیؐ سے ایک ذرہ مل جائے تو سمجھو کہ مفت ملا ہے۔فرمایا ہمارے بھائی قریب ترین راستہ چھوڑ کر دور دراز کے راستے سے گئے۔اور اپنا مقصد حاصل کیا۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ نزدیک کا راستہ کونسا

ہے اور دور کا راستہ کونسا ۔؟ فرمایا وہ راستہ جو شرع محمدی کے موافق ہے خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے نزدیک کا راستہ ہے۔ اور وہ بے اختیاری ہے۔ ان لوگوں نے اپنے اختیار سے عمر بھر کے روزے رکھے، اور جو مباح چیز ہے اس کو ترک کر دیا اور کئی سال تک کنویں میں سرنگور ہے۔ اور بارہ سال تک معین روزے رکھے اور عمر بھر کا روزہ ترک کر دیا اور وہ توکل ہے اللہ پر۔ خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اس کو خود اللہ تعالیٰ کافی ہو جاتا ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز کسی نے حضرت میراںؑ سے عرض کیا کہ اہل تسنن کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ دیدار الٰہی جائز ہے۔ عرض کیا کہ صوفیائے کرام یعنے اولیاء اللہؒ کہتے ہیں کہ دیدار الٰہی اس عالم میں جائز ہے۔ فرمایا ہم نے خدا کے دیکھنے والوں کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور تم اندھوں کی طرف ہو جاؤ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؑ نے اس عبارت میں فرمایا کہ ہم صوفی لوگوں کی طرف ہو گئے ہیں اور تم ان لوگوں کی طرف ہو جاؤ جو اس عالم میں دیدارِ خدا کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی خدمت میں بایزیدؒ، ابراہیم ادھمؒ، شبلیؒ، عبدالقادرؒ اور سنجر قاضیؒ و عبدالخالق غجد وانیؒ اور ابوسعید ابوالخیرؒ کی ارواح حاضر ہوئیں بڑی آرزو ظاہر کی کہ اگر ہم حضرت کے زمانے میں موجود ہوتے تو ولایت مقید کے فیض سے بہرہ حاصل کرتے، فرمایا تم بھی اچھے ہو اور اس گروہ میں داخل ہو۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد از سابقان لاہوتی ہیں جو ذات کی تجلی کو پہنچ چکے ہیں۔ ثلثہ من الاولین سے مراد وہ جماعت ہے جو خاتم الانبیاءؑ کے بعد سے خاتم الاولیاءؑ کی بعثت تک ظہور میں آئی چنانچہ بایزید و ابراہیم ادھم، جنید، شبلی رابعہ بصری، رحمتہ اللہ علیہم اور خاتم الاولیاءؑ کی بعثت کے بعد چند اشخاص ہونگے چنانچہ سید محمودؓ و سید خوندمیرؓ۔ نقل ہے کہ ایک روز فراہ میں کسی شخص نے ولایت پناہ سے پوچھا کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بارہ سال سے میں بایزید کو ڈھونڈ رہا ہوں لیکن میں اسے پا تا نہیں ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ڈھونڈ ھنے والا بھی درمیان میں نہوتا تو بہتر تھا۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص نے حضرتؑ سے عرض کیا ایک رات بایزیدؒ کے گھر میں ایک چور آ گیا۔ حضرت بایزیدؒ نے اس کے راستے میں اپنا جبہ ڈال دیا کہ چور تک اس گھر سے محروم نہ جائے اور ایک روز حضرت بایزیدؒ کا گزر ایک گلی سے ہوا، جہاں مئے خانہ بھی تھا۔ ایک طنبورہ بجانے والا، طنبورہ بجار ہا تھا۔ اسے سنتے ہی حضرت بایزیدؒ وجد میں آ گئے۔ اپنی بے ہوشی کے عالم میں طنبورے پر گر پڑے وہ طنبورہ ٹوٹ گیا۔ طنبورہ بجانے والا غصہ میں آیا اور طنبورہ حضرت بایزیدؒ کے سر پر مارا اسکے باوجود حضرتؒ نے اس کی دلدہی کی اور اس کا طنبورہ بنا کر اسے دے دیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بایزیدؒ کامل (ولی اللہ) تھے۔ لیکن اے شخص ان کے بارے میں تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بات رسول اللہؐ کی شریعت کے خلاف اور قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بر اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور حد شریعت توڑنے کے معاملے میں تعاون نہ کرو ایک روز کسی نے حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا

کہ عین القضاۃ ہمدانی میرے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو۔ کہکر مردے کو زندہ کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھ اللہ کے حکم سے کہتے تھے۔ فرمایا جس جگہ ''اذن اللہ'' کہا جائے وہاں ''اذنی'' کہنے کی حاجت کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو چکے تھے۔ اسی لئے انہوں نے حکم کی اپنی طرف نسبت نہ کی اور عین القضاۃ کی ہستی باقی تھی اس لئے انہوں نے اپنی طرف نسبت کی حضرت مہدی علیہ السلام نے شیخ عربیؒ کے بارے میں فرمایا کہ وہ پہلوانِ توحید تھے۔ اور فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے لوح محفوظ کو دیکھ کر اپنا قلم تر کیا ہے۔ کسی نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے کہا کہ محی الدین ابن عربیؒ فرعون کو نجات حاصل کرنے والا کہتے ہیں۔ فرمایا دو پہر کے وقت ان کا گزر دوزخ پر سے ہوا، فرعون اور اس کے ساتھیوں کو دوزخ میں نہیں دیکھا۔ اس لئے کہہ دیا کہ وہ ناجی ہے۔ ان کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (فرعون اور اس کے ساتھی) آتش جہنم کے سامنے صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ (سورۂ مومن)۔ خدا نے اس کو دنیا اور آخر کے عذاب میں پکڑ لیا (سورہ نازعات) ایک شخص نے میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ محبوب سبحانیؒ نے فرمایا ہے کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے پھر اس نے کہا کہ شیخ صنعان نے ان کے دعوے کی تردید کی۔ فرمایا عبد القادرؒ کامل اور اپنے زمانے کے صاحب الزماں تھے۔ لیکن بہتر یہ ہوتا اگر وہ فرماتے کہ اولیاء اللہ کے قدم میری گردن پر ہیں۔ شیخ صنعان نے جب ان کے دعوے کو رد کیا تو سوروں کے پاؤں ان کے کاندھے پر آ گئے۔ نقل ہے کہ منصورؒ کے بارے میں فرمایا وہ مظلوم ہیں اور قاتلوں پر گناہ بھی نہیں ہے۔ فرمایا اگر ہمارے لوگ پڑھنا چاہیں تو مبتدیوں کو چاہیئے کہ انیس الغربا مولف شیخ نور اور مرغوب القلوب مصنفہ شمس الدین تبریزیؒ کا مطالعہ کریں۔ اور منتہی لوگ زاد المسافرین اور نزھتہ الارواح مولفا سادات حسینی کا مطالعہ کریں۔ اور فرمایا کہ شیخ سعدیؒ نے گلستان و بوستان میں عشق کے ۱۵ پارے بیان فرمائے ہیں۔ بیت حافظ شیرازیؒ

کاش اے ساقی تو پیالہ کو گردش دے اور ہم کو پلا
عشق شروع میں آسان نظر آیا لیکن (بعد میں) بہت ساری مشکلیں پڑیں
مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔
عشق شروع میں مشکل معلوم ہوا، لیکن بعد میں بہت سہل ہو گیا کسی نے عرض کیا کہ جامیؒ نے یوں کہا ہے
السلام علی تابع الھدیٰ = ہدایت کی پیروی کرنے والے کو سلام فرمایا۔ وعلیک السلام
پھر فرمایا۔ جامی جو کچھ دیکھتے وہی بات کہہ دیتے تھے۔
جامی کا شعر ہے

حریفوں نے مئی پی اور چل دیئے
مئے خانہ کردیا اور چل دیئے

آپؑ نے یہ شعرسن کرفرمایا ہے

اب بھی وہ ابرنسیاں موتی بکھیرتا ہے اورخم اورخم خانہ مہرونشان کے ساتھ موجود ہے۔فرمایا اس پیر مرد نے بڑی جلدی کی ورنہ خاص اصحاب میں شمار ہوتے۔مولانا داوٗد مصنف کتاب چندائیں کے بارے میں فرمایا کہ ملا کے دل کی آنکھ کشادہ ہوگئی تھی۔وہ لوح محفوظ میں جو کچھ دیکھتے تھے بیان کرتے تھے۔فرمایا کہ انہوں نے چندآئیں میں کلام اللہ کے پندرہ پارے بیان کئے ہیں۔میں بھی بیان کرتا، تب لوگ کلام اللہ کو چھوڑ کرانہیں چیزوں میں مشغول ہوجاتے۔نقل ہے کہ ایک روزفراہ میں میاں عبداللہ بغدادی نے حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام سے عرض کیا کہ سہروردیہ کہتے ہیں کہ نفس کی تسلی کے لئے کوئی چیز (رقم) کمر میں باندھے رکھنا چاہیئے اور چشتیہ ایسا فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی آتا ہے اسی روزخرچ کردینا چاہیئے۔حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ دونوں کا مقصود بہتر ہے۔لیکن دونوں کی باتوں میں، میں پن کی بوآتی ہے بخل واسراف ناجائز ہے۔کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہ بے جاخرچ کرتے ہیں اورنہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔بلکہ اعتدال کے۔ ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم (سورہ فرقان)۔درویشی کا کمال بے اختیاری میں ہے۔ایک روز آپؑ کے سامنے، برہان الدین غریب اورشیخ زین الدینؒ کا ذکر آیا۔فرمایا غریب کمال پر دلالت کرتا ہے۔فرمایا اس جگہ بعض ایسے اولیاء اللہ چھپے ہوئے ہیں اگر وہ اپنے آپ کو ظاہر کریں تو ساری مخلوق ان کی طرف جھک جائے گی۔اور سلطان برہان الدینؒ اور زین الدینؒ کوکوئی نہ پوچھے گا فرمایا جس طرح باپ بیٹے کے مرتبے میں ظاہری طور پر فرق ہوتا ہے اسی طرح کمال باطنی میں سید محمد گیسودراز اور سید راجو رحمتہ اللہ علیہما میں فرق ہے۔شیخ ممن کے روضہ میں جاکرفرمایا کہ ان کا نام سید محمد عارف ہے۔فرمایا سید محمد حسینی رحمتہ اللہ علیہ (گیسودرازؒ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بوآتی ہے فرمایا سید محمد (گیسودرازؒ) کو خدائے تعالیٰ نے مرشدزماں کیا تھا۔جن لوگوں نے ان سے دین کی تحقیق نہ کی وہ لوگ (خدا کے پاس) پکڑے جائیں گے۔نقل ہے کہ ایک روز کسی نے حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص نے حضرت سید محمد حسینی (گیسودرازؒ) کے سامنے کہا کہ ابن عربیؒ نے فرمایا ہے حق محسوس ہے اورخلق موہوم ہے۔آپ (سید محمد گیسودرازؒ) نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس کے برعکس ہے یعنی حق موہوم ہے اورخلق محسوس ہے اگرابن عربیؒ میرے زمانے میں ہوتے توان کوازسرنوکلمہ پڑھواکرمسلمان بناتا۔فرمایا۔سید محمد حسینی (گیسودرازؒ) ابن عربیؒ کے مقابلے میں دودھ پیتا چھوٹا بچہ ہیں۔

تیرھواں باب

تیرھواں باب فرائض ولایت کے ذکر میں اورامام اولین وآخرین کے دوسرے منقولات

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ وجودحیات دنیا کفر ہے۔ یعنے اس طرح جینا کہ جس کو ہستی و خودی کہتے ہیں۔اور مال اولاد اوراس کے متعلقات کو حیات دنیا کی متاع کہتے ہیں۔ چنانچہ عورت ،فرزند، مال حیوانات، زراعت،عمارات، کپڑے، کھانے کی چیزیں اور متعلقہ چیزیں۔اور جوشخص ان کا ارادہ کرے اوران میں مشغول ہوجائے وہ کافرہے اگرکوئی شخص (طالب دنیا) کی صحبت میں رہے یااس کے گھر جائے یااس سے محبت رکھے، وہ شخص نہ میرا، نہ محمدؐ کا، نہ خدا کا ہوگا اور فرمایا دنیا تمہارے لئے ہے اے کافرو۔اوراے ناقص مومنو، عقبیٰ تمہارے لئے ہے۔مولی تعالیٰ میرے لئے اورمیری پیروی کرنے والوں کے لئے ہیں۔یہ بھی فرمایا کہ دنیا تمہارے لئے عقبیٰ تمہارے لئے مولا تعالیٰ میرے لئے اور میرے پیرو کے لئے نیز فرمایا تم کو بھوجن ہم کو پیو۔نقل ہے کہ ایک روز شہر نہر والہ میں حضرت میراں علیہ السلام نے آیت شریفہ جوشخص حیات دنیا کا طالب ہو''یعنے جوشخص ان صفات کا حامل ہو،اس کو آخرت میں سوائے دوزخ کے کچھ نہیں ملے گا۔ بیان کررہے تھے اور لفظ من (جوکوئی) کو عام انسانوں کے لئے قرار دیا۔اس وقت ملا رکن الدین نے عرض کیا مفسرین نے اس من (جوکوئی) کو کافروں کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔فرمایا جولوگ بھی ایسی صفت رکھتے ہیں کافر ہیں پس ملا نے کہا بادشاہ قاضی اورتمام ملا اس صفت سے موصوف ہیں۔فرمایا خدائے تعالیٰ نے''جوکوئی'' فرمایا ہے ہم بھی''جوکوئی'' کہتے ہیں۔کسی کا نام اس کے ساتھ نہیں جوڑتے اس نے کہا کہ یہ صفت تو مجھ میں بھی موجود ہے۔فرمایا مسلمان میں یہ صفت کیونکر ہوسکتی ہے۔پھراس نے وہی بات کہی۔فرمایا تم رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھتے ہو تم میں یہ صفت کیسے ہوسکتی ہے۔اس نے کہا مجھ میں یہ صفت موجود ہے۔فرمایا اگر تجھ میں یہ صفت موجود ہے تو اس کا اقرار بھی کرتا ہے تو تجھے خدائے تعالیٰ کافر کہتا ہے میاں مصطفیٰ سے منقول ہے کہ جب حضرت مہدیِ موعودعلیہ السلام مانڈو آئے ،اور چند حجرے تیار کئے۔اور حضرت میراں علیہ السلام ایک حجرے کے اندر تشریف فرماتھے۔ایک شخص آپؑ کی خدمت میں آیا اور کوئی چیز پیش کی۔فرمایا اس حجرے کو ڈھادو۔کیونکہ اس میں سب سے پہلے دنیا کی چیز آئی۔نقل ہے کہ ایک روز چند مہاجرینؓ نے حضرتؑ سے پوچھا۔اگر کوئی شخص خدا پر (متوکل) نہ رہ سکے تو کیا کرے۔فرمایا ایک چیتل کا کسب کرلے پھر فرمایا بہتر یہ ہے کہ گدائی کرے کیونکہ ایک روز ایک چیتل کا کسب کرے تو دوسرے روز دو چیتل کی مزدوری کرنی چاہے گا۔فرمایا ایک چیتل یا دو چیتل کی مزدوری کرنی چاہے گا۔فرمایا ایک چیتل یا دو چیتل کی مقدار کا کسب یا گدائی یا تجارت غذا کے لئے اور ستر چھپانے کے لئے کرے(ایسا کسب) عبادت نہیں۔

اگر بھوک اور برہنگی گوارا کرے اور اس کا مقصد خدا کے سوا ہے تو ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نقل ہے کہ بی بی رابعہؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر دوست خدا پر ایک روز (کا فاقہ) گذرے تو کیا کرے۔ فرمایا اللہ پر بیٹھا رہے۔ بولا اگر دو دن گذر جائیں۔ فرمایا خدائے تعالیٰ پر بیٹھا رہے۔ بولا اگر تین دن گذر جائیں۔ فرمایا خدائے تعالیٰ پر رہے اسی طرح سات دن تک اس بات کو پہنچایا۔ بی بی رابعہؒ نے وہی جواب دیا اس کے بعد اس نے کہا۔ اگر مر جائے فرمایا۔ اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ پر واجب ہوگا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عزیمت ہے۔ بی بی رابعہؒ نے رخصت کی اجازت نہ دی کہ ایک دو چیتل کسب کرے۔ کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ رخصت بھی دین ہے فرمایا کہ دین تو عزیمت ہے۔ اگر عزیمت چھوڑ بیٹھا تو رخصت میں آجائے گا اگر رخصت سے گر جائے تو کہاں جائے گا۔ فرمایا طالب حق کے لئے خدائے تعالیٰ کے راستے میں چار حجاب ہیں دو انسان کی دسترس میں ہیں یعنے ترک دنیا اور عزلت از خلق، اور دو امکان میں نہیں ہیں یعنے نفس اور شیطان۔ پس ان دونوں کے لئے خدائے تعالیٰ سے حفاظت مانگے۔ کیونکہ دونوں پوشیدہ ہیں فرمایا اگر تجھے نمک کی ضرورت ہو تو خدا سے مانگ، جو چاہتا ہے خدا سے مانگ، لیکن لوگوں سے مت مانگ بندگی میاں دلاورؓ سے منقول ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عرس کی غرض سے خدائے تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہو تو دو مرتبہ یا تین مرتبہ ہم کھانا پکوا کر فقیروں کو کھلاتے جو دائرہ کے اندر رہتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ پر متوکل ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میاں فرید مہاجرؓ سے منقول ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی طالبِ مولیٰ ذکر خدا میں اپنے حجرے میں مشغول ہو اور کسی کی جوتیوں کی آواز آتی ہو اور اس کے دل میں یہ خیال گزرے کہ میرے لئے کوئی شخص کچھ لا رہا ہے تو وہ متوکل نہیں ہے۔ نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے تعین کو لعین (قابل لعنت) فرمایا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا دیا ہوا یہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ (سورہ طلاق) اور فرمایا روٹی کے لئے توکل کرنا، توکل میں داخل نہیں ہے روٹی دینے کا تو خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ''زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمہ ہے''۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اگر خدا کے وعدہ پر ایمان رکھے تو مومن ہوگا ورنہ کافر۔ فرمایا خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ چاہو۔ اگر مانگنا ہو تو خدا سے مانگ اگر نمک چاہتا ہے خدا سے مانگ۔ پانی چاہتا ہے تو خدا سے مانگ، اگر نمک چاہتا ہے اگر لکڑی اور کوئی بھی چیز جو تو چاہتا ہے تو خدا ہی سے مانگ، لوگوں سے مت مانگ۔ فرمایا نہ کسی سے کوئی کام نہ کسی پر بوجھ اور نہ کسی میں شمار۔ (طالب حق ایسا ہی ہونا چاہیئے)۔ فرمایا شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے خدائے تعالیٰ سے حفاظت طلب کرنا چاہیئے وہ کسی نبیؑ و رسولؑ کو نہیں چھوڑتا ہے فرمایا وہ لوگ جو مہدیؑ کو قبول نہیں کرتے جب نام مصطفیٰ ﷺ سنتے ہیں تو درود بھیجتے ہیں اگر حضرت مصطفیٰ ﷺ اس وقت تشریف لائیں اور ان لوگوں کو خدا کی وحی پہنچائیں تو اگر یہی لوگ سنگسار نہ کریں تو بندہ بڑا جھوٹا

(ثابت ہوگا)۔میاں شیر ملک مہاجرؓ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب حق ہے۔لیکن یہ لوگ کیوں مخالفت کرتے ہیں۔فرمایا اگر کوئی کسی کے محبوب کو گالی دیتا ہے تو یہ بات اس (عاشق) کو کس طرح پسند آسکتی ہے۔دنیا ان لوگوں کی محبوب ہے اور یہاں رات دن دنیا کی مذمت کی جاتی ہے ان لوگوں کو (یہ مذمت) کس طرح پسند آسکتی ہے۔اگر ان لوگوں میں قوت ہوتی تو بندے کو سنگسار کر دیتے۔نقل ہے کہ بعضوں نے کہا کہ باطنی ہجرت چاہیئے۔حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک کہ ظاہری گھروں سے ہجرت نہ کریں ہجرت باطنی حاصل نہ ہوگی لیکن ہجرت باطنی بغیر ظاہری ہجرت کے نادر ہے۔اور نادر چیز معدوم کے برابر ہے۔نقل ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت تو ایک چیتل کی دیگ خریدتا ہے تو چند بار اس کو بجا کر دیکھتا ہے۔اگر اچھی آواز آتی ہے تو خرید لیتا ہے اور ایک دام کا پیالہ خریدتا ہے تو چند مرتبہ اس کو مارتا ہے جب اچھی آواز سنتا ہے تو اس وقت خرید لیتا ہے تو طالب خدا ہونے اور طلب خدا کا دعویٰ کرتا ہے تجھے آزمائے بغیر کیسے چھوڑیں گے۔فرمایا اگر کوئی گجرات سے ہجرت کر کے خراسان گیا ہو اور اس کے قرابت دار گجرات میں رہتے ہوں، اگر اس کے دل کا جھکاؤ رشتہ داروں کی طرف ہو جائے تو وہ ظالم ہے۔فرمایا ہزار طالبان خدا نے دنیا اور اپنے گھروں کو چھوڑ کر خدا کا راستہ اختیار کر لیا۔فرشتوں کو فرمان ہوا کہ دنیا جیسی کچھ ہے بنا سنوار کر انہیں دکھاؤ۔جب دنیا انہیں دکھائی گئی یعنے ان کی طرف خلق کا رجوع اور فتوح میں کثرت ہوگئی تو نو سو افراد دنیا کی طرف مائل ہوگئے اور سو طالب رہ گئے۔فرماں ہوا آخرت جیسی کچھ ہے انہیں دکھلا دو۔نو دلوگوں نے آخرت اختیار کر لی۔دس آدمی خدا کے لیئے رہ گئے انہوں نے کہا کہ ہم کو دنیا اور آخرت سے کوئی غرض نہیں ہے ہم تو خدا کے طلبگار ہیں۔پھر فرمان ہوا کہ ان پر بلائیں نازل کرو۔پس ۹ آدمی بلاؤں کی وجہ سے فرار ہوگئے صرف ایک آدمی خدائے تعالیٰ کو پہنچا۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی ہجرت کر کے اول روز دائرہ میں خدائے تعالیٰ کی راہ میں آگیا۔اور دوسرا شخص ہجرت کر کے عصر کے وقت آیا۔پہلا شخص اس دوسرے کا مرشد ہے۔کیونکہ دوسرا شخص پہلے کو دیکھ کر آیا۔نقل ہے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا۔رسول اللہؐ کے زمانے میں انصار اور مہاجرین رضی اللہ عنہم تھے لیکن مہدی (علیہ السلام) کے لئے انصار نہ ہونگے۔کیونکہ ان کا ناصر خدائے تعالیٰ ہے۔اور مہدیِ موعود علیہ السلام نے تارکان ہجرت کو منافق فرمایا ہے پس ان کی طرف میل نہ کرنا چاہیئے۔اور نہ ان کے گھروں کو جانا چاہیئے۔بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے روایت ہے کہ مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ گجرات سے ہجرت کر کے خراسان کو جاتے ہیں راہ خدا میں لکڑی اور پانی لاتے ہیں (یہ سب کچھ) عمل صالح میں داخل ہے۔وہ لوگ یہ سب کار خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اختیار کر چکے ہیں۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ جو بندے کے سامنے گزر گئے ان کا کام ہو چکا۔اور جو لوگ باقی رہ گئے ان لوگوں کے سر پر مصیبت پڑی ہے۔نقل ہے حضرت

مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہمارے دائرہ میں مومن، منافق اور کافر لوگ موجود ہیں جیسا کہ حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کے دائرے میں تھے۔ لیکن خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو دائرہ میں موت نہیں دے گا۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یہ نہ پوچھے گا کہ احمدؐ کا بیٹا ہے یا محمدؐ کا، اللہ تعالیٰ عمل یا محبت پوچھے گا۔ فرمایا ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی شخص بھی ان احکام میں سے ایک حرف کا بھی منکر ہوگا وہ خدا کے پاس پکڑا جائے گا۔ یارانِ سید محمدؑ نے اس ذات سے تحقیق کیا کہ مومن اس کو کہتے ہیں جو بینائے حق ہو یا تو سر کی آنکھوں سے یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں خدا کو دیکھے۔ جو شخص یہ حالت نہیں رکھتا، بلکہ اس کی طلب رکھتا ہے اس پر ایمان کا حکم کیا گیا ہے نیز فرمایا۔ کہ طالب مولیٰ پر کونسی چیز فرض ہے جس سے وہ خدا تک پہنچ جائے۔ پھر فرمایا کہ وہ چیز عشق ہے، پھر فرمایا عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے پھر فرمایا کہ دل کا رخ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کی طرف رہے۔ اس طرح کہ دل پھر کسی چیز کی طرف مائل نہ ہو۔ اس غرض کے لئے ہمیشہ خلوت اختیار کرے۔ اور کسی سے کوئی تعلق نہ رکھے نہ اپنے والے سے اور نہ غیر سے۔ ہر حالت میں یعنی کھڑے رہنے میں، بیٹھنے میں لیٹنے میں، کھانے میں پینے میں ہر حالت میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یہ صفت ایمان ہے۔ فرمایا کلمہ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ چہارم قسم پر ہے ایک لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہنے کا، دوسرا لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ دیکھنے کا، تیسرا لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ چکھنے کا، چوتھا لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ ہوجانے کا۔ یہ تین مرتبے انبیاءؑ اور اولیاءؒ رکھتے ہیں۔ یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔ چار قسموں میں سے ایک لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہنے کی قسم جو باقی رہ گئی ہے یہ منافقوں کی صفت ہے یہ لوگ ایمان کی روح نہیں رکھتے اور جو شخص ایمان کی روح یا حقیقت تک نہ رکھتا ہو وہ عذاب خدا سے کس طرح چھوٹ سکتا ہے۔ مگر طالب صادق جس نے غیر حق سے اپنے دل کا رخ پھیر لیا ہو اور اپنے دل کو مولیٰ کی طرف لایا ہو، ہمیشہ خدا کے ذکر میں مشغول رہتا ہو۔ دنیا اور مخلوق سے علاحدہ ہو چکا ہو۔ اور اپنے آپ سے باہر آنے کی ہمت کر رہا ہو، ایسے شخص پر ایمان کا حکم کرتے ہیں۔ یعنے ایمان کی حقیقت کی روح یہی ہے۔ اے میرے بھائی، مومن کو چاہیئے کہ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہنے کے مقام سے لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ معنوں تک پہنچ جائے۔ یعنے جس طرح لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہنے والا بن چکا ہے اسی لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا جاننے والا بن جائے اور جب وہ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا جاننے والا بنا ہے تو مناسب ہے کہ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا دیکھنے والا بن جائے۔ اور جو لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے وہ شخص حیرت اور مصیبت میں پڑتا ہے۔ گفتگو اور سمجھ بوجھ سے دور رہتا ہے۔ نہ تو علم، نہ حس نہ شوق۔ نہ محبت۔ کلمۂ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ میں سوائے خدا کے دوسرے معبود کی نفی ہے اور ایسی چیز کو بھی نفی ہے جس کو ثابت کرنا عقلاً محال ہو۔ اے بھائی اگر تو عاشق خدا ہے اور اپنے عشق میں سچا ہے تو حرف پر سے نظر اٹھالے، اس معنے کی حقیقت پر اپنی نظر جما۔ توحید کے راستے سے تامل اور قصر کو اٹھالے۔ اور وجود کے ذیل میں آواں شہود میں آویزاں کر حرف کی وجہ سے معنوں سے

حجاب میں نہ رہ اور خواجہ عالمؒ نے جو کچھ فرمایا جان لو یہ کہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہیں ہے یہی بات ان معنوں کا راز ہے یعنے حرف پر سے اپنی نظر اٹھالے۔ کیونکہ حرف کہنے کے عالم میں ہے نہ کہ علم کی دنیا میں۔ اے عزیز کلمہ کی حقیقت سے اس کے باطن کے راز تک پہنچنا چاہیئے۔ یعنے لاھوالاھوتو تیرا مکاشف ہونا درست ہوگا۔

نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کسی کے دل پر اتنی مقدار میں رہے جیسے کوئی شخص مونگ کا دانہ گائے پر ڈالے پھر آواز کرے، (اتنے عرصے میں) اس کا کام تمام ہوجاتا ہے۔ نقل ہے حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مومن کے دل پر اتنی دیر رہے جیسے کہ ایک گھر جو روئی سے بھرا ہوا ہو، اگر کوئی شخص اس میں آگ کا ایک ذرہ ڈال دے اور اسی وقت نکال بھی لے جہاں آگ کا ایک ذرہ گرا تھا، وہ جگہ جل اٹھتی ہے۔ لیکن لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کی صفت ایسی ہے کہ حق تعالیٰ کے سوائے دوسروں کی محبت کو جلا دیتی ہے۔ پھر فرمایا۔ تم کہتے ہو یہ کام مشکل ہے کہ ہم کریں اور ہمیشہ خدا کی یاد میں لگے رہیں۔ بندہ اس کو آسان کہتا ہے کہ اللہ کے بندے، تجارت و بیع نہیں کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ خدا کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے پاس خدا کی یاد کے سواء کچھ نہیں ہوتا کہ کوئی ان کے پاس خریدنے کے لئے آئے۔ اور نہ ان کو کچھ حاجت ہے سوائے خدا کے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے ایک وقت کو سلطان النہار اور دوسرے وقت کو سلطان اللیل فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص ان دونوں وقتوں کو ضائع کر دیتا ہے وہ دین کا فقیر نہیں ہے اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے قول سے معلوم ہوا کہ ذکر کثیر کے سوا دوزخ سے نجات نہیں ہے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے پانچ پاس کے ذکر کو ذکر کثیر فرمایا ہے اور ذکر کثیر کو اس عبارت میں فرمایا ہے کہ صبح کے شروع سے دیڑھ پاس، بعد ظہر، وقت عشاء تک، حق تعالیٰ کی یاد میں رہے اور جو شخص فجر کے بعد ذکر خدا کے لئے نہ بیٹھے اس کا تمام دن تفرقہ میں گذرے گا اور اس کے دل میں نیکی پیدا نہ ہوگی۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص ان دونوں وقتوں کو اس ترتیب سے عمل میں رکھے گا، اس کے دن ورات ضائع نہ ہوں گے۔ یہ بھی نقل ہے کہ تھوڑے سے ذکر کو منافق کی صفت فرمایا۔ نقل ہے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے تین پاس کے ذکر کو ذکر قلیل (تھوڑا سا ذکر) فرمایا۔ چار پاس کے ذکر کو مشرکوں کا ذکر فرمایا یعنے چار پاس تک غیر کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اور غیروں سے ایسی دوستی کرتا ہے جیسی کہ خدا سے کرنی چاہیئے۔ یعنے یہ شخص نفس اور شیطان کی دوستی، خدا کی دوستی کے برابر قرار دیتا ہے۔ حضرت بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس طرح فرمایا کہ ذکر کثیر کرو۔ اور اصحابؓ سے پوچھا کہ ذکر کثیر حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے کس ترکیب سے فرمایا ہے۔ تمام مہاجروں نے عرض کیا کہ اس ترتیب سے کہ صبح کے شروع ہونے کے بعد سے دیڑھ پاس حجرے میں رہیں، دو آدمی ایک جگہ نہ بیٹھیں۔ بعد از ظہر تا وقت عصر مشغول رہیں اس کے بعد مغرب

کے وقت تک بیانِ قرآن سنیں ۔ بعد مغرب ،عشا تک ذکر کرتے رہیں ۔اگر کوئی مغرب کے بعد سے عشاء تک مشغول ذکر نہیں رہتا ہے تو یہ عمل خلاف مہدیؑ ہے اور اگر کوئی دیڑھ پاس کے درمیان حجرے سے باہر آئے تو اس کے حجرے کوٹکڑے ٹکڑے کردو اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ کے باہر کردیں، چاہے یہ بندہ کیوں نہو۔اسی طرح کے عمل کو سب اصحابؓ قبول کرلیا۔نقل ہے ایک روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے نماز فجر کے بعد میاں امین محمدؓ و میاں یوسفؓ کو دیکھا کہ وہ لوگ روٹی پکا رہے ہیں۔فرمایا یہ کام تمہارے لائق نہیں۔اس وقت نہیں پکانا چاہیئے اور نہ کھانا چاہیئے ۔اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ہمیشہ یہ کوشش تھی کہ رات دن خدائے تعالیٰ کی یاد میں رہیں اور دو شخص ایک جگہ نہ بیٹھیں ۔ذکر اللہ ہمیشہ کرنے کا فرض ہے۔ یہ بیان رسالہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے لیا گیا ہے کہ کسی وقت اور کسی حالت بھی ساقط نہ ہونے پائے کیونکہ ذکر کسی شرط کا پابند نہیں ہے۔البتہ دوسرے فرائض شرطوں کے پابند ہیں۔پس اس لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر تمام فرائض میں زیادہ اہم مقصد ہے اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے یہ رباعی پڑھی ہے۔

جو شخص بھی اس (خدا) سے ایک وقت بھی غائب ہے
تو اس وقت کافر ہوچکا ہے لیکن اس کا کفر چھپا ہوا ہے
اگر خود ہمیشہ غافل رہے گا تو
اس پر اسلام کا دروازہ بند ہوجائے گا

اور یہ بھی فرمایا۔

ہر حالت میں دل کا پاسبان بنا رہ
تاکہ کسی چور کو وہاں آنے کی مجال نہو
غیر حق ہر ایک خیال کو چور سمجھ
مومنوں کے لئے اس ریاضت کو فرض سمجھ

اور فرمایا کہ دل میں حق کے سوائے جو کوئی خطرہ (خیال) اس کی نفی کرے اور بندگی میاں شیخ محمد کبیر مہاجرؓ سے منقول یہ کہ ایک روز یہ بندہ باجرہ کوٹ رہا تھا۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بندہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر اس میں سے ایک مٹھی باجرہ (کسی کو مزدوری دے دیتے تو) کام ہوجاتا تھا۔اپنے وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے ۔ایک مٹھی دے دو اور خود خدا کی یاد میں لگے رہو۔بندگی میاں بھائی مہاجرؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام دو تین مرتبہ آئے اور دیکھا دو بھائی ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔پوچھا تم لوگ کس لئے بیٹھے ہو۔مہدیِ موعودؑ نے فرمایا کہ اے بھائیو خدائے تعالیٰ کو کہانیوں سے پانہ

سکو گے سوائے ذکر اللہ کے۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

پھٹا پرانا کپڑا پہن لیں روٹی کا ٹکڑا کھالیں

راجا یا کسی شخص کے پاس نہ جائیں

ہم میں یہی طریقہ ہے کہ پانی لیں اور مسجد دیکھیں نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے عشق کا بیان اس عبارت میں فرمایا ہے۔شہباز عشق نے لامکان سے پرواز کی۔آسمان پر آیا دیکھا اپنے قابل جگ نہ پائی گزر گیا۔خاک پر پہنچا اپنے قابل جگہ پائی بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں محبت ہوں۔کیونکہ محبت اور محنت میں کوئی فرق نہیں، مگر ایک نقطہ ہے کہ نیچے تھا، اوپر ہوگیا۔وہی محبت محنت ہے حضرت مہدی علیہ السلام ایک روز عشق کی حکایت بیان فرمارہے تھے۔ملا درویش خراسانی نے نعرہ بلند کیا اور روتے ہوئے اپنے پیراہن کو پھاڑ دیا اور بولے۔میراں جی کہاں سے (ایسا) عشق لائیں؟ فرمایا بندہ عشق کسبی (محنت سے حاصل ہونے والا عشق) کہہ رہا ہے۔کچھ کام کرو، تا کہ اس کے ذریعہ سے عشق حاصل ہو۔عشق عطائی (بغیر محنت ملنے والا عشق) انبیاءؑ کو ہوتا ہے اور دوسروں کو محنت کرنی پڑتی ہے پھر فرمایا کہ خدا کے طالب کو کونسی چیز لازم ہے کہ اس کے ذریعہ سے خدا کو پہنچے۔اس سوال کے بعد آپؑ ہی نے خود فرمایا کہ وہ چیز عشق ہے یہ بھی فرمایا کہ عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے پھر فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف رکھے۔اور طالب کے دل میں کسی چیز کی رغبت پیدا نہو۔اس مقصد کے لئے ہمیشہ تنہائی اختیار کرے اور کسی سے تعلق نہ رکھے نہ دوست سے اور نہ غیر سے اور ہر حالت میں چاہے کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو، لیٹا ہو، کھانا کھاتا ہو، پانی پی رہا ہوان تمام حالتوں میں حق تعالیٰ کو دیکھتا رہے۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ السلام طالبوں کے حجروں کے اندر جاتے تھے اگر حجروں کے اندر خدا کی یاد میں مشغول پاتے تو بہت کچھ شفقت اور لطف فرماتے۔اور خوش ہوجاتے اگر لیٹے ہوئے دیکھتے تو (لیٹا رہنے دیتے) بیٹھنے نہیں دیتے۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ طالبانِ خدا کو خدائے تعالیٰ کی کہانیاں نقصان پہنچاتی ہیں۔کیونکہ اس سے دل غافل ہوجاتا ہے بلکہ قرآن پڑھنے اور علم پڑھنے سے بھی منع کرتے تھے سوائے ذکر کے نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نماز کے لئے اذان ہوجانے کے بعد ایک نوالہ کھانا بھی نہیں کھاتے تھے (بلکہ ہاتھ لیا ہوا) نوالہ صحنک میں ڈال دیتے تھے۔نقل ہے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہے، دیکھنا ہی چاہیئے۔اور خدا کے دیدار پر خدا ہی کے حکم سے آپؑ نے اپنی گواہی دی۔اور آنحضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف سے بھی اور یہ بھی فرمایا کہ ہر مرد اور عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے جب تک کہ سر کی آنکھ یا دل کی آنکھ یا خواب میں تک خدا کو نہ دیکھے مومن نہ ہوگا مگر طالبِ صادق و نیز فرمایا۔ایمان خدا کی ذات ہے۔نیز نقل ہے بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایتؓ سے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا

کہ حق تعالیٰ نے ہم کو خاص طور پر اس لئے بھیجا ہے کہ وہ احکام اور بیان جن کا تعلق ولایت محمدیؐ سے ہے مہدیؑ کے ذریعہ ظاہر ہوں۔اور یہ بھی فرمایا آیت قرآن۔ پھر بے شک اس کا بیان ہم پر ہے۔مہدیؑ کی زبان کے ذریعہ اور بندگی ملک پیر محمدؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس عبارت میں فرمایا کہ آدم صفی اللہ نے گیہوں بوئے ،نوح نجی اللہ نے پانی دیا۔ابراہیم خلیل اللہ نے کھیت کو پاک وصاف کیا کچرے کو باہر نکال پھینکا ،موسیٰ کلیم اللہ نے فصل کاٹی ،عیسیٰ روح اللہ نے ڈھیر لگا یا صلوٰۃ اللہ سلام علیہما۔محمد رسول اللہؐ نے آٹا تیار کر کے روٹی پکا کر خود کھائی اور فرزند کے لئے اٹھا رکھی۔وہ فرزند مہدیؑ ہے بندہ نے چکھا اور میاں سید خوندمیر اور مہاجروں کو چکھایا اور انہوں نے اپنے تابعین کو چکھایا و نیز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے خدا کے فرمان سے اس آیت کو اپنے گروہ کے حق میں قرار دیا۔پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا ہے جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کرلیا ہے تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔یہی بڑا فضل ہے(سورہ فاطر) ظالم لنفسہ یعنے ملکوتی ہیں لیکن ان کا کچھ جھکاؤ ناسوت کی طرف ہے مقتصد یعنے جبروتی ہیں۔ان کا کچھ لگاؤ ملکوت سے باقی رہ گیا ہے۔بعض ان میں سے سابق بالخیرات ہیں یعنے لاہوتی۔نیز نقل ہے کہ ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ’’یعنے انہوں نے تھوڑی سی فنا چکھی ہے۔ اور کچھ میانہ رو ہیں یعنے نصف فنا ہوئے ہیں‘‘ اور یہ ملکوت کا مرتبہ ہے دوسرے عین الیقین رکھنے والے جبروتی مرتبے میں ہیں۔اور تیسرے حق الیقین والے لاہوتی ہوتے ہیں۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اس بندے کو مہدیؑ مقرر کر کے بھیجا اس راستے پر چلانے کے لئے ،جس کا حکم حق تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو فرمایا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔کہہ دو یہ میرا راستہ ہے۔میں خدا کی طرف بصیرت پر بلاتا ہوں۔میں اور میری اتباع کرنے والا۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فراہ میں علماء کے مجمع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؐ تو نے دل کی آنکھ سے دیدار کیا ہے عرض کیا ہاں کیا ہے۔پھر فرمان ہوا کہ اے سید محمدؐ تو نے خدا کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔پھر فرمانِ خدا ہوا کہ اے سید محمدؐ کیا تو نے خدائے تعالیٰ کو بال بال سے دیکھا ہے عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔اور حضرت مہدیؑ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت رسول علیہ السلام تشریف فرما اور (اس دیدار کے) گواہ ہیں۔بعض خراسانیوں نے کہا یہی ایک گواہ کافی ہے۔ملا درویش سے نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اس عبارت سے اپنے آپ کو مہدیِ موعود فرمایا کہ آپؑ کی ذات لآ اِلٰـہ اِلّا اللّٰہ ہوگئی تھی۔نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے دونوں انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر کہا کہ محمدؐ اور خدائے تعالیٰ اس طرح کے ہوگئے تھے۔جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔تو دو کمانوں کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم۔(سورہ نجم) اور حضرت مہدی علیہ السلام

بھی ایسے ہی ہوگئے کہ یہ بات بیان میں نہیں آسکتی۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض انبیاءؑ کا سر مسلمان تھا اور بعض ناف تک اور بعض سید ھے پہلو تک اور بعض دو پہلوؤں تک مسلمان تھے مگر یہی دو تن سرتا پا مسلمان ہیں یعنے خاتم نبوتؐ و خاتم ولایتؑ اور فرمایا کہ ہم نے بصیروں کا طریقہ اختیار کیا ہے اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور بندگی میاں نعمتؓ، بندگی میاں دلاورؓ اور بہت سے مہاجروںؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام انبیاءؑ کی انتہاء اور ختم ولایت مصطفیٰ علیہ السلام کی ابتداء ہے۔موصوف الصدر بزرگوں سے منقول ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم شریعت میں محمد رسول اللہؐ کے تابع ہیں اور باطن میں متبوع ہیں اور یہ بھی نقل ہے کہ تمام انبیاءؑ منتہی ہیں اور خاتمین مبتدی۔اور مہدی علیہ السلام کے بیان اور ان کے اصحابؓ کے بیان سے معلوم ہوا کہ داعی الی اللہ میں یہ صفات ہونا چاہیئے۔ اول ترک دنیا جیسا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے یعنے اس طرح جینا کہ وہ ہستی اور خودی (میں پن) کہلائے مال، اولاد، وغیرہ کو حیاتِ دنیا کی پونجی کہتے ہیں۔جو شخص اس کا ارادہ کرتا ہے اور اس میں مشغول ہوجاتا ہے وہ کافر ہے اگر کوئی ایسے (مرید دنیا) سے میل ملاپ کرتا ہے یا اس کے گھر جاتا ہے۔ یا اس سے محبت رکھتا ہے تو حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص میرے طریق، محمدؐ کے طریق اور خدا کے راستے پر نہیں۔ہجرت کرنا چاہیئے جو فرض عین ہے۔علائق کو توڑ دے، ترک تعلق کرے اور توکل اور تسلیم فرض عین ہیں۔ان کو اختیار کرے۔خلق سے طمع اٹھالے۔تعین کو ترک کرے۔ فائدہ اور نقصان کو خدا کی طرف سے سمجھ۔خدا کے فرمان پر ایمان رکھے۔مخلوق سے علحدگی اختیار کرے۔ ہمیشہ تنہائی میں ذکر وفکر میں لگا رہے۔تقویٰ جو فرض عین ہے اختیار کرے اور دل کی توجہ ہمیشہ حق کی طرف رکھے مراقبہ یعنے دل کو غیر حق کے خیالات سے بچائے اور یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ ہر بات کی خبر رکھتے ہیں اور عشق فرض عین ہے۔ تفرید، تجرید، تزکیہ، تجلیہ تصفیہ، شرح صدر، طلب اور محبت، فنا، وجدان، عرفان، قرب آنس وصال ذات حاصل کرے۔ سوائے ان کے قرآن میں بہت سے ہیں جو قابل مذمت ہیں۔ جب تک یہ بری صفات دور نہ ہوں گی، مرشد نہ بنے اور نصیحت نہ کرے۔نقل ہے کہ کسی نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے جوتیاں اور جامہ برکت کے لئے طلب کیئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ دیتا ہے پہن لو لیکن برکت کیلئے گھر میں نہ رکھو اگر بندے کا پوست پہن لو تو بھی ہرگز دوزخ سے نجات نہ پاؤ گے تاوقت یکہ عمل نہ کرو جو کچھ بندہ کہتا ہے۔نقل ہے کہ قبولیت مہدیؑ یہ ہے کہ بندہ جو کچھ کہتا ہے عمل کرے ورنہ بے عمل مردود ہے۔

چودھواں باب

چودھواں باب امام کائنات یعنی مہدیِ موعود علیہ السلام والصلوات کے وصال کے بارے میں

نقل ہے کہ جب حضرت ولایت پناہؑ فراہ میں داخل ہوئے تو ہمیشہ نماز جمعہ کے لئے رچ کو تشریف لے جاتے تھے۔ معتبر راویوں سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت امام انام مع اصحاب عظام نماز جمعہ کے لئے رچ گئے اور اچانک راستہ میں، جہاں آج کل روضۂ اقدس ہے، کچھ دیر بیٹھے اور دھوپ بھی بڑی شدت کی تھی۔ اس لئے چند اصحابؓ نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہاں ٹھیرنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اس گھڑی رحمت یزدانی کا ظہور طبق ہائے نورانی کا نزول آسمانی ملائکہ کے ذریعہ ہورہا ہے۔ اور مجھے حضرت سبحانی کا حکم پہنچا ہے کہ اے سید محمدؑ ایک گھڑی یہاں بیٹھ جاؤ کہ تیرے اصحاب انوار ایزدی کے ظہور کے فیضان سے فیض اٹھائیں۔ القصہ جب آپؑ رچ کی جامع مسجد پہنچے اور آپؑ نے نماز جمعہ پڑھی، اور چند علماء جنہوں نے ابھی تک مہدی علیہ السلام کی تصدیق نہیں کی تھی، اور بحث کرنے کا ارادہ کررہے تھے، اور اسی کے لئے جمع ہوئے تھے تو اس روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد جہر کے ساتھ وتر پڑھی۔ اور ان علماء میں تین افراد بلند مرتبہ کے تھے مولانا گل، مولانا محمد، مولانا عبدالشکور یہ تینوں بول اٹھے کہ رسول اللہ صلعم نے بھی جمعہ میں وتر پڑھی اور دوشنبہ کو رحلت فرمائی ہے۔ دوسرا جمعہ حضرت خیر البشرؐ پر نہیں آیا۔ اس ذات پر بھی دوسرا جمعہ نہیں آئے گا۔ اندرون جمعہ (سات دن) رحلت کریں گے ان تین عالموں نے مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت کا نام کیا ہے؟ فرمایا۔ سید محمد بن سید عبداللہ۔ پھر پوچھا کہ روز تولد، روز دعوت اور روز وفات حضرت کونسا ہے فرمایا دوشنبہ۔ پس تینوں نے حضرت کی تصدیق کی اور حضرتؑ کے ساتھ آگئے۔ اس کے بعد ان کے متعلقین میں سے تقریباً سولوگوں نے تصدیق کی۔ اور اس دن ملا علی فیاض بے حد غم زدہ ہوگئے کہ امام کائنات کی وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے آئندہ جمعہ تک حضرت کی رحلت ہوجائے گی۔ آپؓ نے حضرت خاتم ولایتؑ سے عرض کیا کہ سرور عالمؐ نے نماز جمعہ کے بعد وتر گذاری تھی، اور دوسرے جمعہ تک وفات پائی۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اور جن لوگوں نے تصدیق نہیں کی تھی ان میں سے بہت سے آپؑ کے مطیع ہوگئے۔ اور اس محبوب ذوالجلال کے وصال کے بعد یہ لوگ سیدینؓ کی صحبت میں پہنچے اور جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام فراہ کی طرف واپس ہوئے راستے کے درمیان بطور وصیت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا کہ میری وفات کے بعد فراہ والوں اور رچ والوں میں جھگڑا ہوگا۔ فراہ والے کہیں گے کہ ہم اپنی سرحد میں دفن کریں گے، اور رچ والے بھی ایسا ہی کہیں گے۔ لیکن تمہیں چاہیئے کہ میرا جنازہ اونٹ پر رکھ کرلے جائیں اور جہاں اونٹ ٹھیر جائے اسی جگہ دفن کردیں۔ یہ روایت خراسان کے

علاقے میں بہت زیادہ مشہور ہے الحاصل اسی وقت سے حضرتؑ کو شدت کا بخار آ گیا۔ دردسر، اعضاء شکنی بہت ہونے لگی۔ اور بخار کی حرارت جیسی حضرت سرورِ عالمؐ کو ہوئی تھی ویسی ہی نمودار ہوئی۔ بزرگان دین سے منقول ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے سید محمدؐ جس طرح خاتم الانبیاءؐ نے اپنے اصحاب سے خطاب کیا تھا کہ الیوم الخ یعنے آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو بھی پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہو گیا ہوں۔ تو اپنے اصحابؓ کی شان میں اس آیت سے خطاب کر۔ پس حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے اصحابؓ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔ بزرگان قوم فرماتے ہیں کہ جیسے تکمیل احکام نبوت کی عہد رسالت پناہؐ میں ہوئی اسی طرح تکمیل احکام ولایت مہدی علیہ السلام کے عہد میں ہوئی۔ اس روز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ''ہم پیغمبروں کی جماعت سے ہیں نہ ہم کسی کے وارث ہیں اور نہ کسی کو اپنا وارث بناتے ہیں'' اور فرمایا جو کچھ میں خدا کے پاس سے لایا تھا تمہارے سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا بندے نے جو کچھ کہا، حق تعالیٰ کے حکم سے کہا اگر میرے کہے پر عمل نہ کرو گے تو اس کا وبال تم ہی پر ہوگا۔ اس وقت حضرتؑ کے اصحابؓ نے بڑا ہی رنج و غم ظاہر کیا کہ مہدیؑ ہم سے دور چلے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک یاد خدا کرتے رہو گے بندے کو اپنے سے جدا نہ سمجھو۔ اس روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بی بی ملکانؓ کے حجرے میں تھے۔ جب ان کی نوبت کا وقت اختتام کو پہنچا۔ انتہائی بخار کے باوجود، شریعت محمدیؐ کی انتہائی رعایت رکھتے ہوئے۔ بی بی ملکانؓ (بی بی بونجیؓ) کے مکان (حجرے) میں آئے۔ اور اسی روز حضرت کو قئے ہوئی۔ بندگی میاں شاہ عبدالمجیدؓ نے اس کو پی لیا۔ بعضے اصحابؓ کا اعتراض سن کر حضرت مہدیؑ نے فرمایا یہ قئے نہیں ہے۔ نور ہے اس نور کی برکت سے ان کو ایک بیٹا پیدا ہوگا حقیقت میں حضرت مہدی علیہ السلام کی قئے کا پینا قابل اعتراض نہ تھا۔ ایک بیمار عورت کو حضرت رسول اللہؐ نے اپنے پیشاب کا پیالہ دیکر فرمایا کہ اس کو کسی محفوظ جگہ پر رکھ۔ پس اس خاتون نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا۔ اس نے اپنے شکم سے بڑھ کر کوئی اور محفوظ جگہ نہ دیکھی۔ اور رسول علیہ السلام کے پیشاب کی برکت سے اس کی سخت بیماریاں دور ہوگئیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کی قئے کی برکت سے ان کی نسل قائم (اور باقی) رہ گئی ہے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس روز اپنی تلواریں جو مہاجرینؓ کے پاس بطور امانت تھیں۔ انہیں حضرات کو بخش دیں۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اپنے اصحابؓ کی جماعت میں فرمایا اے بھائیو! یہ بندہ، تمہارے درمیاں مدت دراز تک رہا ہے۔ اگر مجھ سے کوئی قصور ہوا ہو تو معاف کر دو۔ اور میں نے جو کچھ کہا اور کیا، حکم خدا سے کہا اور کیا۔ میری طرف سے کچھ نہ تھا۔ اور فرمایا کہ دورِ نبوت میں مومن کامل وہ ہوتا تھا۔ اور ناقص مومن وہ تھا جو کلمہ تو پڑھتا لیکن شریعت کے بعض احکام بجالانے میں قاصر ہوتا تھا اور منافق وہ تھا جو مشکل کاموں کے سامنے آ جانے پر عذر و حیلہ کر کے

اپنے آپ کو بچا لیتا تھا اور خلوص ظاہر کرتا تھا۔ مشرک وہ ہوتا تھا کہ جو خدا اور اس کے سوا سے مساوی محبت رکھتا تھا اب دور ولایت میں مومن کامل وہ ہوتا ہے جو تمام احکام شرعیہ کی پیروی کے باوجود، آٹھ پہر خدا کی یاد میں رہتا ہے۔ اس آیات کے مطابق۔ بے شک وہ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوئے بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔ (ہر حال میں) (سورہ آل عمران) اور مومن ناقص وہ ہوتا ہے جو شریعت کے اتباع کے باوجود صرف پانچ پاس خدا کی یاد میں رہتا ہے۔ خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، بے شک ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (سورہ احزاب) اور منافق وہ ہے جو احکام شرعی کی پیروی کے باوجود تین پاس خدا کی یاد میں رہتا ہے۔ بے شک منافقین۔ خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم (سورہ نساء) اور مشرک وہ ہوتا ہے جو چار پاس خدا کی یاد میں رہتا ہے۔ اور چار پاس غیر حق میں مشغول رہتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک خدا بتاتے اور ان سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں (سورہ بقرہ)۔ اور فرمایا کہ جس نے خدا کو سر کی آنکھ یا دل کی آنکھ، یا خواب میں خدا کو نہ دیکھا، وہ مومن نہیں ہے ''جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا'' (سورہ بنی اسرائیل)۔ پھر اس آیت کا بیان فرمایا۔ ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھیرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں (سورہ فاطر) یعنے سابق وہ ہیں جن کے لئے تمام فنا ہے اور مقتصد آدھی فنا رکھنے والے ہیں۔ ظالم نفس، تھوڑی فناہ والے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ تیرے گروہ میں یہ تینوں جماعتیں ہوں گی اور وہ لوگ جو ان تینوں جماعتوں سے خارج ہیں تیرے گروہ میں نہ ہونگے۔ پھر فرمایا جو کچھ میں لایا تمہیں دے دیا اپنے ساتھ کوئی چیز لے کر نہیں جا رہا ہوں۔ جہاں کہیں رہو حکم خدا کے ساتھ رہو۔ اور فرمایا میں نے جو کچھ کہا حکم خدا سے کہا اور ان تمام احکام کے بارے میں قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے۔ جب بخار کی شدت ہوئی تو کسی نے آپؑ کے جسمِ مبارک کو چادر سے ڈھانک دیا۔ فرمایا کے مجھے نہ چھپاؤ کہ خدائے تعالیٰ نے مہدیؑ کو اظہار کے لئے روانہ کیا ہے اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کا مبارک سر، بندگی میاں نعمتؓ کے سینے پر تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی آنکھیں کھول کر پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا کہ بندہ ہے۔ فرمایا خدا کے بندے تو بہت سے ہیں تم کون ہو۔ عرض کیا بندہ نعمت ہے۔ فرمایا نعمت اپنے اہل کے ساتھ بخشے گئے۔ اس طرح تین بار فرمایا دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام آخر الزماںؑ بوریئے پر سوئے ہوئے تھے اور آپؑ کا مبارک سر بندگی میاں امین محمدؓ کے زانو پر تھا، یکا یک حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ حاضر خدمت ہوئے۔ پوچھا کون ہو؟ عرض کیا بندہ خوندمیرؓ ہے۔ اس وقت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے انہیں اپنے نزدیک بلایا اور اپنا مبارک سر زانوئے صدیق پر خود رکھ دیا۔ اور کوئی

وصیت فرمائی اور اپنی ذات عالی صفات کی خصوصیات بیان فرمائیں۔اور یہ آیت پڑھی ’’کہہ دو یہ میرا راستہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر میں بھی اور وہ بھی جو میری اتباع کرے (مہدیِ موعودؑ) (سورہ یوسف) اور پھر فرمایا خدا پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔تھوڑی دیر خاموش رہے اس وقت حضرت صدیقؓ کو تردد ہوا کہ یہ کونسا شرک ہے پس حضرت خاتم ولایت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بھائی سید خوندمیر جو شخص خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے۔اور بعض راوی دوسری عبارت میں بیان کرتے ہیں کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ امام علیہ السلام کے سر کو اپنے زانوں پر پکڑے بیٹھے تھے اور بندگی میراں سید محمودؓ سیدھی جانب بیٹھے تھے بندگی میاںؓ نے میراں سید محمودؓ سے کہا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے قل ھذہ الخ کی آیت میں کبھی کبھی بزبان درفشان فرمایا کہ خدائے تعالیٰ بے عیب اور پاک ہے اور ہم بھی پاک اور بے عیب ہیں۔اور ہم مشرکین میں سے نہیں ہیں۔لیکن اس آیت کی تفسیر وضاحت کے ساتھ نہیں ہوئی ہے۔اگر حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے اس کی تفسیر نہ ہو تو سوائے عیسیٰ علیہ السلام کون ہے جو اس آیت کا بیان کر سکے۔اس وقت حضرت میراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔پس اس وقت حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے اور فرمایا کہ جو لوگ میرے سامنے وفات پائے وہ کامیاب ہوگئے اور جو لوگ ہمارے بعد رہیں گے، ان بیچاروں کے سر پر مصیبت پڑے گی، اور حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ ان کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔اس امام آخر الزماںؑ واولین کی وصیتیں سن کر صحابہؓ مضطرب ہوگئے اور ان کے دل بے اختیار ہوگئے اور آہ بھرنا اور رونا شروع کیا۔اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے اپنے غمگین دل سے دردناک نعرہ بلند کیا اس وقت مہدیِ موعود علیہ السلام نے ان کو اس کام سے منع کر کے فرمایا کہ محمدینؑ کو فنا روا نہیں ہے اور فرمایا کہ اس وقت نالہ وزاری کرو کہ جب تم سے خدا کی یاد چلی جائے اس وقت یہ بندہ تم میں نہیں رہے گا۔دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرمایا میاں نعمتؓ کس لئے روتے ہو۔عرض کیا کہ حضرت چلے جا رہے ہیں فرمایا جب تک بندے کے احکام پر عمل کروگے بندہ تم میں موجود رہے گا اور اس وقت بندہ تم سے چلے جائے گا جب کہ بندے کا کہا ہوا تم سے چلے جائے گا اور فرمایا کہ جب تک تم میں خدا کی یاد باقی رہے بندہ تمہارے درمیان رہے گا اور جس وقت یہ دولت مند، مال دار، اور دنیادار، تمہاری طرف مائل ہوجائیں سمجھ لو کہ دین تم سے چلا گیا اور جب تک اہل دنیا تم سے دور رہیں اور خلاف کریں، تکلیف پہنچائیں اس وقت تک تم میں دین اور بندے کا صدقہ رہے گا، اور بندگی ملک گوہرؓ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بندہ کو یہ اہم کام دیا ہے کہ اپنے دل کو پاک کرے (اور اس وقت تک) کوئی آرام اور قرار نہ لے۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مجھے قبر میں پاؤ تو مجھے مہدیِ موعودؑ نہ سمجھنا۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے بی بی ملکانؓ کے حجرے میں بوریئے پر لیٹ کر پاؤں سے لے کر سر اطہر تک چادر اوڑھ کر فرمایا کہ اب مجھے سکون

ہے۔ایک گھڑی کے بعد بندگی میاں سید خوند میرؓ نے چادر کے کونے کو سر اطہر سے ہٹایا اور دیکھا کہ حضرت اس عالم فانی سے اس عالم جاوِدانی کو رحلت کر گئے ہیں۔اس وقت یارانِ مہدی علیہ السلام میں سے سید ینؓ اور میاں شاہ نعمتؓ و میاں شاہ نظامؓ و میاں شاہ دلاورؓ اور میاں سید سلام اللہؓ و میاں ابوبکرؓ و میاں عبدالمجیدؓ ادب کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔بعض اصحاب روایت کرتے ہیں کہ عزرائیل علیہ السلام، حضرت کے پاس آئے اور سلام کیا۔اور حضرتؑ نے سلام کا جواب دیا پھر عزرائیل نے عرض کی اکہ اے منتہی الحقیقہ، اے خاتم الولایت خدائے تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے۔اور آپؑ کی روح کے آنے کے مشتاق ہیں تمام بہشت آراستہ کی گئی ہے۔حوریں اور رضوان آپؑ کی ملاقات کے منتظر ہیں۔پس حضرت مہدی علیہ السلام ربانی فیصلہ پر راضی ہوگئے اور حضرت کے اصحابؓ غمناک ہوگئے اور کہا۔حبیب کا وصل۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (محبوب) المہدی الموعود علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے میرے بندے میں تیرے لیئے منتظر ہوں اور تجھ پر صلواۃ بھیجتا ہوں میرے پاس لوٹ آ۔تا کہ میں تجھے اپنے ہاتھ سے شربت پلاؤں۔میرے ذکر کے لئے اپنے آپ کو ترک کر۔میرے پاس آجا۔مہدیؑ نے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر سر جھکا دیا۔صحیح ترین روایت میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے دوشنبہ کے دن وقت ضحیٰ بتاریخ ۱۹/ذی القعدہ ۹۱۰ھ کو رحلت کی۔اس زمانے میں حضرت کی عمر ۶۳ سال تھی۔پانچ سال دعوت موکد کی اور ۱۸ سال دعوت غیر موکد تھی نقل ہے کہ ضحیٰ کے وقت حضرت کا انتقال ہوا اور بعد ظہر دفن ہوا۔نقل ہے کہ جہاں آپؑ کا انتقال ہوا تھا اسی جگہ پر آپؑ کی تجہیز و تکفین ہوئی اور اسی جگہ پر غسل دیا اسی اثنا میں اہل رچ اور اہل فراہ میں شدید مخالفت پیدا ہوئی۔رچ والے چاہتے تھے کہ حضرت خاتم ولایت محمدیؑ کو علاقہ رچ میں دفن کریں۔کیونکہ حضرتؑ ہمیشہ نماز جمعہ کے لئے رچ آیا کرتے تھے،اور فراہ والوں کو یہ آرزو تھی کہ حضرت اس زمین میں مدفون ہوں، کیونکہ حضرتؑ اسی علاقہ میں رہتے تھے۔اور جب رچ والوں اور فراہ والوں میں تنازعہ ظاہر ہوگیا اور نوبت قتل وخون کی ہوگئی۔اس وقت سید ینؓ اٹھے اور ان لوگوں کو سمجھایا اور فرمایا کہ کیوں خلاف شرع جنگ وجدل پر آپ لوگوں نے کمر باندھ لی ہے۔ایک دوسرے کو کیوں رسوا کر رہے ہو۔تم کو اس معاملہ (تدفین) سے کوئی تعلق نہیں۔اور ہم کو حکم شریعت وراثتہ المومن سے یہ کام پہنچا ہے۔اور حضرتؑ کی مرضی جہاں دفن کرنے کی ہو ہم وہیں دفن کریں گے اور حضرت میراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ میں ایسی تجویز رکھوں گا کہ فریقین خوش ہوجائیں گے القصہ جب حضرت کا جنازہ تیار ہوگیا فراہ کی عیدگاہ کو لائے اور اسی جگہ تمام مصدقین، رچ والے اور فراہ والے جن کو شمار کرنا مشکل تھا، جمع ہوگئے۔اور جنازہ کی نماز پڑھی۔اور حضرت میراں سید محمودؓ کو امام کیا نقل ہے کہ جب جنازہ عیدگاہ سے روانہ ہوا اور ایک مقام پر پہنچا اور وہ مقام فراہ اور رچ کی سرحد کے درمیان تھا، وہاں حضرت کا جنازہ بہت زیادہ بھاری ہوگیا مہاجرین کی کوشش کے باوجود آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔پس تمام مہاجروں نے آپس میں اس رائے پر

اتفاق کیا کہ اسی جگہ حضرتؑ کے روضہ کی بنا کریں گے۔اس کے بعد اس زمین کے مالک کو طلب کر کے فرمایا کہ اس زمین کی قیمت ہم سے لے لو کیونکہ اس جگہ ہم مہدیِ موعود علیہ السلام کے روضہ کی عمارت بنائیں گے۔ مالک زمین نے کہا کہ میں مہدی کا مصدق ہوں۔ یہ زمین آپ کو پیش کر دیتا ہوں۔دوسری روایت ہے یہ ہے کہ یہ باغ ایک شخص کا تھا اس نے للہ دے دیا اور بولا اس زمین کی سعادت ہے کہ اس جگہ سید کونینؑ دفن ہوئے۔اور بعض روایتوں سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اس زمین کو خرید لیا گیا اور امام انام علیہ السلام کو دفن کیا۔اور فریقین خوش ہو گئے۔نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے انتقال سے پہلے فرمایا تھا کہ اگر کسی کو بندے کی مہدیت کے بارے میں شک ہو تو اس کو چاہیئے کہ مجھے قبر میں دیکھے، اگر قبر میں نہ رہوں تو مجھے مہدیِ موعودؑ جان لینا۔القصہ جب حضرتؑ کو قبر میں رکھ چکے تو اس کے بعد آپؑ (قبر میں) موجود نہ تھے۔نقل ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ظاہری نظر رکھتے ہیں، اور جنازے پر نظر رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو ایسی نظر نہیں رکھتے اور باطن پر نظر رکھتے ہیں وہ لوگ مہدی علیہ السلام کو قبر میں نہ دیکھیں گے جب حضرت میراں سید محمودؓ نے یہ بات سنی تو اسے بے حد پسند کیا نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے جنازے کی نماز حضرت میراں سید محمودؓ کی امامت میں ادا کی گئی۔اور میاں سید محمودؓ نے قبر مبارک مہدیِ موعود علیہ السلام پر سب سے پہلے پھول اتارے۔اور میراں سید محمودؓ نے اس آیت کا بیان کیا۔اور محمد (صلعم) تو صرف خدا کے پیغمبر ہیں۔اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو کر گزرے ہیں (آل عمران)۔

پندرھواں باب

پندرھواں باب آنحضرت (مہدیِ موعودؑ) کی بیویوں اوراولاد کے ذکر میں

ام المومنین بی بی الہداتی رضی اللہ عنہا ۸۵۴ھ میں پیدا ہوئیں۔اور گیارہ سال کی عمر میں ولایت مآبؑ کے نکاح میں آئیں۔اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام اس بی بیؓ سے بہت خوش رہتے تھے۔اوران کے حق میں فرمایا کہ بارہ سال ہوگئے ہیں کہ دیدارخدا کے بغیر انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔جب ان کی رحلت ہوئی تو اپنے مبارک کپڑوں سے ان کا کفن تیار کیا۔اور جب ان کی تدفین سے فارغ ہوگئے تو میاں سید سلام اللہؓ نے چاہا کہ ان کی قبر کا نشان بنائیں۔فرمایا ان کی پیٹھ زمین سے مس نہیں ہوئی۔پس حاجت تربت کیا ہے؟ اور بی بی کی وفات شہر چاپانیر میں تیسری ذی الحجہ کو ہوئی۔ان کے بطن سے ۲ لڑکے یعنی حضرت میراں سید محمودؒ اور میراں سید اجملؒ اور دو ۲ لڑکیاں ہوئیں بی بی خوند ابڈھن زوجۂ میاں ابوبکرؒ اور بی بی فاطمہؒ زوجۂ ملک برہان الدینؒ اور (ملک برہان الدینؒ) کی رحلت کے بعد صدیقِ ولایتؒ کے نکاح میں آئیں۔حضرت میراں سید اجملؒ نے چھ ماہ کی عمر میں دوسری ربیع الاول کو مانڈو میں رحلت کی۔زوجہ دوم حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بی بی بھیکا بنت راجہ کالپی ہیں چونکہ ان کا جنون حضرت مہدی علیہ السلام کے پس خوردہ کی برکت سے دور ہوا تھا اس لئے راجہ نے ان کو حضرتؑ کی خدمت میں راونہ کردیا،اور بی بی الہداتیؓ کی کوشش سے حضرتؑ نے ان سے نکاح کیا اور قریبی زمانے میں ۲ محرم کوان کی رحلت ہوگئی۔تیسری زوجہ آنحضرتؑ بی بی ملکانؓ ہیں ان کے والد میاں لاڑ مہاجر پٹنی ہیں جو شیخ بنیانی تھے۔اوران کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ باڑی والے تھے الغرض حضرت مہدی علیہ السلام کا نکاح اس بی بی سے ۹۰۳ھ میں ہوا یا سنہ ۹۰۴ھ میں اکثر اصحابؓ مہدی،ان بی بیؓ سے نقلوں کی صحت معلوم کرتے تھے چنانچہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ جالور سے نقول کی صحت کے لئے بی بیؓ کے پاس پٹن آتے تھے اور صدیقِ ولایتؓ کی شہادت کے وقت آپؓ کھانبیل میں تھیں لیکن شہادت سے پہلے خود حضرت صدیقؓ نے انہیں پٹن پہنچایا تھا۔اوراسی جگہ ۹ ربیع الاول یا نہم جماد الاول ۹۶۰ھ میں رحلت فرمائیں۔اور بھیلوٹ میں ثانیِ مہدیؓ کے بازو مغرب کی طرف دفن ہوئیں۔اس بی بیؓ کے بطن سے حضرت میراں سید حمیدؓ اور بی بی ہدیۃ اللہ (زوجۂ میاں عبدالفتاحؓ) پیدا ہوئے۔حضرت میراں علیہ السلام کی چوتھی زوجۂ،بی بی بون جی رضی اللہ عنہا تھیں۔ان کا نکاح ٹھٹھ میں ۹۰۷ھ یا ۹۰۸ھ میں حضرتؑ سے ہوا وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اور نین پورہ احمد آباد میں رہتی تھیں اوراسی مقام پر بتاریخ ۳ ربیع الاول رحلت پائیں اور آپ کا روضہ اسی جگہ پر ہے اوران کے بطن سے میاں سید ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔اور بی بی بھانمتیؓ بھی حضرت مہدی علیہ السلام

کی منکوحہ تھیں۔ان سے ایک صاحبزادے سید علی پیدا ہوئے۔حضرت میراں سید محمود المشہور ثانیِ مہدیؓ ۸۶۷ھ یا نوسال میں پیدا ہوئے۔ جب پیدا ہوئے تو فرمان ایزدی سے اس نام سے موسوم ہوئے۔ جب حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے ساتھ جون پور سے دانا پور آئے اس وقت عمر شریف ۱۴یا۱۸سال تھی کلام ربانی سن کرایک عرصہ تک جذبہ حق میں مستغرق رہے اس وقت فرمان یزدان پہنچا کہ اے سید محمدؑ، ہمارا بندہ ہماری ذات میں فانی ہو چکا ہے۔اس کو اپنے خیمہ میں لا۔اس وقت حضرتؑ ان کو اپنے خیمہ میں لائے اور فرمایا کہ برادر سید محمود کا گوشت و پوست، استخوان اور تمام بال تک الا اللہ ہو گئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ یہاں (سینۂ مہدیؑ میں) نازل ہوا ہے، وہاں (سینۂ سید محمودؓ میں بھی) نازل ہوا ہے۔مرشدالمرشدین بندگی میاں عالم قدس اللہ سرہ العزیز سے روایت ہے کہ میراں سید محمودؓ کو سات سال تک حق تعالیٰ کا جذبہ ہوا۔حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے حضرت بی بی الہداتیؓ سے فرمایا کہ آیئے اور اپنے بیٹے کو دیکھئے کہ پوست و گوشت واستخوان اور بال بال سب کچھ الا اللہ ہو چکا ہے۔اس فضل کو دیکھئے جوان کی تحویل میں معین ہوئے جب عمر ۳۲ یا ۳۳ سال ہوئی۔نہر والہ سے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی اجازت سے بغرض ملازمت چاپانیر کو چلے گئے اور امیر ملک عثمان باڑی وال کے توسط سے بادشاہ گجرات کے ملازم ہوئے۔ملک عثمان مصدق مہدیؑ تھے سید محمود کی تنخواہ ماہانہ ایک لاکھ تنکہ اور دوسو سوار معین ہوئے۔اور بیرم گاؤں اور سانچور کے علاقے ان کو جاگیر میں دیئے گئے۔جب بادشاہ چاپانیر کی ملازمت میں ایک عرصہ گزر گیا اسی اثناء میں ٹھٹھ سے حضرت مہدی علیہ السلام کا ایک خط کو دیکھا تو بہت زیادہ بے چین ہو گئے اور انہی دنوں میں ایک رات محمد ینؑ کو خواب میں دیکھا۔مہدی علیہ السلام نے اشارہ کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابوسی کرواس کے بعد محمد ینؑ نے ان کو (سید محمودؓ) کو کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ جلدی جلدی آجاؤ۔ یہ تمہارے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔الحاصل جب میراں سید محمودؓ جاگ اٹھے تو اپنے آپ کو گھر کے باہر کھڑا ہوا پایا۔پس دایہ رتنی کو جگا کر اس سے تلوار اور قرآن شریف منگوایا اور خراسان جانے کے لئے تیار ہو گئے اور اس واقعہ کی بی بی کد بانو کو اطلاع دی۔اور کہلایا کہ اب تم اپنے والد کے گھر چلی جاؤ اور جس وقت سفر خرچ مہیا ہو جائے تم کو بلوالوں گا، اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔بغیر توشہ اور سواری کے ہوں۔بہر حال اس حبیب ذوالجلال کے پاس پہنچ جاؤں گا۔نقل ہے کہ حضرت کا خرچ آمدنی سے زیادہ تھا۔ان پر کچھ قرض بھی ہو گیا تھا۔بی بی کد بانوؓ نے اپنے زیورات کا صندوقچہ حضرتؓ کے سامنے پیش کر دیا اور خراسان کے سفر کے لیئے پکا ارادہ کر لیا اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے اس زیور کو فروخت کر کے تمام قرض خواہوں کو (قرض واپس) دے دیا جو رقم بچ گئی تھی، اس کے ذریعہ سفر پر آمادہ ہو گئے۔ جب چاپانیر سے رادھن پور پہنچے تو زاد سفر باقی نہ رہا۔آپ بڑے متردد ہوئے آپ نے سنا کہ بندگی میاں نعمتؓ بندگی میاں شاہ عبدالمجیدؓ و بندگی میاں شیخ محمد کبیرؓ اس جگہ فردکش ہو گئے ہیں یہ بھی سنا کہ بی بی راجے

مرادی (راجے سون) سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں نے جو حضرت امام کائنات کی مصدقین میں تھیں بہت کچھ تحفے ہدیئے، نقد زر۔ گھوڑے اور اونٹ بندگی میاں شاہ نعمتؓ کے ذریعہ امام انام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ اسی بنا پر ان کو اطلاع دی گئی کہ میرے پاس راستہ کے لیئے خرچ باقی نہیں ہے اگر قرض کے طور پر کچھ دو تو بہتر ہوگا۔ جواب دیا کہ میں امانت میں خیانت نہ کروں گا۔ اسی بنا پر حضرت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ بے حد غمگین ہو گئے اور جہاں اترے تھے اس کے اندرونی حصہ میں رہ گئے اور جب صدیقِ ولایتؓ نے حضرت میراں سید محمودؓ کے آنے کی خبر سنی تو نہایت مسر کے ساتھ حضرت ثانیِ مہدیؓ کے در مبارک پر آ کر کہلایا کہ راجے سون نے جو کچھ مال و اسباب حضرت (مہدیؑ) کی خدمت میں روانہ کیا ہے وہ حاضر ہے لے لیجئے۔ لیکن حضرتؓ نے باہر تشریف لانے میں تکاہل ظاہر کیا۔ اسی دوران نماز عصر کا وقت آ پہنچا۔ اس وقت حضرت صدیقؓ نے اونچی آواز میں ندا دی کہ دروازہ پر خادم قدیم کھڑا ہے۔ نماز کا وقت قریب ہے حضرت گھر سے باہر تشریف لائیں اس وقت حضرتؓ نے گھر کے اندر سے ہی جواب دیا کہ تم اپنی نماز پڑھ لو اور میں اپنی نماز یہاں پڑھ لوں گا۔ بندگی میاںؓ کے لوگ نماز کیلئے عجلت کر رہے تھے۔ میاں رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا۔ اور میں حضرت میراں سید محمودؓ کے سوائے نماز نہیں گزاروں گا۔ اسی اثنا میں حضرت گھر کے باہر آئے اور صدیقِ ولایتؓ سے گلے ملے۔ لوگ کہنے لگے کہ سورج ڈوب گیا۔ اس وقت حضرت صدیقِ ولایتؓ نے مغرب کی طرف اشارہ کیا آفتاب نکل آیا۔ پس عصر کی نماز ادا کیئے اور عشاء تک یاد خدا میں بیٹھے۔ جب عشاء سے فارغ ہوئے تو ایک دوسرے سے گفتگو کی۔ اس کے بعد بندگی میاںؓ نے سارا سامان حضرت کے سامنے رکھ دیا گویا کہ میں نے حضرت مہدیؑ کو اسی جگہ پالیا ہے۔ اور امانت ادا دکر کے سبکدوش ہو چکا ہوں۔ جب حضرت میراں سید محمودؓ نے بندگی میاں سید خوند میرؓ کو خدمت مستعد اور جاں فشاں دیکھا تو بے حد شادماں ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب چیزیں اپنے پاس رکھو۔ اور راستے میں خرچ کرو پس حضرت صدیقِ ولایتؓ نے بکمال خدمت گذاری و جاں سپاری میراں سید محمودؓ کو حضرت خاتم الولایتؑ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اور حضرت صدیقؓ کی خدمت گذاری کی وجہ سے میراں سید محمودؓ کو سفر کی کوئی مشقت معلوم نہ ہوئی۔ سفر کی تمام مشکلات آسان ہو گئیں۔ حضرت ثانیِ مہدیؓ کی زوجہ مسماۃ بی بی کد بانوؓ حاملہ تھیں۔ ان کے لئے پالکی تیار کی گئی۔ اور ان کا دل جو چیز چاہتا تھا فوراً مہیا کر دی جاتی تھی ان کے مقررہ منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی حضرت صدیقؓ وہاں جا کر انتظام کرتے تھے۔

نقل ہے کہ جس روز سید ین صالحینؓ ۶ مہینے کی مدت میں فراہ پہنچے اس روز حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام بی بی بون رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے۔ اور بہت خوش ہو رہے تھے اور حکم دیا تھا کہ سارے دائرے میں جھاڑو دی جائے۔ پانی سے آبخوروں کو بھر دیں اور کھانا پکائیں اور چند مرتبہ آنگن سے گھر کے اندر آئے اور چند مرتبے گھر سے آنگن میں آ گئے اس وقت

بی بی بونؒ عرض کیا کہ ایسی خوشی کی کیا بات ہے۔فرمایا بیٹا، بیٹا بن کر آ رہا ہے تو پھر کیوں نہ خوش ہو جاؤں پس اسی دن تھوڑی سی مدت میں میراں سید محمودؓ مہدیِ موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام آپ کے استقبال کے لئے تخمیناً پچاس قدم آگے گئے اور اپنے بیٹے کو گلے لگائے اور یہ شعر پڑھا۔

بابا نے سب جہاں کو چھوڑا برائے یار

آسان ہے بہر یار دو عالم سے انفرار

(تذکرہ صالحین)

اس کے بعد حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میاں سید خوندمیر میرے ساتھ نہ ہوتے تو بندے کی ہڈیاں پہنچتیں اور یہاں آنا ممکن نہ ہوتا۔فرمایا اس میں حیرت کی کیا بات ہے میاں سید خوندمیرؓ تمہارے حقیقی بھائی ہیں اور بندگی میاں نعمتؓ کی کیفیت سن کر فرمایا (کیا) میاں نعمتؓ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے۔اس کے بعد بی بی ملکانؓ، بی بی کد بانوؓ کو اپنے گھر لے گئیں۔اور میراں علیہ السلام نے جس فرش پر آپ سوتے تھے وہ فرش اپنی بہو (دلہن۔عروس) کو عنایت کیا اور فرمایا کہ خدا کا فرمان ہوتا ہے کہ۔مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (سورہ احزاب) اس ارشاد ربانی کے مصداق سید محمودؓ اور بی بی کد بانوؓ ہیں اور فرمایا کہ میرا وارث اور میرے گھر کا خواجہ (سید محمودؓ) ہے۔اور فرمایا کہ خدا کا حکم ہوتا ہے کہ اگر میں پیغمبروں کو نہ بھیجتا اور ان (پیغمبروں) پر کتابیں اور صحیفے نازل نہ کرتا (تب بھی) سیدینؓ کا یہی قرب کا مقام ہوتا۔اور یہ محض ہمارا فضل ہے کہ (ان کو) تیرا تابع کر دیا ہے ہم نے ایسی ہستیوں کو کسی نبی مرسل کے تابع نہیں کیا ہے اس وقت جب حضرت امام علیہ السلام نے دونوں طرف توجہ کی تو دیکھا کہ سیدین صالحینؓ سیدھے اور بائیں جانب ہیں۔نقل ہے کہ جب سیدینؓ فراہ پہنچے تو حضرت مہدی علیہ السلام حقائق کا بیان عمدہ طور پر فرمانے لگے۔اس بنا پر بعض لوگوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے ان دنوں حضرتؑ کا بیان بے حد حقائق آمیز ہے۔فرمایا اس بیان کو برداشت کرنے والے آ گئے ہیں تو اب کس کے لئے اٹھا کر رکھا جائے۔ایسی ہی چند نقلیں سیدینؓ کی بشارتوں پر مشتمل ہیں۔فرمایا جس جگہ سے بندہ نے قدم اٹھایا برادر سید محمودؓ نے اسی جگہ قدم رکھا۔یہ بھی فرمایا میرے اور برادر سید محمود کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر یہ کہ بندہ مہدیِ موعود کہلاتا ہے۔دین کے اکابر سے منقول ہے کہ جب میاں سید محمودؓ پانی پیتے حضرت میراں علیہ السلام ان کا پس خوردہ پیا کرتے اور فرماتے کہ شکر خدا کہ گرم پانی بھائی سید محمودؓ کا پسخوردہ بننے سے ٹھنڈا ہو گیا ہے۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے سورہ النجم کی بعض آیتیں پڑھ کر فرمایا کہ یہ آیات بھائی سید محمودؓ کی شان میں ہیں۔اور فرمایا جب یہ بندہ ایک دروازے

سے آئے تو تم دوسری کھڑکی سے آؤ کیونکہ ذات حق تعالیٰ غیور ہے ایک مقام والے دو آدمیوں کو زندہ نہیں رکھتا، ان میں سے ایک کو اٹھالیگا۔ فرمایا بندہ کے یاروں کی مثال ایسی ہے جیسے سنار کی بھٹی۔ بعض کوئلے ایسے ہیں جنہیں پوری آگ پہنچ گئی ہے بعض کو آدھی اور بعض کو پاؤ۔ اور بعض کو اس سے بھی کم۔ اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو میرے بعد سب کے سب بھائی سید محمود کے پاس کمال کو پہنچ جائیں گے۔ اور فرمایا بندے کے ادھورے بھائی محمود کے پورے۔ اور فرمایا کہ بھائی سید محمود کی سیر مقام مصطفےٰ ﷺ میں ہے اور فرمایا کہ سید محمود کو نبوت میں سیر ہے اور فرمایا کہ ''اور وہ بھی جوان کے ماں باپ سے ان کی بیبیوں اور اولاد میں سے اچھے ہوں'' (سورہ رعد)۔ یہ آیت تمہارے حق میں ہے اور فرمایا کہ بھائی سید محمود اور بندہ ہر دو ذات برابر ہو چکے ہیں اور فرمایا کہ فرمان خدائے تعالیٰ ہوتا ہے کہ یہ دو جوان جو سید ین اور صالحینؓ ہیں اور جو سیدھے اور بائیں (جانب بیٹھے ہوئے) ہیں ہماری جناب سے بے واسطہ منتخب شدہ ہیں۔ اگر ایک لاکھ ۲۵ ہزار پیغمبر اور ۳۱۳ مرسل اور محمد نبی اور محمدؐ مہدیؑ اور تمام (آسمانی) کتابیں اور صحیفے نہ آئے ہوتے تو تب بھی ان دونوں کا یہی مقام ہوتا یہ ہمارا تجھ پر احسان ہے کہ ان کو تیرے سامنے باادب بیٹھا دیا ہے۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کو دفن کیا۔ تو بندگی میاںؓ کی نظر حضرت میراں سید محمودؓ پر پڑی! دیکھا کہ ہمہ تن مشابہٗ مہدی علیہ السلام ہو گئے ہیں اونچی آواز میں فرمایا۔ ہم نے مہدی علیہ السلام کو دفن نہیں کیا ہے مہدی ہمارے نزدیک کھڑے ہیں۔'' بعد میں سب لوگوں نے دیکھا اور صدیقؓ کے قول کو سچا پایا۔ پس تمام اصحابؓ نے کہا یہ ثانیِ مہدی ہیں۔ نقل ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی رحلت کے بعد میراں سید محمودؓ نو مہینے تک فراہ میں رہے بعد میں روح پر فتوح خاتم الولایت علیہ السلام کے اشارے سے گجرات آکر بھیلوٹ میں رہنے لگے اور جب حضرت ثانیِ مہدیؓ یہاں رہ گئے تو اکثر نے اصحاب حضرتؓ کی خدمت میں آکر اور پھر حضرتؓ کی اجازت سے بھیلوٹ کے اطراف وجوانب میں دائرے بنالئے۔ نقل ہے کہ بھیلوٹ میں حضرت ثانیِ مہدیؓ ہر ہفتہ یا جمع کے دن اجماع کیا کرتے تھے، حضرتؓ کا مقصد یہ تھا کہ اگر مجھ میں کوئی چیز خلاف مہدی یا خلاف شرع محمدیؐ، پائی جائے تو تم لوگ ظاہر کرو ورنہ تم لوگ گنہگار بن جاؤ گے اگر تم لوگوں میں کوئی بات خلاف شرع اور مخالف مدعائے مہدیؑ ہو تو میں ظاہر کروں گا اگر ایسا نہ کروں تو وابستگان مہدیؑ سے نہ ہونگا بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ میراں سید محمودؓ تمام اصحابؓ کی مشکلات حل کرتے تھے اور آپؓ کے دائرے میں مہاجرینؓ میں سے اکثر حضرات تھے۔ مگر میاں ولی اور میاں عبداللہ تابعین سے تھے نقل ہے کہ ایک روز سلطان محمود بیگڑہ کی دختر نے، جو مصدقین مہدیؑ سے تھی، ایک خط حضرت میراں سید محمودؓ کے نام پر لکھا۔ حضرت بہت روئے کہ میرا نام دولت مندوں کے خطوط میں لکھا گیا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں جو عادات اور اطوار تھے حضرت میراں سید محمودؓ کے زمانے میں بھی قائم اور مضبوط رہے کوئی بھی فرق نہ تھا۔ ایک دن میاں سید سلام اللہؓ ملک لطیف

باڑی وال کے جن کا خطاب شرزہ خان تھا گھر گئے تھے۔جب یہ خبر حضرتؒ کو پہنچی تو بہت جھڑکیاں دیں رشتہ داری کا پاس و لحاظ نہ کیا۔حالاں کہ وہ حضرت میراں سید محمودؒ کے ماموں تھے۔حضرت میراں سید محمودؒ فرماتے تھے کہ مہدی علیہ السلام کے زمانے کی مثال ایسی تھی گویا کہ کسان کھیت میں بیج بوتے، بارش ہوتی اور کھیتی تیار ہو جاتی تھی۔ہمارے زمانے میں کنویں کے پانی سے کھیت ہرے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ مہدیِ موعود علیہ السلام کی نظر ہزار سال کی عبادت سے بہتر تھی اور میری نظر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔نقل ہے کہ ایک روز امیر ملک عثمان باڑی وال نے اپنی بیٹی بی بی کد بانو کو تھوڑا دنیاوی سامان روانہ کیا۔ جب حضرتؒ کو معلوم ہوا تو منع فرمایا۔پس بی بیؒ نے وہ مال حضرتؒ کے سامنے پیش کر دیا، اور حضرتؒ نے (سارا مال) تمام مہاجرینؒ میں سویت کر دیا۔نقل ہے کہ جب حضرت میراں سید محمودؒ نے کسی جگہ پر دائرہ باندھا اور وہاں مال پیدا ہوا تو اس زمین کو چھوڑ کر دوسری زمین پر دائرہ باندھا۔نقل ہے کہ کسی نے حضرتؒ کے گھر ایک چھوٹی سی کنیز کو روانہ کیا۔حضرتؒ نے فرمایا کہ جب تک اس کنیز کو آزاد نہ کیا جائے میں گھر کے اندر نہیں آؤں گا، پس بی بیؒ نے اس کنیز کو آزاد کر کے میاں جمال سے اس کا نکاح کر دیا۔نقل ہے کہ ایک روز حضرتؒ بیانِ قرآن کے دوران اس آیت کریمہ "تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے"۔ خدا اس بات سے سخت بیزار ہے" (سورہ صف) تک پہنچے تو ٹھیر گئے۔اللہ تعالٰی کی شدید خوف کی وجہ سے تین روز تک قرآن کا بیان نہیں فرمایا۔نقل ہے کہ امیر غالب خان میاں حیدر کو اپنے ساتھ لے جا کر سینکڑوں تنکہ حضرتؒ کے لئے روانہ کیئے حضرتؒ نے واپس کر دئے۔ایک روز آپؒ نے میاں دولت خاںؒ اور میاں سومار مہاجرؒ کو فرمایا کہ جو کوئی موافقین کے گھروں سے دہی لائے ان کے برتن توڑ وادئے جائیں۔نقل ہے کہ ایک روز نواب فتح خاں کے جو مصدق مہدی علیہ السلام تھے پاس ایک شخص میراں رضی اللہ عنہ کے دائرے سے گیا اور بولا کہ میں حضرت میراں سید محمودؒ کا فقیر ہوں۔نواب نے کہا اس کو روانہ کر دو کیونکہ حضرتؒ کے دائرے کے فقیروں کے پاس میری توقیر کتے کے برابر بھی نہیں ہے۔جب یہ کیفیت حضرت میراں سید محمودؒ کو پہنچی تو آپؒ نواب فتح خاں پر بہت خوشنود ہوئے کہ انہوں نے میرے دائرے کے فقیروں کے حدود باقی رکھے نقل ہے کہ جب تک حضرت میراں سید محمودؒ بھیلوٹ میں مقیم رہے اپنے والد کے آئین وقوانین کو مضبوطی سے باقی رکھا۔آپؒ کے تمام حالات والد کے مانند تھے آپؒ کے کشف اور کرامات زیادہ تر گجرات کے حدود میں مذکور ہوئے اور گجرات کے بہت نامور لوگ حضرتؒ کے مرید اور معتقد ہو گئے اسی وجہ سے تمام مشائخ اور علماء جن کی فطرت میں اہل حق کی عداوت چھپی ہوئی تھی فتنہ اور فساد کے لئے تیار ہو گئے۔اور سلطان مظفر بن محمود بیگڑہ کے پاس خلاف واقع حالات پیش کئے اور سلطان خود جو مصدقین مہدیؑ کو ایذاء پہچانے پر مائل تھا اپنا فرمان نافذ کر دیا کہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر احمد آباد کے قید خانے میں قید کر دیں پس بادشاہ کے ملازمین بھیلوٹ آئے اور آپؒ کے سامنے بادشاہ کا حکم نامہ پیش کیا پس حضرت

میراں سید محمودؒ نے اپنے پاؤں لانبے کئے کہ جو کچھ بھی شاہی حکم ہوا سے بجالاؤ۔ مجھے اس سے انکار نہیں ہے پس شاہی ملازمین حکم شاہی بجالائے۔ حضرتؒ کھڑے ہوگئے اور بہلی میں بیٹھ گئے۔ اس دن ۲۹ ربیع الثانی تھی اور حضرت میراں سید محمودؒ نے بندگی میاں شاہ دلاورؒ کو ساتھ لے لیا۔ اور جب بندگی میاں نعمتؒ اور بندگی میاں نظامؒ بھی ساتھ ہوگئے تو ملازمین شاہی نے کہا کہ تم لوگ کیوں آتے ہو۔ تمہاری طلبی نہیں ہوئی ہے اور حضرتؒ نے بھی روک دیا کہ تمہارے آنے میں مصلحت نہیں ہے کہ ہم سب کے سب دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں اور بندگی میاں سید خوندمیرؒ دوبار قید خانہ جاکر ملے اور آپؒ کو باہر لانے کا ارادہ کیا فرمایا۔ کہ ہم چور نہیں ہیں جو ہم کو یہاں لایا ہے وہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ ہم کو رہا کرادے۔ پس بندگی میاںؒ نے بی بی راجہ سونؒ اور بی بی راجے مرادی کو اس حالت کی اطلاع کروائی ان خواتین کی کوشش کی وجہ سے مظفر گجراتی نے رہائی کا حکم دیا نقل ہے کہ حضرت ہادی دو جہاں مرشد الزماں پیر پیراں فرزند حضرت میراں سید محمد مہدیِ موعود آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام (۴۱) روز قید خانے میں رہے۔ اور آپؒ کے پائے شریف زنجیر کی گرانی کی وجہ سے جو قریب ایک من تھی زخمی ہوگئے تھے اور پائے مبارک میں ناسور پڑ گئے تھے اور ضعف و ناتوانائی بہت زیادہ پیدا ہوگئی تھی۔ الحاصل حضرت کو پالکی میں بٹھا کر بھیلوٹ پہنچائے۔ نقل ہے کہ حضرتؒ دائرہ میں آئے اور تمام مہاجرینِ مہدی علیہ السلام جمع ہوگئے اس وقت حضرتؒ نے تمام لوگوں کو تاکید فرمائی کہ جب مجھے دیکھو تو خاموش رہ جاؤ کیونکہ اگر میں کہوں کہ مجھے درد نہیں ہے تو یہ سچ کے خلاف ہوگا اور اگر کہوں کہ درد ہے تو حق سبحانہ جل شانہ کی شکایت ہوجائے گی۔ الغرض حضرت میراں سید محمودؒ اسی تکلیف اور اذیت سے ۵۷ روز کے بعد دوشنبہ کے دن ضحیٰ کے وقت ۴ رمضان المبارک ۹۱۸ھ وبقولے ۹۲۰ھ کو اس دنیا سے رحلت کی اور اس روز تمام مہاجرینؒ نے بڑا افسوس اور رنج کیا اور فرمایا کہ آج ہمارے درمیان سے مہدیؑ چلے گئے اور سبھوں کے اتفاق سے بندگی میاں شاہ نعمتؒ نے (نماز) جنازہ کی امامت کی۔ اور اس روز جبکہ حضرت میراں سید محمودؒ کی وفات ہوئی اکثر اصحابؒ اپنے متعلقین کو لے کر دائرہ سے علیحدہ ہوگئے۔ اور اٹھارہ مقام پر اذان ہوئی۔ اور میاں سید سلام اللہؒ نے بہت افسوس کرتے ہوئے کہا فرزندان میراں سید محمود بہت چھوٹے ہیں ان کے بعد کوئی خلیفہ نہیں رہا۔ بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے فرمایا کہ میں حضرت میراں سید محمودؒ کا خلیفہ ہوں اور بندگی میاں شاہ دلاورؒ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔ نقل ہے کہ بی بی ملکان اور میاں سید سلام اللہؒ نے حضرت کی رحلت سے پہلے پوچھا کہ رحلت کے بعد ہم لوگ کہاں رہیں۔ فرمایا میاں نظامؒ کے پاس رہو۔ پس حضرت میراں سید محمودؒ کی رحلت کے بعد بندگی میاں نظامؒ، حضرت (سید محمودؒ) کے جملہ متعلقین اہل و عیال کو اپنے دائرے کو لے گئے۔ نقل ہے کہ حضرت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ کو بی بی کدبانوؒ بنت ملک عثمان باڑی وال سے تین بیٹے اور ایک دختر ہوئی۔ میراں سید عبدالحیؒ مشہور بہ روشن منورؒ اور میراں سید احمد جو ۹ ماہ کی عمر میں جل جانے سے وفات پائے اور میراں سید

یعقوب رحمتہ اللہ علیہ اور بی بی خونذ گوہر کو میاں عبداللطیف بن بندگی میاں شاہ نظامؒ کو دیئے تھے،لیکن شاہ عبداللطیف بی بی مذکور پر قادر نہیں ہوئے۔ان سے چھڑانے کے بعد بی بی کدبانوؒ کے بھانجے میاں محمود شاہ کو دئے۔ بی بی کدبانو نے ۲۶ ؍رجب کو رحلت کی اور ثانیِ مہدیؑ کے پہلو میں مشرقی سمت میں مدفون ہوئیں اور حضرت میراں سید عبدالحئی بن میراں سید محمودؒ فراہ میں جمادی الاول ۹۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔اور اذان اور اقامت دینے کے بعد فرمایا اس پسر کا نام سید عبدالحئی یا سید یعقوب رکھو۔ پس میراں سید محمودؒ کو یقین ہوگیا کہ یہ دوسرے فرزند کی پیدائش کی خوش خبری ہے۔ پس اپنے جامہ کو گرہ لگائی۔اس وقت حضرت ولایت پناہؑ نے فرمایا یہ دونوں فرزند زہرہ مشتری کے مانند ہیں۔ بی بی ملکانؒ یا بی بی گوہر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس رتن کو جتن کرو۔اور فرمایا کہ سید محمودؒ کی اولاد ہمارے سر کا تاج ہے۔نقل ہے کہ مہدی آخر الزماںؑ کی رحلت کے وقت روشن منور چھ ماہ کے تھے۔مہدیؑ کے دم خجستہ اثر سے تلقین ہوئے ہیں اور مہاجرینؓ میں شمار کیئے گئے ہیں۔ اپنے والد کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔بعض لوگوں کے قول کے مطابق اپنے والد کے مرید اور فقیر ہیں اور اپنے والد کی وفات کے زمانے میں ۱۱ سال کے تھے۔نقل ہے کہ کسی شخص نے روشن منور سے پوچھا کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کا مشاہدہ یاد ہے فرمایا کہ مجھے الوالبلی کا دن تک یاد ہے حضرت مرشد المرشدین بندگی میاں سید شہاب الدینؒ حضرت کی بڑی عظمت کرتے تھے جب میاں سید سعداللہ بن تشریف اللہ رحمتہ اللہ علیہ تلقین ہونے کے لئے آئے تو فرمایا کہ روشن منورؒ کے پاس جاؤ مجھے ان کی عظمت بے حد ہے۔اور شہاب الحقؒ ہمیشہ ان کا پس خوردہ پیا کرتے تھے۔جب خاتم المرشدؒ کے پاس آتے تھے۔تو روشن منورؒ کی جوتیاں سیدھی کرتے تھے۔اور روشن منورؒ کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔لیکن شہاب الحقؒ کی سفارش کے بعد۔میاں سید سعداللہؒ اور میاں سید یحییٰ کو مرید کیا تھا۔حضرت کا دائرہ بہلوائی پرگنہ کڑی میں تھا وہیں ۲۹ ؍رجب ۹۸۰ھ میں وفات پائی اس زمانے میں حضرت کی عمر ۷۰ سال کو پہنچی تھی بھیلوٹ میں حضرت ثانیِ مہدیؑ کی قبر کے پاس پائیں دفن ہوئے جب قبر میں اتارے سامعین کو بنی مبارک سے ذکر کی آواز آتی تھی۔حضرت کو ایک ہی فرزند میاں سید حسین ہوئے اور ایک بیٹی بی بی راستی ہوئیں جن کے شوہر ملک شمس الدین تھے۔میاں سید حسین خاتم المرشد کے مرید ہیں اور اپنے والد کی صحبت میں کمال کو پہنچے ہیں۔۲۵ ؍جمادی الاولی ۱۰۲۵ھ میں افضل پورہ بیجاپور میں رحلت فرمائی آپ کا مبارک مرقد وہیں ہے۔اور ان کی بہن کی تربت بھی ان ہی کے قریب ہے۔ان کی اولاد پہلی بیوی سے جن کا نام بی بی خونذا تھا ایک فرزند میاں سید زین العابدین اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ بوا ملکان زوجہ ملک راجے محمد، لاڈبی بی زوجہ ملک سیدن بخاری، راجے سون زوجہ ملک سالار کایلی، امتہ الرحیم زوجہ ملک احمد کایلی، راجے دولت زوجہ میاں سید میرانجی بن سید عبدالوہاب بن تشریف حق۔ دوسری زوجہ بی بی کسان سے دو دختر ہوئیں بی بی جیون زوجہ میاں عبدالواحد نبیرہ میاں نعبدالمومن سجاوندی۔ بوا فتح زوجہ سید اشرف بخاری۔میاں سید

زین العابدینؒ مرید وفقیر اپنے والد کے ہیں۔ مدت دراز تک حاکم الزماں کی صحبت میں رہے ۶ ؍صفر کو رحلت ہوئی۔ حاکم الزماںؒ کی قبر کے پہلو میں مغرب کی طرف مدفون ہیں۔ان کو بھی دو بیبیاں تھیں۔ ملکان فاطمہ بنت حاکم الزماں کے شکم سے تین لڑکے ہوئے۔ میاں عبدالحئیؒ ومیاں سید محمود، میاں سید ابراہیم اور ایک دختر ہوئی بوبوصاحبہ بی بی، زوجہ سید اسمٰعیل اور بو بوصاحبہ بنت میاں سید راجے محمد بن بندگی میاں سید سعداللہ کو بھی تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔بیٹیوں کے نام میاں سید حسین ومیاں سید خوندمیر اور میاں سید اسمٰعیل اور دختر کا نام بی بی صاحبہ جن کو میاں سید یعقوب بن بندگی میاں سید قاسم کو دیئے۔ میراں سید یعقوب عرف میاں جی صاحبؒ بن ثانیِ مہدیؓ بھیلوٹ میں ۹۱۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد کی وفات کے وقت ۵ سال کے اور صحیح قول کے مطابق ۷ سال کے تھے۔ثانیِ مہدیؓ نے ان کو اپنا مرید کر کے یہ فرمایا کہ اگر تم کو میرا مشاہدہ یاد نہ رہے تو اصحابِ مہدیؑ سے تازہ کر لینا نقل ہے کہ ایک روز میاں سید عبدالحئیؒ اور میراں سید یعقوبؒ کے پیٹ پر انگلی سے مار رہے تھے (ٹکورے مار رہے تھے) اس وقت حضرت ثانیِ مہدیؓ نے میراں سید عبدالحئیؒ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگرچہ تم حضرت مہدی علیہ السلام کے مبشر اور منظور ہولیکن میاں جی بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے مبشر ہیں۔اس بچے کے پیٹ پر انگلی مت مارو۔ انشاء اللہ تعالیٰ میاں جی بھائی کے صلب سے بندے کے قائم مقام فرزند پیدا ہوں گے۔نقل ہے کہ جب میراں سید یعقوب سن شعور کو پہنچے تو حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے تلقین ہوئے اور جب آپ کی عمر ۱۷ سال کی ہوئی تو بندگی ملک الہدادؓ نے صدیق اکبر کی شہادت کے بعد، بلوا کر بی بی راجہ رقیہ بنت بندگی میاںؓ سے ان کا سلسلہ ازدواج جوڑ دیا۔ اور انہوں نے چند دنوں کے بعد دنیا ترک کی اور خلیفہ گروہؓ کی صحبت میں رہ گئے۔نقل ہے کہ ایک روز بندگی ملک پیر محمد ابن خلیفہ گروہؓ سے بحث ہوگئی اور ان لوگوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ میراں سید یعقوبؒ کی غرض یہ تھی کہ ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ مہدی علیہ السلام کے نطفے ہیں اور اس شرف کی وجہ سے بندگی میاںؓ سے برتر مرتبہ رکھتے ہیں۔اور بندگی ملک پیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی غرض یہ تھی اعمال کی فضیلت مقدم ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں بزرگ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے بڑھ کر صاحب تقویٰ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے فاطمہ اس بات پر تکیہ مت کرو کہ تم میری بیٹی ہو۔فرمایا میری آل وہ ہے جو میرے طریقے پر چلے ایضاً میرا فرزند وہ ہے جو میرے طریقے پر چلے حضرت مہدیِ موعودؑ نے فرمایا ہے کہ میری نقل وہ ہے جو مطابق قرآن ہو۔اور فرمایا کہ بےعمل مردود اور فرمایا کہ اگر میں اپنی کھال بھی تمہیں دے ڈالوں تو تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک عمل نہ کرو۔اور امام انام علیہ السلام کے احکام عام ہیں کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے جس وقت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ پٹن سے ملازمت کے لئے چاپانیر گئے حضرت بندگی میاں نعمتؓ نے فرمایا کہ وہ فرزند مہدی نہیں ہیں۔حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ میاں نعمتؓ سچ کہتے ہیں لیکن وہ اس کام پر اصرار نہیں

کریں گے اور حضرت ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے عرض کیا کہ مجھے کسی وقت بھی یہ خطرہ نہیں آیا کہ میں مہدیؑ کا بیٹا ہوں۔ اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو شاباشی دی۔ اور ان کی بہت تعریف فرمائی۔ آدمی مردان طریقت کی صحبت میں کمال کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ قصۂ بندگی میاں سید علیؓ ابن حضرت مہدی علیہ السلام مشہور ہے کہ جب وہ بالغ ہو گئے تو کہنے لگے کہ میرے والد سید محمد جونپوری نے کوئی دعوت (مہدیت کی) نہیں دی ہے اور جب صدیقِ ولایتؓ کی صحبت میں آئے تو نیکی و سعادت میں سبقت لے گئے مہدی علیہ السلام کے نام پر جان دے دی۔ فضیلت نطفہ قرآن شریف کی کسی صریح آیت سے ثابت نہیں ہے اگر خلیفۃ اللہ مہدی مراد اللہؑ کی زبان سے ایسی بات نکلتی تو ہمارا دین وایمان ہو جاتی۔ اور کسی کو چون و چرا کا موقع نہ ہوتا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خود بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میراں سید محمودؓ نطفۂ مہدیؑ ہیں اور میں نطفہ مہدیؑ نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات صدیقِ ولایتؓ کے عجز وانکسار کی دلیل ہے اور اس کی بنیاد مصلحت پر ہے چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ حالانکہ حضرت رسول علیہ السلام اجماع کے اتفاق سے افضل رسول ہیں۔ ایک روز مہدی علیہ السلام کے صحابہؓ ذکر کر رہے تھے کہ بیٹا تین قسم کا ہوتا ہے۔ پوت، پتندر، پوتی۔ پوت باپ کے برابر ہوتا ہے پتندر باپ سے بڑھ کر ہوتا ہے پوتی باپ سے کم ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ سن کر کہا کہ پوت ہونا مشکل ہے اور مجھے تو پوتی کا مرتبہ بھی حاصل نہیں۔ حضرت صدیقِ ولایتؓ اور شاہ دلاورؓ نے فرمایا ہے کہ میں ثانیِ مہدیؓ کا خلیفہ ہوں۔ الحاصل خلیفہ گروہؓ اس واقعہ کو سن کر باہر آئے اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں مخلوق کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اس بحث سے فائدہ نہیں۔ سیدین صالحینؓ بعض بشارتوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اور بعض بشارتیں ثانیِ مہدیؓ کے باب میں وارد ہیں اور ان میں بندگی میاںؓ شریک نہیں ہیں اور بعض بشارتیں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں ان میں ثانیِ مہدیؓ شریک نہیں ہیں۔ اور جب ان تمام بشارتوں کو دیکھا جاتا ہے تو سیدینؓ کی تسویت ثابت ہوگی اور فرمایا خدائے تعالیٰ کے حکم سے نبیؐ اور مہدیؑ برابر ہیں۔ اور جو شخص بھی ان کی شان میں کمی یا زیادتی کرے زیاں کار ہوگا اور سیدینؓ حکمِ مہدی علیہ السلام سے برابر ہیں۔ جو کوئی ان کی شان میں کمی یا زیادتی کرے گا زیاں کار ہوگا الحاصل بندگی میراں سید یعقوب رحمتہ اللہ علیہ اس وقت خاموش رہ گئے۔ اور اس کے بعد خلیفہ گروہؓ کی اجازت کے بغیر دائرہ عالیہ سے جدا ہو گئے اور ایک موضع میں دائرہ باندھ لیا اور بعض کہتے ہیں کہ دکن میں بندگی میاں دلاورؓ کے پاس آ گئے۔ نقل ہے کہ بندگی ملک الہدادؓ نے فرمایا کہ خوزادے نے اپنی نیک کو توڑ دیا۔ یعنی فیضان کے چشمہ کو اپنے آپ پر بند کر لیا۔ اور اپنی طرف آنے نہ دیا۔ یہ خبر بندگی میاں دلاورؓ نے سن کر فرمایا کہ مہدی علیہ السلام کے فیضان کے آبشار کی آواز اب تک بندہ سنتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بھائی دادو نے اپنی نیک کی

خبر دی ہے کہ ان کے فرزند باپ کی بیعت سے فیض یاب نہیں ہوئے۔اور میں کہتا ہوں کہ حضرت میراں سید یعقوب رحمتہ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل نہ تھے یعنے نطفہ کے شرف کے۔اگر اس بات کے قائل ہوتے تو اپنی زوجہ سے یہ کیوں کہتے کہ میں حضرت کی صحبت میں بہت عرصہ رہ چکا ہوں اور میری مشقت بے کار نہیں جائے گی اور جس وقت حضرت مجھے یاد فرمائیں تو سید اشرف کو ان کے حضور اشرف میں پیش کرو۔آخر کار رحلت کے وقت حضرت خلیفہ گروہؓ نے میراں سید یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا۔اور ان کا حصہ ان کے فرزند کے حوالہ کیا اور دو تین مرتبہ فیض باطنی کے دینے کا اشارہ کیا۔اگر میراں سید یعقوب رحمتہ اللہ علیہ اس بات کو پیش نظر رکھتے تو بندگی میاں سید شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ اور بندگی میاں سید محمود رحمتہ اللہ علیہ سے ایسے روابط اور اتحاد کیوں رکھتے۔اور اپنے فرزندوں کو ان کے پاس کیوں روانہ کرتے۔اور شہاب الحقؒ والدین اور خاتم المرشدینؒ اپنے متعلقین کو ان کا مرید کس طرح کراتے اور خلیفہ گروہ انہیں کیونکر یاد کرتے۔

الحمدللہ معارج الولایت کا ترجمہ مکمل ہوا۔المرقوم ۲۵؍صفر ۱۴۱۷ھ

روز جمعہ بوقت ۱۰۔۱۰ صبح مطابق ۱۲؍جولائی ۱۹۹۶ء

مترجم سید افتخار اعجاز عفی اللہ عنہ